۷۸۶
۴۹۲

شاہنامۂ اسلام

جلد اوّل

از

ابو الاثر حفیظ جالندھری

[illegible] LIBRARY
Book NO: 108 Price 3/-/-

۱۹۴۵ء

۱۳۵۴ھ

ملنے کا پتہ

سلطان بک ڈپو کالی کمان حیدرآباد دکن

QAMAR-UL-ULOOM
MAP. SIALVI ROAD
... PAKISTAN
PH. 3522555

Marfat.com

جاءَ الحق وزھق الباطل اِنَّ الباطل کان زھوقاً

یادِ ایّام

No: 108 3/-

المعروف بہ

شاہنامۂ اسلام

جلدِ اوّل

اردو نظم میں تاریخ اسلام کے ولولہ انگیز واقعات

اثرِ خامہ

ابو الاثر حفیظ جالندھری

پیشکش

ہر اس فرزندِ توحید کی خدمت میں

جو

کلمۂ طیّبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پر

ایمان رکھتا ہے!

حفیظ

Marfat.com

فہرست

مضامین	صفحہ	مضامین	
تقریب:- شیخ عبدالقادر صاحب بالقابہ کے قلم سے	۱۳	سببِ تالیف	۲۷
		مشکلات	۲۹
عرض حال	۲۳	مزار قطب الدین ایبکؒ	۳۰
حمد	۲۵	ضمیر کی آواز	۳۴
نعت	۲۶	مناجات	۳۷

باب اوّل - آغاز

خلافتِ انسانی اور کائنات کے اندیشے	۴۱	حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت	۴۸
صدائے رُوح الامین	۴۳	حضرت ابراہیمؑ کی دوسری شادی۔ فرعونِ مصر کی بیٹی حضرت ہاجرہ کے ساتھ	۴۹
افزائشِ نسل آدمؑ اور ابلیس کا مکروفریب	۴۴		
نُورِ احمدی ظلمت میں مشعلِ ہدایت	۴۶	حضرت اسمٰعیل کی ولادت اور ماں بیٹے کی ہجرت	۵۰
بیان حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ	۴۷	حضرت ابراہیمؑ کی دعا	۵۲

وادیٔ غیر ذی زرع میں ماں بیٹے کی تنہائی	۵۲	حضرت اسمٰعیل کی قربانی	۵۷
قبیلہ بنی جرہم کا پانی کی تلاش میں آنا	۵۴	تعمیر خانہ کعبہ	۶۰
کنعان میں حضرت اسحٰق کی ولادت اور حضرت ابراہیمؑ کی عرب میں واپسی	۵۶	پہلا حج اکبر	۶۳

باب دوم ۔ حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے بعد

حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق کی اولادیں	۶۴	جاہلیت کے میلے یعنی بازار عکاظ پر ایک نظر	۸۱
حضرت اسحٰق کی اولاد یعنی بنی اسرائیل کا بیان	۶۵	جاہلیت کی عبادت	۸۴
عرب میں بنی اسمٰعیل کے پھلنے پھولنے کا بیان	۷۱	شاعری کے بُرے پہلو	۸۵
انقلاباتِ عالم اور عرب	۷۲	میلے میں جنگ کا آغاز	۸۸
مکہ پر یمن والوں کا حملہ اول اور قریش کی مدافعت	۷۵	اِس عہد میں دُنیا بھر کی حالت	۹۰
عرب میں زمانۂ جاہلیت	۷۷	ہندوستان ۔ چین ۔ ایران ۔ یورپ	۹۰
		شہر پومپی آئی کی آخری رات	۹۰
		اہلِ یورپ عیسائی ہو جانے کے بعد	۹۵
		یہودیوں کی عام حالت	۹۷
		ساقی نامہ	۹۹

Marfat.com

بابِ سوم ۔ پیغمبر آخرالزماںؐ کی ولادت سے قبل کا زمانہ

غلبۂ باطل اور شیطان کا غرور	۱۰۱	سردار عبداللہ کا انتقال	۱۱۶
پیغمبر آخرالزماںؐ کے والد سردار عبداللہ کا بیان	۱۰۲	اصحابِ فیل کا بیان یمن کا کلیسا	۱۱۷
بنت مر الخثعمیہ اور شیطان	۱۰۴	مشرکین مکہ کا فرار	۱۱۹
سردار عبداللہ کی پاکیزگی	۱۰۵	سردار عبدالمطلب اور ابرہہ اشرم کی گفتگو	۱۲۰
شیطان اور یہودی	۱۰۷	اصحابِ فیل کے حملے کی صُبح	۱۲۱
سردار عبداللہ پر یہودیوں کا حملہ	۱۱۱	ہاتھی سجدے میں	۱۲۲
جنگ	۱۱۲	اِصحابِ فیل کا کفر	۱۲۳
وہب بن عبدمناف والدِ سیدہ آمنہ رضؓ	۱۱۳		

بابِ چہارم ۔ ختم المرسلین رحمۃ للعٰلمینؐ

ولادت باسعادت	۱۲۶	عرب کی دُودھ پلانے والی عورتیں ۔	
سلام	۱۳۲	حلیمہ سعدیہ رضؓ کی غریبی	۱۳۹
آنحضرتؐ کے دادا عبدالمطلب کو خبر ملتی ہے	۱۳۵	آنحضرتؐ کے بچپن کی برکات	۱۴۲
کعبۂ مقصودِ عالم کا طوافِ کعبہ کے		یتیم مکہ صحرائی گھر کی طرف	۱۴۳
لئے لے جایا جانا	۱۳۷	بیابان پر ابرِ رحمت کا سایہ	۴۴

Marfat.com

رضاعت سے بعثت تک کا بیان	۱۴۶	مصنف کا اعتراف عجز	

باب پنجم ۔ آفتاب ہدایت کا طلوع

مقصد بعثت ۔ مظلوم دنیا کی دعائیں	۱۵۷	تبلیغ حق کا دشوار گذار راستہ ۔ کفار کی	
اِقْرَأْ	۱۵۸	ایذارسانی اور توہین	۷۳
صدیق کا ایمان	۱۵۹	قریش کی طرف سے مادی ترغیبات اور عتبہ کی فہمائش	۷۶
السّابقین الاوّلین	۱۶۰	ارشاد نبوت	۱۷۸
پہاڑی کا وعظ، اعلائے کلمۃ الحق	۱۶۲	حضرت حمزہ کا ایمان لانا	۷۹
مشرکین کا جوش و خروش	۱۶۴	حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا بیان	
ابولہب بن عبدالمطلب کا کفر	۱۶۵	دشمنان دین میں نبیؐ کے قتل کی تجویزیں	۱۸۱
بنی ہاشم میں تبلیغ ۔ حضرت علیؓ کا ایمان	۱۶۶	عمرؓ نبیؐ کے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہیں ۔	۱۸۲
اسلام لانے والوں پر مصائب کے پہاڑ	۱۶۸	حضرت عمرؓ کا ایمان	۱۸۵
اکابر قریش کی ابوطالب کو دھمکی	۱۷۰	عمرؓ آستانہ نبوت پر	۱۸۶
چچا کی فہمائش بھتیجے کو	۱۷۱	حضرت عمرؓ کی شان ایمان	۱۸۷
بھتیجے کا جواب	۱۷۲	ہجرت کا آغاز ۔ ایذادہی کی انتہا ۔	
ابوطالب کا تاثر	۱۷۳	طرح طرح کی عقوبتیں	

نجاشی (شاہ حبش) انصاف کی راہ پر	۱۹۲	ہادیٔ اسلام کا سفر طائف	۲۰۳
دربار نجاشی میں حضرت جعفرؓ کی تقریر		پتھروں کی بارش	۲۰۴
نجاشی راہِ ہدایت پر۔ نجاشی کا تہیہ	۱۹۴	پتھر مارنے والوں کے لئے آنحضرتؐ	
رسول اللہ کے خلاف اہل مکہ کا معاہدہ	۱۹۵	کی دُعائے خیر	۲۰۶
ابوطالب کی ثابت قدمی	۱۹۶	وہی جوشِ تبلیغ۔ یمنیوں اور یثربیوں	
شعب ابوطالب میں محصوری کا زمانہ	۱۹۸	کا ایمان لانا	۲۰۸
شکست معاہدۂ باطل	۲۰۰	اہلِ یثرب کا اسلام	۲۱۱
عام الحزن ابوطالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات	۲۰۱		

باب ششم۔ ہجرت نبوی

مسلمانان مکہ کی ہجرت یثرب	۲۱۲	قافلۂ نبوت مدینے کے رستے میں	۲۲۲
مشرکین مکہ کے ارادے	۲۱۳	عرب کی دھوپ	۲۲۳
مشرکین مکہ کی مشاورت قتل	۲۱۴	سراقہ ابن مالک ابن جعشم کا تعاقب	۲۲۴
ہجرت کی رات	۲۱۶	آنحضرتؐ کی معجزنما پیش گوئی	۲۲۶
غار ثور	۲۱۹	بریدہ اسلمی اور اس کے ساتھی	۲۲۷
سحر کا نور خندہ زن تھا باطل کی لیاقت پر	۲۲۰	قبا میں ورودِ مسعود۔ الانتظار!	
انعام کا اعلان اور تلاش	۲۲۱	الانتظار	۲۲۹

قافلۂ نبوت یثرب کی طرف	۲۳۲	شوقِ میزبانی	۲۳۴
مدینۃ النبی میں نبیؐ کے داخلے کی شان	۲۳۲	دارالامان مدینہ	۲۳۶

بابِ ہفتم۔ مدینے پر جنگ کے بادل

قریشِ مکہ کا جوشِ غضب	۲۳۸	صورتِ حالات کی نزاکت۔ نبی صلعم کا مشورہ صحابہ سے	۲۵۹
قریشِ مکہ کی دھمکی اہلِ مدینہ کو	۱۳۹	مہاجرین کا مشورہ	۲۶۱
عبداللہ بن ابی۔ منافق	۲۴۰	انصار کا جوشِ ایمان	۲۶۲
مدینے کے بدباطن یہودی	۲۴۱	وعدۂ نصرتِ الٰہی	۲۶۴
قریشِ مکہ کی غارت گری	۲۴۳	مجاہدینِ اسلام جہاد کے راستے پر	۲۶۴
اذنِ جہاد	۲۴۴	کفار کا ڈیرا میدانِ بدر میں	۲۶۶
قریش کی دوسری دھمکی	۲۴۶	ابوجہل کا غرور	۲۶۷
قافلۂ تجارت اور ابوسفیان کے منصوبے	۲۴۷	مسلمانوں کی کمزور جماعت	۲۶۸
شرارت	۲۴۹	قطعۂ تاریخ	۲۷۰
مشرکین میں اشتعال کی چال	۲۵۰	فہرست شاہنامۂ اسلام جلد دوم	۲۷۲
بوجہل کی آتش افروزی	۲۵۱	تیسری جلد	۲۷۹
قریشِ مکہ کی چڑھائی	۲۵۳	حفیظ کی دوسری تصنیفات	۲۸۰
ابوجہل کا جواب ابوسفیان کے قاصد کو	۲۵۶		

Marfat.com

تقریب

(از قلم آنریبل خاں بہادر شیخ سر عبدالقادر صاحب بالقابہ)

حفیظ اور حفیظ کی شاعری محتاج تعارف نہیں۔ مگر "شاہنامۂ اسلام" ایک ایسی تصنیف ہے کہ وہ محض شاعری سے تعلق نہیں رکھتی۔ وہ اسلام کی منظوم تاریخ ہو گی۔ وہ اخلاقِ اسلامی کی تعلیم کے لئے ایک درسی کتاب کا کام دیگی۔ وہ مصنف کے جذباتِ مذہبی کی ایک دلکش تصویر ہے۔ جو لفظوں سے کھینچی گئی ہے۔ لفظ سادہ ہیں اس پر رنگین ترنم جو حفیظ کی شاعری کی خصوصیت ہے۔ تصویر کی تاثیر کو دوبالا کر رہا ہے۔ اس لئے اس کتاب کی تقریب کے طور پر کچھ لکھنا بے محل نہ ہو گا۔ اس کی پہلی جلد شائع ہوتی ہے۔ جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں۔ اور اس کا بیشتر حصہ اُس عہدِ زرّیں سے تعلق رکھتا ہے۔ جب اسلام کے مقدس ہادیؐ کی ذاتِ والا صفات اپنے جمالِ جہاں آرا سے دُنیا کو نُورانی کر رہی تھی۔ میں خوش ہوں کہ یہ سعادت میرے حصے میں آئی ہے کہ ایسی کتاب کی پہلی جلد کا دیباچہ لکھوں جو نہ صرف اپنی ادبی خوبیوں کے اعتبار سے دیرپا معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ مذہبی اور اخلاقی پہلو سے مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے چراغِ ہدایت ہو سکتی ہے۔

اسلام کے ابتدائی زمانے کا جو نقشہ شاعر نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اس میں زیادہ تر زور سیرت پر دیا گیا ہے۔ بالعموم وہ روایتیں نظم کی گئی ہیں جن سے دُنیا کے سب سے

Marfat.com

بڑے ہاشمی کی پاکیزہ سیرت پر روشنی پڑتی ہے۔ اس اعتبار سے ہر مسلمان حضرت حفیظ کے اس کارنامے کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ بلکہ یہاں تک امید کی جاسکتی ہے کہ ہر وسیع الخیال غیر مسلم بھی شاعر کے کمالِ فن کی داد دے گا۔

اکثر شعرا نے اس قسم کے بڑے کام بڑھاپے میں اپنے ذمے لئے ہیں۔ حفیظ کے جاننے والوں میں جن حضرات کی نظر سے اُن کی وہ نظم گذری ہے جس کا عنوان ہے "ابھی تو میں جوان ہُوں" اُنھیں شاید حفیظ کی شاعری کو اس شانِ بزرگی اور تقدیس میں جلوہ گر دیکھ کر تعجب ہو کہ اُن کی طبع رسا بڑائی کے اتنے زینے ایک ہی جست میں کیونکر طے کر گئی ہے مگر جو شخص اُن کے تخیل کی بلند پروازی سے آگاہ ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ جست اُن کے لئے دشوار نہ تھی۔ حفیظ عمر میں جوان ہے مگر شاعری میں بُوڑھوں کی صف میں جلوہ گر ہے۔ زورِ طبیعت سے بسنت اور بہار پر ایسی نظمیں لکھتا ہے جس سے معلوم ہو کہ کوئی شخص جو رنگین مزاجی کے سب مرحلوں سے گزر چکا ہے۔ آپ بیتی باتیں لکھ رہا ہے اور جوانی کو مست اور دیوانی دکھلانے میں اپنی کہانی سنا رہا ہے۔ مگر یہ صرف اس کی خداداد ذہانت کے کرشمے ہیں۔ ورنہ اسے زمانے نے مہلت ہی نہیں دی کہ دُنیا کی رنگینیوں کو قریب سے دیکھے یا اُن کے مزے لے۔ صُبح سے شام تک لکھتے پڑھتے گزرتی ہے۔ اور لکھنا پڑھنا بھی ایسا کہ فرصت اور اطمینان سے نہیں۔ بلکہ قُوت لایموت کے لئے کسی اخبار یا رسالے کے لئے کچھ کام کیا۔ جس کا تھوڑا بہت معاوضہ مِل گیا۔ کوئی کتاب لکھی جو کسی نے سستے داموں خرید لی۔ اس پر رسالہ مخزن کی اڈیٹری کی ذمہ داریاں۔ مشاعروں اور پبلک جلسوں کے لئے نظمیں لکھنا اور پڑھنا۔ یہ حالات تھے جب "شاہنامۂ اسلام" لکھنا شروع کیا۔ مخزن کے دفتر اور وہاں آنے والے ملاقاتیوں سے بھاگ کر اپنے وطنِ مالوف جالندھر کے

Marfat.com

پرانے مکان میں گوشۂ تنہائی اختیار کرنا پڑا۔ وہاں سے کبھی لاہور آنا ہُوا۔ تو قدر دانوں سے خط وکتابت کے لئے وہ آپ اپنے منشی۔ اپنی کتاب کے پروف دیکھنے کے لئے وہ آپ اپنے مصحح۔ اور مطبع والوں سے تقاضا کرنے کے لئے وہ آپ اپنے سپاہی۔ اُن کی محنت اور مصروفیت دیکھ کر غالب کا یہ شعر یاد آتا ہے ؎

زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری غالبؔ
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خُدا رکھتے تھے

مگر خدا کی حکمتیں خدا ہی جانے، شاید یہی حالات ہیں جو باوجُود مالی مشکلات اور کثرتِ کار کے توسنِ طبع کے لئے تازیانہ کا کام دیتے ہیں۔ اور رُوحانی زندگی کی جلا کا باعث ہیں اِس لئے میرا خیال ہے کہ شاعری کی قوت کو مفید مذہبی خدمت کی تحریک انہی اسباب سے ہوئی ہے۔

چند سال ہُوئے جب میں نے حفیظؔ صاحب کو پہلی مرتبہ دیکھا۔ شاید اکثر لوگوں نے بھی انہیں لاہور میں اسی زمانے میں دیکھا ہو۔ اِس سے پہلے کوئی انہیں پہچانتا نہ تھا۔ مگر پہلے ہی موقعہ پر جب وہ لب کشا ہوئے سب جان گئے اور مان گئے کہ ادبِ اُردو پر ایک نیا ستارہ چمکا ہے۔

لاہور میں ایک بڑا مشاعرہ تھا میں نے دیکھا کہ سامنے کی کرسیوں پر چند کہنہ مشق شاعر متمکن ہیں اور ان میں ایک نوعمر سا شخص دُبلا پتلا۔ بہت سادہ لباس پہنے ہوئے بیٹھا ہے۔ جو ہر ایسے شعر پر جو داد کے قابل ہو داد دیتا ہے اور یُوں کہ اُس کے دل کی کیفیت ایک خاص طرزِ اظہار رکھتی ہے۔ یعنی شعر سنتے ہی وہ ہمہ تن داد بن کر اپنی جگہ سے اُٹھنے کو ہوتا ہے اور اپنا دایاں ہاتھ پھیلا کر اُس کی انگشتِ شہادت شاعر کی طرف اُٹھا کر کہتا ہے "کیسا بلند شعر ہے"!

Marfat.com

یہ بے ساختہ اظہارِ خیال چونکہ کسی قدر نرالا تھا۔ میری توجہ اس طرف ہوئی۔ مَیں نے کسی صاحب سے پُوچھا یہ کون صاحب ہیں۔ اُنہوں نے کہا ہمیں نام تو معلوم نہیں۔ مگر سُنا ہے کہ جالندھر سے آئے ہیں۔ اور مولانا گرامی کے شاگرد ہیں۔"

مَیں مولانا کے فارسی کلام کے مدّاحوں میں تھا۔ اور اُن سے ذاتی مراسم رکھتا تھا۔ وہ بھی کبھی کبھی اسی طرح اُنگلی اُٹھا کر اور یہ کہہ کر کہ "اونچے پایہ کا شعر ہے" اپنے دوستوں کے کلام کی داد دیا کرتے تھے۔ شاگرد میں کچھ جھلک اُستاد کی نظر آئی اور مَیں اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ ان کا کلام سنکر جاؤنگے۔ تھوڑی دیر بعد حفیظ صاحب کی باری آئی۔ جب یہ پڑھنے کو اُٹھے تو ایک اور مشابہت ان میں اور ان کے اُستاد میں نظر آئی۔ نہ اُن کے چہرے سے پتہ چلتا تھا کہ وہ فارسی کے ایسے ادیب اور نامور شاعر ہیں۔ نہ اِن کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ اُردو نظم میں ایسی دستگاہ رکھتے ہیں مگر ہُوا یہ کہ ایک تو کلام سادہ پُرکار تھا اور دُوسرے آواز دلکش نظم لَے سے پڑھی گئی اور جلسے پر ایک بیخودی سی چھا گئی۔ مَیں نے اس کے بعد بارہا حفیظ کو بڑے بڑے جلسوں کو مسحور کرتے دیکھا ہے اور اُن کی پُراثر لَے سُنی ہے جس سے اب ہندوستان سے دکن تک لوگوں کے کان آشنا ہو چکے ہیں۔ مگر اس دن کی کیفیت چونکہ اپنے رنگ میں بالکل نئی تھی اس لئے نہیں بھولتی۔ معلوم نہیں حفیظ صاحب کے نام کے ساتھ "ابوالاثر" کا لقب اُس دن سے پہلے تھا یا نہیں۔ نہ مجھے یہ خبر ہے کہ یہ نام انہوں نے خود رکھا ہے یا کسی نے اُن کے لئے تجویز کیا ہے۔ مگر یہ ضرور کہونگا کہ اُن کیلئے موزوں ہے۔ اور نہایت موزون ہے۔ فی الواقعہ اثر ان کے کلام کا غلام خانہ زاد ہے ابوالاثر نے جس دن سے نظم کی بنسری بجائی ہے۔ اِس بنسری سے طرح طرح کے راگ نکلے ہیں اور نظموں کے اُس مطبوعہ مجموعے میں جس کا نام نغمہ زار ہے اور بعض غیر مطبوعہ نظموں میں جو اس کے بعد لکھی گئی ہیں۔ اُس نے اپنی وسیع ہمدردی اور سچی قدرتی شاعری کے میلان سے کہیں کرشن

Marfat.com

کے گُن گاتے ہیں اور کہیں پریت کے گیت سُنائے ہیں۔ مگر اس نے تھوڑے عرصے میں محسوس کر لیا کہ اثر کے لحاظ سے جو بات پیغمبر اسلام کی زندگی کے واقعات میں ہے وہ کسی دوسرے انسان کی زندگی میں نہیں پائی جاتی۔ اور اگر کلام میں سچی اور پائدار تاثیر ڈھونڈنی ہے تو ایسے چشمۂ فیض سے سیراب ہونا چاہیے جس کا پانی کلام کے حق میں آبحیات بن جائے اور اسے جاودانی زندگی بخش دے۔ پس اس میں شک نہیں کہ حفیظ نے جو مضمون اب چُنا ہے وہ خود ذریعۂ الہام ہے اور اس کی شاعری اپنی صفائی اور سادگی کے جوہروں کے ساتھ مذہب اور اخلاق کی علمبردار ہوگئی ہے۔

جب سے "شاہنامۂ اسلام کے چھپنے کا اعلان ہوا ہے میں نے کئی لوگوں کو اس نام پر اعتراض کرتے سُنا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ فردوسی سے برابری کا دعویٰ اسی سے نکلتا ہے۔ کسی کا خیال ہے کہ پہلے حصہ میں ہمارے مذہبی بادشاہوں کا حال درج ہے اور آگے چل کر دنیاوی پادشاہوں کے حالات ہونگے۔ اور یہ کسی قدر بے جوڑسی بات ہے۔ مگر میں سمجھتا ہُوں کہ بحیثیت مجموعی شاید کسی اور نام سے اس جامعیت کے ساتھ مصنف کے ارادے کا اظہار نہ ہو سکتا۔ پیغمبر اسلامؐ شاہِ دین بھی تھے اور شاہِ دنیا بھی۔ اور یہی حال خلفائے راشدین کا تھا۔ پس اُنہیں شاہ کہنا اور ان کے حالات کا نام شاہنامہ رکھنا غیر موزوں نہیں ہے بلکہ اگر صرف انہی بزرگانِ دین کا حال اسمیں درج ہوتا تو میں اسے "شہنشاہ نامہ" کہہ دیتا۔ نام نیا بھی ہوتا اور حسبِ حال بھی۔ مگر اس میں سب پادشاہانِ اسلام کے حالات آئیں گے اور ملک کی تاریخ کے اوراقِ پریشاں اس میں جمع کئے جائینگے۔ اس سبب سے یہ مجموعہ "شاہنامۂ اسلام" کہلانے کا مستحق ہے۔ رہا فردوسی کی ہمسری کا دعویٰ، سو مصنف نے اپنے عجز و انکسار کا کافی اعتراف اپنے تمہیدی اشعار میں کر دیا ہے۔ اگر سوءِ ادب کا مرتکب ہوئے بغیر مصنف نے یہ ہمت کی کہ رزم و بزم کے اس وسیع میدان میں تگ و دو کرنے جس

میں فردوسی جیسا بڑا شہسوار اپنی شاہسواری کے جوہر دکھا چکا ہے تو کم از کم یہ بلندیٔ ہمت کی دلیل ہے۔ باقی حسنِ قبول خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فردوسی نے فارسی میں حق شاعری ادا کیا اور حفیظ اُردو میں طبع آزمائی کر رہا ہے۔ اگر اردو داںوں کو اپنی زبان میں ایسی کتاب ملے جو بہادران و رہبرانِ اسلام کی یاد کو اس طرح تازہ کر دے جس طرح فردوسی نے غیر معروف پہلوانوں اور آتش پرست بادشاہوں کی بھُولی ہوئی کہانیوں کو تازہ کر دیا تھا تو اردو ادب یقیناً عرصۂ دراز تک حفیظ کا شرمندۂ احسان رہے گا۔

کوئی تصنیف ہو اور کیسی ہی پسند کی جائے اُس کے مصنف کی حوصلہ افزائی اس سے ہوتی ہے کہ اسے اپنی محنت کا کچھ صلہ مالی شکل میں بھی مل جائے۔ فردوسی نے شاہنامہ لکھا اس حوصلے پر کہ بادشاہِ وقت سلطان محمود غزنوی اسے بیش قرار انعام دے گا۔ اس تحریص کے بغیر شاید اتنا بڑا کام انجام نہ پاتا۔ حفیظ ایسے زمانے میں پیدا ہوا ہے کہ اس کے لئے اس کی قدردان اُردو داں پبلک ہی محمود بن سکتی ہے اور کم از کم یہ بات نہایت ہمت دلانے والی ہے کہ سینکڑوں خریداروں نے کتاب کے چھپنے سے پیشتر اور اُسے دیکھے بغیر کتاب کے دام پیشگی مصنّف کے پاس بھیج دیئے۔ اور مصنف نے وہ روپے کتاب کی چھپائی پر لگا دیئے۔ اس کے بعد جو روپے آئیں گے وہ دوسری جلد کی تیاری میں صرف ہونگے۔ اور اسی طرح سلسلہ چلتا رہیگا۔ اگر مُصنّف کو اپنی دلسوزی اور دماغی محنت کا کچھ معاوضہ ملے گا تو اس رقم سے جو سب جلدوں کے چھپنے کے بعد اس کے پاس بچ سکے گی۔ امید ہے کہ کتاب کی قدردانی اس کے شائع ہوتے ہی اور ترقی کرے گی۔ اور "شاہنامۂ اسلام" کو اُس مایوسی سے سابقہ نہ پڑے گا۔ جو مالی اعتبار سے دنیا کی اس اہم تصنیف کو نصیب ہوئی تھی۔ جس کے عالیشان نام سے حضرت حفیظ نے استفادہ کیا ہے۔

Marfat.com

پہلی جلد چونکہ اب تیار ہے اس میں سے چیدہ حصّے بطور نمونہ اس دیباچے میں درج کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں۔ اہلِ نظر کی نگاہ خود ان حصّوں کو ڈھونڈ لے گی۔ لیکن خوش قسمتی سے مجھے یہ کتاب شائع ہونے سے پہلے مل گئی اور میں نے اسے شوق سے پڑھا۔ اس لئے کچھ اشعار بے ساختہ زبانِ قلم پر آتے ہیں۔

سب سے پہلا شعر جو ابتدائی اشعار میں مجھے پسند ہے وہ ہے جس میں شاعر نے وجہ تالیف بتاتے ہوئے اپنی آرزو کو ان سادہ مگر مؤثر لفظوں میں بیان کیا ہے ؎

تمنّا ہے کہ اس دُنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں

میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمنّا پہلی جلد ہی میں بہت حد تک پوری ہو گئی ہے اور جو بیش بہا سبق نظم کے پیرائے میں اس میں دیئے گئے ہیں۔ انہیں واقعی خدمتِ اسلام اور بڑی خدمتِ اسلام کہا جا سکتا ہے۔

شاعر نے فردوسی کے شاہنامے اور اپنے کام کا ذکر بہت اچھے طریق سے کیا ہے جس میں واجبی انکسار کے علاوہ صورتِ واقعہ اور دلی درد کا اظہار ہے :-

کیا فردوسئ مرحوم نے ایران کو زندہ ۔۔۔ خدا توفیق دے تو میں کروں ایماں کو زندہ
تقابل کا کروں دعوٰے یہ طاقت ہے کہاں میری ۔۔۔ تخیل میرا ناقص نامکمل ہے زباں میری
زبانِ پہلوی کی ہمزبانی ہو نہیں سکتی ۔۔۔ ابھی اُردو میں پیدا وہ روانی ہو نہیں سکتی
کہاں ہے اب وہ دورِ غزنوی کی فارغ البالی ۔۔۔ غلامی نے دبا رکھی ہے میری ہمت عالی

آخری مصرعے میں جو درد ہے اُس سے آج کل کے اکثر نوجوان آگاہ ہیں اور فی الحقیقت ہمتیں اس زمانے میں بہت پست ہو رہی ہیں۔ مگر جس بلند ہمتی کا ثبوت ہمارے شاعر نے

دیا ہے وہ قابلِ آفرین ہے کہ ناداری کے سنگِ گراں کے باوجود ایسے اہم کام کا بیڑا اُٹھایا ہے جس سے بڑے بڑے سرمایہ دار گھبرائیں۔ اور باوجودیکہ آغازِ کار کے وقت معلوم نہ تھا کہ کئی ہزار اشعار اگر لکھے بھی گئے تو چھپ سکیں گے کہ نہیں؟ بے دھڑک لکھتا چلا گیا اور لکھتا جا رہا ہے۔

پیغمبرِ عربؐ کی ولادت کا بیان کرنے سے پہلے شاعر نے ان کے جدامجد حضرت اسمعیلؑ کا حال لکھا ہے۔ جب حضرت ابراہیم اپنی بیوی کو ہمراہ لے کر عرب کی طرف آئے تو اس مختصر سے قافلے کا صحرائے عرب میں سفر ذیل کے تین شعروں میں بہت پاکیزہ لفظوں میں بیان ہُوا ہے ؎

خدا کا قافلہ جو مشتمل تھا تین جانوں پر
معزز جس کو ہونا تھا زمینوں آسمانوں پر

چلا جاتا تھا اُس تپتے ہوئے صحرا کے سینے پر
جہاں دیتا ہے انساں موت کو ترجیح جینے پر

وہ صحرا جس کا سینہ آتشیں کرنوں کی بستی ہے
وہ مٹی جو سدا پانی کی صورت کو ترستی ہے

یہ خوبی ساری کتاب میں نمایاں ہے۔ جو بیان کوئی اور بیس شعروں میں کرے ہمارا شاعر تین شعروں میں کر دیگا۔ اس پر الفاظ کی سادگی اور کلام کی رنگینی اور چستی ملحوظ رہتی ہیں۔

آنحضرتؐ کے دنیا میں تشریف لانے کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں اُنہیں پڑھ کر عاشقانِ نبوی پر حالت وجد طاری ہوگی ؎

یہ کس کی جستجو میں مہرِ عالمتاب پھرتا تھا
ازل کے روز سے بیتاب تھا بیخواب پھرتا تھا

کروڑوں رنگتیں کس کے لئے ایام نے بدلیں
پیاپے کروٹیں کس دُھن میں صبح و شام نے بدلیں

یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایک ہی امید کی خاطر
یہ ساری کاہشیں تھیں ایک صبح عید کی خاطر

ان شعروں میں تو آپ کی آمد کی امید کا ذکر تھا۔ اب ذرا آمد کی شان ملاحظہ ہو ؎

معین وقت آیا زورِ باطل گھٹ گیا آخر
اندھیرا مٹ گیا ظلمت کا بادل چھٹ گیا آخر

مبارک ہو کہ دورِ راحت و آرام آپہنچا
نجاتِ دائمی کی شکل میں اسلام آپہنچا

Marfat.com

مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے | جنابِ رحمۃ للعٰلمینؐ تشریف لے آئے
خبر جا کر سنا دو شش جہت کے زیر دستوں کو | زبردستی کی جرأت اب نہ ہوگی خود پرستوں کو

ضعیفوں بیکسوں آفت نصیبوں کو مبارک ہو
یتیموں کو غلاموں کو غریبوں کو مبارک ہو

کس عجیب پیرائے میں اُن خصائل کا ذکر کیا گیا ہے جو آنحضرتؐ کے اخلاق کا جزو تھیں اور کیسا لطیف اشارہ اس اہم کام کی طرف ہے جس کے لئے وہ مبعوث ہوئے تھے میں حضرت حفیظ سے معافی چاہتا ہُوں کہ مندرجہ بالا اشعار کی ترتیب میں یہاں میں نے کچھ تصرف کر لیا ہے اور جس ترتیب سے انہوں نے لکھے تھے اُس ترتیب سے نقل نہیں کئے۔ مجھے انہیں اس طرح پڑھنے میں کچھ خاص لطف آیا۔ اس لئے یہ تصرف کیا۔ اس کے علاوہ اختصار بھی مدنظر تھا۔ اُمید ہے کہ صاحبانِ ذوق اصل ترتیب کے ساتھ پورا بند ملاحظہ فرمائیں گے اور بار بار پڑھیں گے۔

ولادت کے بعد یتیمی، دائی حلیمہ کی گود میں پلنا، پردادا کے زیرِ سایہ تربیت پانا، جوان ہوکر سچائی اور امانت میں شہرت حاصل کرنا۔ حضرت بی بی خدیجہ سے نکاح اور اُس کے بعد وحی نازل ہونے اور پیغمبری ملنے کے تاریخی واقعات اختصار کے ساتھ مگر شاعرانہ خوش بیانی کو نباہتے ہوئے لکھے گئے ہیں۔ ان اشعار کو انتخاب کر کے یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں۔ رسُولِ برحقؐ نے جو تکالیف غرضِ رسالت ادا کرنے میں اُٹھائیں۔ مشکلات کا جو دلیرانہ مقابلہ کیا وہ حالات معنی خیز طریق سے نظم کئے گئے ہیں اور آخر میں ہجرت اور غزوات کے تذکرے نہایت مؤثر پیرائے میں لکھے ہیں جس شب کو آنحضرتؐ ہجرت کے ارادے سے مکہ شریف سے کفار کے نرغے کے باوجود نکلتے ہیں۔ دیکھئے اس کا بیان کس انداز سے ہوا ہے ؎

نظر آتی تھیں چاروں سمت تلواریں ہی تلواریں | اندھیرے میں چمک اٹھتی تھیں بجلی کی طرح دھاریں

وہ ڈرتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا
تلاوت سورۂ یٰسین کی کرتا ہوا نکلا
کھنچی ہی رہ گئیں خونریز و خوں آشام شمشیریں
کسی نے کھینچ دی ہوں جس طرح کاغذ کی تصویریں

مدینے پہنچنے پر جو زندگی مسلمانوں نے اپنے ہادیٔ برحق کے زیر سایہ شروع کی اس کا نقشہ ذیل کے اشعار میں ملاحظہ ہو:۔

تھے انصار و مہاجر اک نمونہ شانِ وحدت کا
کہ اس تسبیح میں تھا رشتۂ محکم اخوت کا
مسلماں تھے کہ تھیں زہد و ورع کی زندہ تصویریں
نمازیں اور تسبیحیں اذانیں اور تکبیریں
تجارت یا زراعت یا دعائیں یا مناجاتیں
مشقت کیلئے دن تھے عبادت کے لئے راتیں

اِن اقتباسات کو میں اُن اشعار پر ختم کرتا ہوں جن میں مسئلۂ جہاد پر جو حکم ہمارے رسولؐ نے دیا اُسے واضح کیا گیا ہے۔ اِس سے بہتر اصول وضع کرنا ناممکن ہے۔ افسوس کہ دُنیا اس حکم کے متعلق گوناگوں غلطیوں میں مبتلا ہے ؎

تمہارا راہِ خُدا میں تم کو لڑنے کی اجازت ہے
خُدا کے دشمنوں کو دفع کرنے کی اجازت ہے
مگر تم یاد رکھو صاف ہے یہ حکم قرآں کا
ستانا بے گناہوں کو نہیں شیوہ مسلماں کا
نہیں دیتا اجازت پیش دستی کی خدا ہرگز
مسلماں ہو تو لڑنے میں نہ کرنا ابتدا ہرگز
فقط اُن سے لڑو جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں
فقط اُن سے لڑو جو تم پہ جینا تنگ کرتے ہیں

خوش مذاق صاحبان کیلئے چند نمونے حفیظ صاحب کے تازہ ترین کلام کے جو اوپر درج کئے گئے ہیں کافی ہیں۔ اب لازم ہے کہ وہ خود کتاب حاصل کریں اور پڑھیں۔ اور صاحب دل شاعر کے حق میں دعا کریں کہ خُدا اسے اس محنت کا صلہ دے اور اسے توفیق دے کہ وہ اس اہم کام کو بخوبی انجام دے سکے جو اس جلد اول کی اشاعت میں شروع کیا گیا ہے۔

عبدالقادر
۷۔ اپریل ۱۹۲۹ء

Marfat.com

عرض حال

شاہنامۂ اسلام کا پہلا حصہ ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ مصنف کو اس کے لئے قوم سے اصل شرح میں کسی قدر رعایت کے ساتھ پیشگی قیمت طلب کرنا پڑی تب کہیں جا کر اس کی کتابت و طباعت کا مرحلہ طے ہوا۔ اس کے بعد یہ حصہ کئی بار چھپا اور ہر بار مصنف ہی نے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا۔

البتہ حصہ دوم و حصہ سوم کی نشر و اشاعت کا وقت آیا تو کوشش کی گئی کہ بعض کاروباری سہولتیں میسر آ جائیں لیکن اس طرح مصنف کی مشکلات اور زیادہ بڑھ گئیں۔ جہاں تک کتاب کی ترتیب و تیاری کا سوال تھا جوں کا توں قائم رہا۔ اور تجربے نے بتلایا کہ جن سہولتوں سے اطمینانِ خاطر کی توقع تھی اور زیادہ پریشانیوں بلکہ شاہنامہ کی صحیح اشاعت میں بھی ایک حد تک رکاوٹ کا باعث ہو رہی ہیں۔ یہ اس لئے کہ کاروباری دنیا کی اپنی مصلحتیں ہیں یہاں اس امر سے کوئی بحث نہیں کہ پڑھنے والوں کو کس قسم کے ادب کی ضرورت ہے اور اس کے متعلق ہمارے فرائض کیا ہیں۔

Marfat.com

اسی اثنا میں ملک کی سیاسی اور ادبی فضا بڑی حد تک بدل چکی تھی اور مصنف کو اپنے سلسلۂ تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ اردو کی خدمت کے لئے بھی بہت سا وقت صرف کرنا پڑا۔ ادھر حالات کا تقاضا تھا کہ جو لوگ فرداً فرداً اس میدان میں مصروف عمل ہیں وہ اپنی سرگرمیوں کے لئے کوئی مشترک راستہ تلاش کریں۔ آخر بہت سوچ سمجھ کر **مجلسِ اردو** کی بنا رکھی گئی اور طے پایا۔ کہ شاہنامہ اور صاحب شاہنامہ کی سب تصنیفات مجلس کے زیر اہتمام شائع ہوں۔ اُمید ہے یہ امر مصنف کے اطمینانِ خاطر کا باعث ہوگا۔ اور اس طرح کتاب کی اشاعت بھی زیادہ آسانی سے ہو سکے گی

لیکن شاہنامۂ اسلام چونکہ تاریخ اسلامی کا ایک زرین مرقع ہے اور تاریخ اسلام کے بغیر مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا کوئی نصاب مکمّل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچا دیا جائے۔ کیا اس سلسلے میں یہ بہتر نہ ہوگا کہ شاہنامۂ اسلام کے قدردان اُس کے نام سے اس قسم کے حلقے یا مجلسیں قائم کر دیں جن سے مُسلمانوں کے اندر تاریخ اور ادب کا صحیح ذوق پیدا ہو سکے ہمیں یقین ہے مجلس کی درخواست رائگاں نہیں جائیگی اور ہمدردانِ اُردو اس بارے میں کوئی مؤثر قدم اُٹھائیں گے

ناظم مجلسِ اُردو

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

اُسی کے نام سے آغاز ہے اِس شاہنامے کا　　ہمیشہ جس کے دَر پر سَر جُھکا رہتا ہے خامے کا
اُسی نے ایک حرفِ کُن سے پیدا کر دیا عالم　　کشاکش کی صدائے ہاؤ ہُو سے بھر دیا عالم
نظامِ آسمانی ہے اُسی کی حکمرانی سے　　بہارِ جاودانی ہے اُسی کی باغبانی سے
اُسی کے نُور سے پُر نور ہیں شمس و قمر تارے　　وہی ثابت ہے جس کے گرد پھرتے ہیں یہ سیّارے
زمیں پر جلوہ آرا ہیں مظاہر اُس کی قدرت کے　　بچھاتے ہیں اُسی داتا نے دسترخوان نعمت کے

Marfat.com

یہ سرد و گرم خشک و تر اجالا اور تاریکی
نظر آتی ہے سب میں شان اُسی اِک ذات باری کی

وہی ہے کائنات اور اِس کی مخلوقات کا خالق
نباتات و جمادات اور حیوانات کا خالق

وہی خالق ہے دِل کا اور دِل کے نیک ارادوں کا
وہی مالک ہمارا اور ہمارے باپ دادوں کا

بشر کو فطرتِ اسلام پر پیدا کیا جس نے
محمد مصطفےٰ کے نام پر شیدا کیا جس نے

نعت

محمد مصطفےٰ محبوبِ داور، سرورِ عالم
وہ جسکے دم سے مسجودِ ملائک بن گیا آدم

کیا ساجد کو شیدا جس نے مسجودِ حقیقی پر
جھکایا عبد کو درگاہِ معبودِ حقیقی پر

دلائے حق پرستوں کو حقوقِ زندگی جس نے
کیا باطل کو غرقِ موجۂ شرمندگی جس نے

غلاموں کو سریرِ سلطنت پر جس نے بٹھلایا
یتیموں کے سروں پر کر دیا اقبال کا سایا

گداؤں کو شہنشاہی کے قابل کر دیا جس نے
غرورِ نسل کا افسون۔ باطل کر دیا جس نے

Marfat.com

وہ جس نے تخت اوندھے کر دیئے شاہانِ جابر کے
بڑھائے مرتبے دُنیا میں ہر انسانِ صابر کے

دلایا جس نے حق مزدور کو عالی تباری کا
شکستہ کر دیا ٹھوکر سے بُت سرمایہ داری کا

محمد مصطفےٰ مہرِ سپہرِ اوجِ عرفانی
ملی جس کے سبب تاریک ذرّوں کو درخشانی

وہ جس کا ذکر ہوتا ہے زمینوں آسمانوں میں
فرشتوں کی دُعاؤں میں مؤذن کی اذانوں میں

وہ جس کے معجزے نے نظمِ ہستی کو سنوارا ہے
جو بے یاروں کا یار ابے سہاروں کا سہارا ہے

وہ نورِ لم یزل جو باعثِ تخلیقِ عالم ہے
خدا کے بعد جس کا اسم اعظم، اسمِ اعظم ہے

ثنا خواں جس کا قرآں ہے ثنا ہے جس کی قرآں میں
اُسی پر میرا ایماں ہے، وہی ہے میرے ایماں میں

سببِ تصنیف

اُسی کے اسمِ اعظم سے بڑھی جرأت مرے دل کی
کہ میں نے ڈال دی بنیاد ایسے کارِ مشکل کی

تمنا ہے کہ اس دُنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں

Marfat.com

مسلمانوں پہ ہے مُردہ دلی چھائی ہُوئی ہر سُو　　سکوتِ مرگ نے چادر ہے پھیلائی ہُوئی ہر سُو
عزیمت ہے نہ جُرأت ہے نہ ہے تاب و تواں باقی　　فقط حسرت سے تکنے کیلئے ہے آسماں باقی
نظر آتے ہیں اب وہ صف شکن بازو نہ شمشیریں　　مقدّر کی طرح سوئی پڑی ہیں آج تکبیریں
گئی دُنیا سے آقائی محمّدؐ کے غلاموں کی　　بھُلا بیٹھے ہیں یاد اپنے سلف کے کارناموں کی
ارادہ ہے کہ پھر ان کا لہُو اک بار گرماؤں　　دلِ سنگیں سخن کے آتشیں تیروں سے برماؤں
سُناؤں اُن کو ایسے ولولہ انگیز افسانے　　کرے تائید جن کی عقل بھی تاریخ بھی مانے
کیا فردوسی مرحوم نے ایران کو زندہ　　خُدا توفیق دے تو میں کروں ایمان کو زندہ
عجم کا شاہنامہ بس وہ فردوسی کا حصّہ تھا　　تخیّل ہی کا ہنگامہ تھا یعنی ایک قصّہ تھا
مگر اُس کی زباں اُس کا بیاں اعجاز ہے گویا　　کہاں کی رستمی وہ خود ہی تیر انداز ہے گویا
تقابُل کا کرُوں دعویٰ یہ طاقت ہے کہاں میری؟　　تخیّل میرا ناقص نامکمل ہے زباں میری!
زبانِ پہلوی کی ہم زبانی ہو نہیں سکتی　　ابھی اُردو میں پیدا وہ روانی ہو نہیں سکتی
نحیف و ناتواں بے علم و بے مقدور ہستی ہوں　　غم و اندوہ جس میں بس رہے ہیں میں وہ بستی ہوں

کہاں ہے اب وہ دورِ غزنوی کی فارغ البالی
غلامی نے دبا رکھی ہے میری ہمتِ عالی

مگر سینے میں دل رکھتا ہوں جس میں جوشِ غیرت ہے
سراسر راکھ ہے لیکن ابھی تک اُس میں حرارت ہے

کیا ہے رُوح کو زندہ مدینے کی ہواؤں نے
جگایا خواب سے احساس کی غیبی نداؤں نے

نویدِ صبح بخشی ہے سکوتِ شام نے مجھ کو
مخاطب کر لیا ہے قوّتِ الہام نے مجھ کو

بظاہر میں جو تصویرِ سخن میں رنگ بھرتا ہوں
کسی آواز کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں

مشکلات

رہا سینے میں چھپ کر فرض کا احساس برسوں تک
رہی اس راستے میں سنگ بن کر یاس برسوں تک

وسائل ڈھونڈتا پھرتا رہا ہوں کام کرنے کے
کشائش کو حریف گردشِ ایام کرنے کے

غریبوں میں نظر آیا مجھے منظر تباہی کا
امیروں نے روا رکھا طریقہ کم نگاہی کا

تمنّا تھی اگر مل جائے کوئی غزنوی مجھ کو
ذرا آرام سے رہنے دے فکرِ زندگی مجھ کو

تو اس آغاز کو انجام کی منزل پہ لے جاؤں
جہازِ آرزو مقصود کے ساحل پہ لے جاؤں

Marfat.com

مزارِ قطب الدّین ایبک[۱]

انہی افکار میں بیٹھا تھا میں اِک دن جھکائے سر
درِ آرامگاہِ شاہِ قطبُ الدین ایبک پر

وہ قطب الدین وہ مردِ مجاہد جس کی ہیبت سے
یہ دُنیا از سرِ نو جاگ اُٹھی تھی خوابِ غفلت سے

اکھاڑیں ہند سے جس نے ستم گاری کی بُنیادیں
رکھیں ہر دل میں اسلامی رواداری کی بُنیادیں

وہ جس کی تیغِ ہیبت ناک سے سفاک ڈرتے تھے
وہ جس کے بازوؤں کی دھاک سے افلاک ڈرتے تھے

وہ قطبُ الدین جس کے دامنِ تسخیر کا سایا
قلوبِ راجگانِ ہند کو دامن میں لے آیا

لکھی ہے ذرے ذرے کی جبیں پر داستاں جس کی
ہے سُرخیِ "داستانِ فاتحِ ہندوستاں" جس کی

وہ جس کی ذات پر لفظِ غلامی ناز کرتا ہے
ترقی کا تخیل عرش تک پرواز کرتا ہے

---

[۱] سلطان قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین محمد غوری کا ترکی غلام اور اس کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ جب سلطان شہاب الدین نے دہلی کو فتح کیا تو قطب الدین کو ہندوستان کی حکومت تفویض کی۔ یہی وہ بہادر ہے جس نے ہندوستان میں اسلامی حکومت کی باقاعدہ بنیاد رکھی۔ اور نہایت شجاعت اور جبروت کے ساتھ اطرافِ ہند کو علمِ اسلام کے نیچے لایا۔ جب سلطان محمد غوری کا سنہ ۱۲۰۶ء میں انتقال ہوگیا تو قطب الدین ہندوستان کا فرمانروا تسلیم کیا ہوا۔ اس طرح اس خاندان کی حکومت کی بنیاد پڑی۔ جو تاریخ میں خاندانِ غلاماں لکھا جاتا ہے۔

Marfat.com

لئے بیٹھی ہے دہلی قلب میں نقشِ مکیں جس کا لقب تاریخ میں ہے تاجدارِ اوّلیں جس کا

یہاں لاہور میں سوتا ہے اِک گمنام کوچے میں پڑی ہے یادگارِ دولتِ اسلام کوچے میں

نجس ناپاک کوچہ جس میں کوئی بھی نہیں جاتا
وہاں سویا ہُوا ہے مسندِ دہلی کا لکھ داتا[1]

یہ تربت ماتمی ہے اُن حجازی شہسواروں کی مُسلمانوں نے مٹّی بیچ لی جن کے مزاروں کی

یہاں تک ابرِ باراں کی رسائی ہو نہیں سکتی گھٹا روتی ہُوئی آتی ہے لیکن رو نہیں سکتی

شعاعوں سے یہاں خورشید دامن بھر نہیں سکتا فلک اس پر ستاروں کو نچھاور کر نہیں سکتا

یہ تُربت چادرِ مہتاب سے محروم رہتی ہے نگاہوں سے چھُپی رہتی ہے نامعلوم رہتی ہے

یہاں سہرے کہاں کیا ذکر پھولوں کے چڑھاوے کا کوئی ساماں نہیں ہے اہلِ ظاہر کے دکھاوے کا

نہ پڑھتا ہے یہاں پر فاتحہ کوئی نہ روتا ہے کِسے معلوم ہے اِس چھت کے نیچے کون سوتا ہے

---

[1] سلطان قطب الدین شجاع بہادر اور فاتح ہونے کے ساتھ ہی اتنا رحمدل فیاض اور سخی تھا کہ ہندوستان کے لوگ اُسے لکھ داتا کہہ کر پکارتے تھے۔ آج اُس کی تُربت ایسی جگہ ہے کہ کوئی جانتا بھی نہیں لاہور میں انارکلی بازار سے جو راستہ میو ہسپتال کو جاتا ہے اس پر ایک کوچے کے بڑے مکان کی دیوار میں اس کی تربت ہے جہاں ایک پتھر پر کندہ ہے" یہ ہے آخری آرامگاہ سُلطان قطب الدین ایبک کی جو چوگان کھیلتا ہُوا گھوڑے سے گیا اور مر گیا۔ تاریخ وفات ۱۲۱۰ء

اُدھر لاہور کی دنیا کا ایماں سوز نظارہ
جہاں تہذیبِ نَو پھرتی ہے بازاروں میں آوارہ

اِدھر اک تُربتِ خاموش کا اندوہگیں منظر
الم انگیز حسرت خیز، عبرت آفریں منظر

نہیں ہے چار گز ٹکڑا زمیں کا جس کی قسمت میں
یہ تُربت آسماں رفعت ہے، میری چشمِ عبرت میں

میں اکثر شہر کے پُر شور ہنگاموں سے اُکتا کر
سکوں کی جستجو میں بیٹھ جاتا ہوں یہاں آکر

مرے نزدیک اِس تربت سے اب بھی شان ہے پیدا
مزارِ مردِ غازی سے عجب ایمان ہے پیدا

یہی ایمان اوجِ زندگی کا قطب تارا ہے
یہی طوفانِ ظلمت میں مسلماں کا سہارا ہے

یہاں آتے ہی مجھ پر غلبۂ احساس ہوتا ہے
کِسے معلوم دِل اِس وقت کِس کے پاس ہوتا ہے

یہاں میں حال کو ماضی کے دریا میں ڈبوتا ہوں
تصوّر کے طفیل اِک اور ہی دُنیا میں ہوتا ہوں

تخیل مجھ کو لے جاتا ہے اک پُرہول میداں میں
جہاں باہم بپا ہوتی ہے جنگ انبوہِ انساں میں

نظر آتا ہے لہراتا ہوا اسلام کا جھنڈا
بہر سُو نور پھیلاتا ہُوا اسلام کا جھنڈا

مقابل میں گھٹائیں دیکھتا ہُوں فوجِ باطل کی
نظر آتی ہے فرعونی خدائی اوجِ باطل کی

حق و باطل کی آویزش کا منظر دیکھتا ہُوں میں
نظر آتی ہیں تلواریں مجھے، سر دیکھتا ہُوں میں

Marfat.com

صدائیں نعرہ ہائے جنگ کی آتی ہیں کانوں میں ۔۔۔ بلند آہنگ تکبیریں سما جاتی ہیں کانوں میں

نظر آتے ہیں مجھ کو سُرخرو چہرے شہیدوں کے ۔۔۔ لہو کی ندیاں کھِلتے ہُوئے گلشن اُمیدوں کے

علم کے سائے میں سُلطانِ غازی کا بڑھے جانا ۔۔۔ سرِ دشمن پہ افواجِ حجازی کا چڑھے جانا

وہ حملہ آور دِل کی خوُن کے دریا میں غرقابی ۔۔۔ وہ باطل کی شکستِ فاش وہ حق کی ظفریابی

وہ امن و صُلح سے معمور ہو جانا فضاؤں کا ۔۔۔ زمانے بھر کے سر سے دُور ہو جانا بلاؤں کا

یہ سب کچھ دیکھتا ہوں میں تصوّر کی نگاہوں سے ۔۔۔ مُلاقاتیں ہُوا کرتی ہیں غازی بادشاہوں سے

مجھے محسُوس ہوتا ہے کہ غازی مرد میں بھی ہُوں ۔۔۔ پُرانے لشکرِ اسلام کا اِک فرد میں بھی ہُوں

شہادت کے رجز پڑھتا ہُوں میدانِ شہادت میں ۔۔۔ رجز پڑھتا ہوا بڑھتا ہُوں ارمانِ شہادت میں

عظیم الشاں ہوتا ہے یہ منظر پاکبازی کا ۔۔۔ شہیدوں کی خوشی، غلغلہ مردانِ غازی کا

میرا جی چاہتا ہے اب نہ اپنے آپ میں آؤں ۔۔۔ اسی آزاد دُنیا کی فضا میں جذب ہو جاؤں

سکوں کی راہ میں حائل ہے جب تک گردشِ گردوں
قلم سے کام لینے کا ارادہ ملتوی کر دوں

Marfat.com

ضمیر کی آواز

تصور ہی میں اِک دن میرے پہلو سے ندا آئی
کہ او بھولے ہوئے عہدِ گذشتہ کے تماشائی

ترا طرزِ تصور اک طرح کی بُت پرستی ہے
یہ مجبوری نہیں کم ہمتی کوتاہ دستی ہے

نظر آجائے جس کو منزلِ مقصود کا رستہ
رہے پھر بھی وہ زنجیرِ تأمل ہی میں پابستہ

یہی فطرت کی محتاجی یہی دل کی غریبی ہے
کسی کے آسرے پر بیٹھ رہنا بدنصیبی ہے

یہ دُنیاوی وسائل کی طلب بھی کوئی حیلہ ہے
خدا پر رکھ نظر غافل، خُدا تیرا وسیلہ ہے!

یہ غفلت کیوں ہے اے خاموشیِ عبرت کے سودائی
مِلا ہے درگہِ حق سے تجھے سامانِ گویائی

قلم سے زندہ کرسکتا ہے تو ان کارناموں کو
سُنا سکتا ہے پھر پیغامِ آزادی غلاموں کو

نہ شاہوں سے توقع رکھ نہ دُنیا کے امیروں سے
عظیم الشان ہے یہ کام نکلے گا فقیروں سے

عوام النّاس میں ہنگامۂ احساس پیدا کر
دلوں کو از سرِ نو حُسنِ حریت پہ شیدا کر

Marfat.com

اُٹھے نام خدا جب بُت شکن بن کر قدم تیرا / ہزاروں غزنوی پیدا کرے زورِ قلم تیرا
مسلمانوں کے دِل میں شعلۂ غیرت کو بھڑکا دے / نہیبِ عدل بن کر کفر کی غیرت کو دھڑکا دے
بتا دے اہلِ باطل کو کہ حق کا نام زندہ ہے / وہی ایمان قائم ہے وہی اسلام زندہ ہے
وہی اسلام جو راہِ نجاتِ ابنِ آدم ہے / وہی اسلام جو رمزِ حیاتِ اہلِ عالم ہے
وہی اسلام یعنی عدل کا قانونِ پائندہ / وہی اسلام یعنی علم کا مضمونِ تابندہ
وہی اسلام جو بھٹکے ہوؤں کو راہ پر لایا / کیا جس نے گنہ گاروں کے سر پر عفو کا سایا
وہی اسلام بخشی جس نے مجبوروں کو مختاری / اخوت سے بدل دی جس نے خُوئے مُردم آزاری
وہی اسلام جس نے زیر دستوں کی حمایت کی / وہی اسلام جس نے کاٹ دی جڑ ظلم و بدعت کی
وہی اسلام جس نے بادشاہی دی غلاموں کو / وہ اب بھی زندہ کر سکتا ہے اپنے کارناموں کو
تری دُشواریوں کو بھی وہی آسان کر دے گا / اُمید و کامرانی سے ترے دامن کو بھر دے گا
اگر اسلام کے فرزند پھر آمادہ ہو جائیں / مٹا دیں تفرقے توحید کے دلدادہ ہو جائیں
تو سب کچھ آج بھی ان کا ہے زیرِ چرخِ مینائی / در حق کی غلامی میں ہے دُنیا بھر کی آقائی

Marfat.com

اُٹھا خامہ اُٹھا ہمّت کو مصروفِ عمل کر دے
پہاڑوں کی طرح اپنے ارادوں کو اٹل کر دے

خُدا و مُصطفےٰ کا نام لے اور کام کرتا جا
مبارک ہے یہ خدمت خدمتِ اسلام کرتا جا

یہی در ہے جہاں شاہانِ دُنیا سر جھکاتے ہیں
سوالی بن کے آتے ہیں مُرادیں لے کے جاتے ہیں

اِسی گُلشن میں تیرا غنچۂ اُمید کھِلنا ہے
اِسی درگاہ سے مِل جائے گا جو تجھ کو مِلنا ہے

دو عالم میں رسُولِ پاک تیری لاج رکھیں گے
جہانِ بے نیازی کا ترے سر تاج رکھیں گے

مُبارک ہو، ترے آغاز کا انجام ہو جانا
مُبارک ہو تجھے فردوسیِ اسلام ہو جانا

Marfat.com

مُناجات

الٰہی انتہائے عجز کا اقرار کرتا ہُوں
خطا و سہو کا پُتلا ہُوں استغفار کرتا ہُوں

ہوائے شوق کی ہر موج طُوفانی رہی اب تک
مری کشتی غریقِ بحرِ نادانی رہی اب تک

اگرچہ رُوح میں اک شورِ محشر خیز لایا تھا
اگرچہ شیشۂ دل درد سے لبریز لایا تھا

رہی لیکن سکوں میں زندگی کی جستجو مجھ کو
دماغِ خام نے رکھا شہیدِ رنگ و بُو مجھ کو

مری تسکین و راحت تھی جہانِ نغمۂ گُل میں
سمجھتا تھا کہ ہے فردوسِ گوش آوازِ بُلبل میں

اگرچہ رُوح میں موجود تھی لہروں کی طغیانی
رہا شرمندۂ ساحل مرا ذوقِ تن آسانی

میں سمجھا تھا سکونِ خواب کو سامانِ بیداری
مری ناتجربہ کاری! مری ناتجربہ کاری!!

یہ تیرا فضل ہے بیشک کہ اب تک زندہ ہُوں یا رب
گذشتہ زندگانی پر بہت شرمندہ ہُوں یا رب

ترے لطف و کرم نے آج میری رہنمائی کی
مری پستی نے اٹھ کر بامِ ہستی تک رسائی کی

کہاں ہے قسمتِ خوابیدہ میں یہ کیفِ بیداری
ہے سر چشمۂ نشاطِ زندگی کا شعلہ رفتاری

پہاڑوں میں جہاں بہتی ہے آبِ تند کی دھارا
مری آنکھوں نے دیکھا آج وہ پُر جوش نظارا

نظر آئیں مجھے اٹھتی ہوئی، بڑھتی ہوئی موجیں
وفورِ جوش میں موجوں کے سر چڑھتی ہوئی موجیں

مجھے توفیق دے ان گرم زد موجوں سے مل جاؤں
مرا مقصد یہ ہے اسلام کی فوجوں سے مل جاؤں

روانی سے مبدّل ہو چکی افتادگی میری
اسی میدان کی جانب ہے اب آمادگی میری

وہی میدان جس میں گونجتی ہیں زندہ تکبیریں
جہاں مرقوم شمشیروں پہ ہیں پائندہ تقدیریں

وہی میدان یعنی آخری منزل عبادت کی
جہاں بکھری پڑی ہے خاک پر دولت شہادت کی

قلم ہی تک نہ رکھ محدود یارب ولولہ میرا
بڑھا دے حوصلہ میرا، بڑھا دے حوصلہ میرا

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرضِ خَلِیفَۃً

شاہنامۂ اسلام

بابِ اوّل

آغاز

خلافتِ انسانی اور کائنات کے اندیشے

خُدا نے حضرت آدم کو دُنیا کی خلافت دی
جہاں میں اپنا نائب کرکے بھیجا یہ سعادت دی

یہی مخلوق تھی فردوس سے جس کو نکالا تھا
اسی نے دانہ گندم پہ سب کچھ بیچ ڈالا تھا

بظاہر اس تقرر سے نئے فتنوں کے ساماں تھے
زمین و آسماں جن و ملائک سخت حیراں تھے

لگے سرگوشیاں کرنے کہ انساں ہے بہت سادہ
اُدھر شیطان کا لشکر شرارت پر ہے آمادہ

یہ بیچارہ دوبارہ دام شیطاں میں نہ آجائے
کہ دانہ کھا چکا ہے اب کہیں دھوکا نہ کھا جائے

صدائے رُوح الامینؑ

دلِ مخلوق میں یُوں راہ اندیشے نے جب پائی
تسلی کے لئے فوراً ندا جبریل کی آئی

کہ اے طاعت گذارو ذات باری کے پرستارو
بنامِ حضرتِ حق امن و راحت کے طلبگارو

نگاہِ غور سے دیکھو ذرا آدمؑ کی پیشانی
نظر آتی نہیں کیا ایک خاص الخاص تابانی

یہی جلوہ ہے تخلیقِ جہاں کی علّتِ غائی
اسی کی روشنی[1] ہے دیدہ ہستی کی بینائی

یہی[2] جلوہ ہے پہلے جس کو سجدہ کر چکے ہو تم
اسی جلوے سے دامانِ بصیرت بھر چکے ہو تم

ہُوا ابلیس اسی کے سامنے جھکنے سے انکاری
یہی تھا امتیازِ آدم کا جس سے جل گیا ناری

---

[1] اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ (حدیث)

[2] وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ)

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے سامنے تعظیم کیلئے جھک جاؤ تو سب جھک گئے۔ ابلیس کے سوا۔ اس نے حکم نہ مانا غرور میں آگیا۔ کافروں میں سے ہو گیا۔

اسی سے دشمنی رکھنے کی کھائی ہے قسم اُس نے — عبودیت کی چادر سے نکالا ہے قدم اُس نے

اسی کی ضد پہ اُس باغی کو ہیں ارمان شاہی کے — گیا ہے لے کے دنیا میں وہ منصوبے تباہی کے

مشیت ہے کہ اطاقت کا وہ بھی امتحاں کرلے — مشیت کے مقابل خبثِ باطن کو عیاں کرلے

یہ ظاہر ہے کہ شیطاں اب بڑی طاقت دکھائے گا — زمانے میں قیامت ڈھائے گا فتنے اُٹھائے گا

یہ سچ ہے مدتوں اولادِ آدم راہ بھولے گی — وہاں ابلیس کی کھیتی پھلے گی اور پھولے گی

وہ دن بھی آئے گا جب آخری اک سامنا ہو گا — حق و باطل میں گویا فیصلہ کن معرکہ ہو گا

مشیت ہے کہ آدم ہی کریگا اُس کو پست آخر — یہی اقبال پیشانی اُسے دے گا شکست آخر

یہی وہ نور ہے جس سے زمانہ جگمگائے گا — یہی آدم کا رتبہ عرشِ اعظم تک اُٹھائے گا

ملے ابلیس سے کتنی ہی قوت اہلِ ظلمت کو — بجھا سکتا ہے کوئی مشعلِ نورِ[1] ہدایت کو؟

یہ جلوہ پے بہ پے دنیا کو راہِ حق دکھائے گا — یہی رہبر ہر اک گمراہ کو منزل پہ لائے گا

مسلسل منتقل ہوتا رہے گا نیک بندوں میں — خدا کے مرسلوں پیغمبروں میں حق پسندوں میں

---

[1] يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝
وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ کافر برا مانیں۔

Marfat.com

نشاں اسلام کا اللہ نے عالم میں رکھا ہے
کہ نورِ احمدی پیشانیِ آدم میں رکھا ہے
اسی کی بندگی ہے خاکیوں کے ناز کا باعث
اسی کا عکس ہے مٹی میں ہر اعجاز کا باعث

مقدر ہے اسی کو آخری پیغامِ دیں ہونا
مقدر ہے اسی کو رحمۃ للعٰلمیں ہونا!

دو عالم ہو گئے شاداں ندا جبریل کی سن کر
زمین و آسماں جنّ و ملائک نے جھکائے سر
ترانے حمدِ باری کے ہوئے جاری زبانوں پر
درود و نعت نغمہ بن کے گونجے آسمانوں پر
فرشتے شانِ احمدؐ دیکھنے کو صبر کھو بیٹھے
زمیں پر جھک پڑے تارے ہمہ تن چشم ہو بیٹھے

افزائشِ نسلِ آدمؑ اور ابلیس کا مکر و فریب

کیا تقدیس کا اظہار آدمؑ اور حوّا نے
زمیں کو کر دیا گلزار آدمؑ اور حوّا نے
زمینیں جوت کر دنیا میں جنت کی بنا ڈالی
بڑی خوبی سے انسانی خلافت کی بنا ڈالی
ہوا شیطان بھی مشغول مکاری کے دھندوں میں
مگر اب آدمؑ و حوّا نہ آئے اس کے پھندوں میں

زمیں پر پھولنے پھلنے لگی اولادِ آدمؑ کی   لگے شوکت بڑھانے خوب آدم زادِ آدم کی

یہ نقشہ دیکھ کر ابلیس اپنے دل میں گھبرایا   حسد بن کر دلِ فرزندِ آدم میں اُتر آیا

لڑائی ٹھن گئی نیکی بدی کی خانۂ دل میں   یہ پہلی جنگ تھی رُوئے زمیں پر حق و باطل میں

ہُوا شیطاں کا تابع اوّل اوّل نفسِ امّارہ   کہ عورت کے لئے قابیل نے ہابیل کو مارا

یہ پہلا واقعہ تھا قتل کا دُنیائے ہستی میں   جنم پایا گُنہ نے اس طرح انساں کی بستی میں

زمیں پر رفتہ رفتہ بڑھ چلی جب نسلِ انساں کی   حسد کا چل گیا جادُو بن آئی خوب شیطاں کی!

خُود انسانوں کے لشکر آ گئے ابلیس کے ڈھب پر   ہُوا حرص کا افسوں مسلّط ہو گیا سب پر

بدی نے چار سُو کچھ اس طرح پھیلائی گمراہی   کہ آئی قبضۂ ابلیس میں انسان کی شاہی

وبائے شرک پھیلی چار سُو دُنیائے انساں میں   نہ کوئی فرق رکھا اہرمن میں اور یزداں میں

اُٹھایا اس طرح شیطاں نے فتنہ خود ستائی کا   معاذ اللہ بندوں نے کیا دعوے خدائی کا

حسد کے لشکروں نے روند ڈالا باغِ عالم کو   بزعمِ خود مسخّر کر لیا اولادِ آدمؑ کو

زمیں کا بادشہ گویا یہی مردُود بن بیٹھا   کہیں شدّاد بن بیٹھا کہیں نمرُود بن بیٹھا

Marfat.com

نتیجہ کیا ملا دُنیا کو انسانی خلافت سے
زمیں کا گوشہ گوشہ ہوگیا آلودہ ذلّت سے

ستارے دم بخود تھے آسمانوں کو بھی سکتہ تھا
ترس آتا تھا لیکن کوئی بھی کچھ کہہ نہ سکتا تھا

فرشتے منتظر بیٹھے تھے اُس وقتِ مُعیّن کے
کہ دیکھیں دن پھریں کس روز اِن برباد گلشن کے

نورِ احمدی ظلمت میں مشعلِ ہدایت

وہ نورِ احمدی جس سے شرف تھا روئے آدم کا
ہدایت کے لئے تاریکیوں میں پے بہ پے چمکا

جنابِ شیث کا روئے مبارک اس سے روشن تھا
یہی ادریسؑ کی لوحِ جبیں پر جلوہ افگن تھا

اسی کے دم سے مرسل کا شرف تھا نوعِ انساں میں
یہی قبلہ نما تھا نوحؑ کے بیڑے کا طوفاں میں

اسی نے غرق ہونے سے بچائی کشتیِ ہستی[1]
ہوئی آباد اسی کے دم سے پھر اجڑی ہوئی بستی

اشارہ تھا اسی جانب صحیفوں کی بشارت کا
اسی سے سلسلہ جاری رہا رُشد و ہدایت کا

بڑے طوفان کے بعد آدمی ڈرتا رہا برسوں
ترقی کے لئے ذکرِ خُدا کرتا رہا برسوں!

---

[1] فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ — پھر ہم نے اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔

Marfat.com

عروجِ زندگی حاصل کیا جب نسلِ انساں نے
وہیں پھندے ہوا و حرص کے پھیلائے شیطاں نے

شراب اس مرتبہ ایسی پلائی بے وفائی کی
کہ مٹی اور پتھر کے بتوں نے بھی خدائی کی

جہاں پر قہر ڈھایا بادشاہوں نے خدا بن کر
گناہِ بت پرستی چار سو پھیلا وبا بن کر

بیانِ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ

کیا نمرود نے بابل میں جب دعویٰ خدائی کا
جہاں میں عام شیوہ ہو گیا جب خود ستائی کا

اندھیرا ہی اندھیرا کفر نے ہر سمت پھیلایا
تو ابراہیمؑ کو اللہ نے مبعوث فرمایا

مٹا ڈالے بتوں کو توڑ کر اوہام مرسل نے
دیا بندوں کو پھر اللہ کا پیغام مرسل نے

کیا شیطان کو رسوا عدوئے جان و دیں کہہ کر
کیا سینوں کو روشن لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن کہہ کر

مگر نمرود کو بھائیں نہ یہ باتیں بھلائی کی
کہ مسند چھوڑنی پڑتی تھی کافر کو خدائی کی

ہوا یہ بندۂ شیطاں خلیل اللہ کا دشمن
چراغِ حق بجھانے کو کیا آتشکدہ روشن

خلیل اللہ کو اس آگ کے انبار میں پھینکا
گلِ توحید گویا تختۂ گلزار میں پھینکا

Marfat.com

بروئے کار آیا آج بھی وہ نورِ پیشانی
ہوئی آگ ایک پل میں کوثر و تسنیم کا پانی

حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت

ہوا جب آتشیں منظر نمونہ باغِ جنت کا
ملا پیغام پیغمبر کو اب بابل سے ہجرت کا

کہ یہ بھی خدمتِ تبلیغ کا اک پاک حیلہ ہے
سفر کہتے ہیں جس کو کامرانی کا وسیلہ ہے

اس ایمانِ براہیمی سے اکثر کام لینے تھے
ابھی پیاسوں کو بھر کر معرفت کے جام دینے تھے

وطن کو چھوڑ کر نکلا خدائے پاک کا پیارا
برادر زادہ[1] تھا ہمراہ یا تھیں حضرت سارا[2]

مقدس قافلہ اس خطۂ باطل سے ٹل آیا
بحکمِ حق تعالےٰ جانبِ کنعاں نکل آیا

یہاں وعدہ کیا حق نے کہ "اے بندۂ ذیشاں
تری اولاد کو مل جائے گا یہ خطۂ کنعاں"

مقدر ہو گئی اولاد میں دارین کی شاہی
تو پیغمبر دیارِ مصر کی جانب ہوا راہی

---

[1] حضرت ابراہیم کے برادر زادہ کا نام لوطؑ تھا۔

[2] حضرت سارہ یا سائرہ یا سرّہ حضرت ابراہیمؑ کی پہلی بیوی تھیں۔

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ کی دوسری شادی
فرعون مصر کی بیٹی حضرت ہاجرہ کے ساتھ

دیارِ مصر پر اس عہد میں رقیون[۱] حاکم تھا — تکلف برطرف شیطان کا قانون حاکم تھا
یہاں رقیون نے حضرت کی زوجہ چھیننا چاہی — مگر دے دی اُسے اللہ نے فی الفور آگاہی
کہ "یہ سارہؓ ہے ابراہیمؑ حق آگاہ کی بیوی — خدا کے پاک پیغمبر خلیل اللہ کی بیوی
اگر نیت میں فرق آیا ترے حق میں بُرا ہوگا — نشان دُنیا میں تیرا اور نہ تیری نسل کا ہوگا"
ہُوا رقیون خائف ایک پیغمبر کے آنے سے — خُدائی کر رہا تھا مصر میں وہ اِک زمانے سے
تھی اس کے گھر میں اک دُختر وہ کر دی ساتھ سارہ کے — پیمبرؑ کے لئے یوں نذر بھیجی ہاتھ سارہؓ کے
پلٹ آیا پیمبر جب یہاں سے جانبِ کنعاں — یہ لڑکی ہاجرہؓ بھی ساتھ تھی وابستۂ داماں

۱؎ رقیون اصل میں بابل ہی کا باشندہ تھا جس نے مصر میں حکومت قائم کر لی تھی اور فرعون لقب اختیار کیا تھا۔

Marfat.com

یہ لڑکی ہر طرح مانندِ سارہؓ پاک طینت تھی
یہی تھی جس کے حصے میں تقدس کی سعادت تھی

اسے سارہؓ نے پیغمبر کی زوجیت میں دے ڈالا
کہ ہونے والا تھا دُنیا میں اُس کا مرتبہ بالا

حضرت اسمٰعیلؑ کی وِلادت
اور
ماں بیٹے کی ہجرت

جنابِ ہاجرہؓ تھیں دوسری بیوی پیمبر کی
مِلا فرزند اسمٰعیلؑ انہیں خوبی مقدر کی

ہُوا سارہؓ کو رشک اس امر سے دِل میں ملال آیا
نکل جائے یہاں سے ہاجرہؓ بس یہ خیال آیا

مشیّت کو اُدھر کچھ اور ہی منظورِ خاطر تھا
کہ نُورِ احمدی بچے کی پیشانی سے ظاہر تھا

ہُوا ارشاد دونوں کو عرب کی سمت لے جاؤ
خُدا کے آسرے پہ وادیٔ بطحیٰ میں چھوڑ آؤ

خُدا کے حکم سے مرسل نے جب رختِ سفر باندھا
جنابِ ہاجرہؓ نے دوش پر لختِ جگر

Marfat.com

پیمبر اپنا بیٹا اور بیوی ہمعناں لے کر — چلا سوئے عرب پیری میں بختِ نوجواں لے کر

خدا کا قافلہ جو مشتمل تھا تین جانوں پر — معزز جس کو ہونا تھا زمینوں آسمانوں پر

چلا جاتا تھا اُس تپتے ہوئے صحرا کے سینے پر — جہاں دیتا ہے انساں موت کو ترجیح جینے پر

وہ صحرا جس کا سینہ آتشیں کرنوں کی بستی ہے — وہ مٹی جو سدا پانی کی صورت کو ترستی ہے

وہ صحرا جس کی وسعت دیکھنے سے ہول آتا ہے — وہ نقشہ جس کی صورت سے فلک بھی کانپ جاتا ہے

جہاں اک اک قدم پر سو طرح جانوں پہ آفت تھی — یہ چھوٹی سی جماعت بس وہیں گرمِ مسافت تھی

پیمبر زوجہ و فرزند یوں قطعِ سفر کرتے — خدا کے حکم پر لبیک کہتے اور دکھ بھرتے

بالآخر چلتے چلتے آخری منزل پر آٹھہرے — پئے آرام زیرِ دامنِ کوہِ صفا ٹھہرے

یہ وادی جس میں وحشت بھی قدم دھرتی تھی ڈر ڈر کے — جہاں پھرتے تھے آوارہ تھپیڑے بادِ صرصر کے

یہ وادی جو بظاہر ساری دنیا سے نرالی تھی — یہی اک روز دینِ حق کا مرکز بننے والی تھی

یہ وادی جس میں سبزہ تھا نہ پانی تھا نہ سایا تھا[1] — اسی کی جستجو کرنے کو ابراہیمؑ آیا تھا

[1] انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع۔ قرآن۔ میں نے اپنی ذریت کو بے آب و گیاہ وادی میں آباد کیا ہے

یہیں ننھے سے اسمٰعیل کو لا کر بسانا تھا
یہیں اپنی جبینوں سے خدا کا گھر بسانا تھا

حضرت ابراہیمؑ کی دُعا

سحر کے وقت ابراہیم نے اٹھ کر دُعا مانگی
سکونِ قلب مانگا خوئے تسلیم و رضا مانگی

کہ اے مالک عمل کو تابعِ ارشاد کرتا ہوں
میں بیوی اور بچے کو یہاں آباد کرتا ہوں

اسی سنسان وادی میں انہیں روزی کا ساماں دے
اسی بے برگ و سامانی کو شانِ صد بہاراں دے

الٰہی نسل اسمٰعیل بڑھ کر قوم ہو جائے
یہ قوم اک روز پابندِ صلوٰۃ و صوم ہو جائے

اسی وادی میں تیرا ہادیٔ موعود ہو پیدا
کرے جو فطرتِ انساں کو تیرے نام پر شیدا

بشارت تیری سچی ہے ترا وعدہ بھی سچا ہے
بس اب تو ہی محافظ ہے یہ بیوی ہے یہ بچا ہے

وادی غیر ذی زرع میں ماں بیٹے کی تنہائی

پیمبر نے دُعا کے بعد اس وادی سے رُخ موڑا
جناب ہاجرہؓ کو اور بچے کو یہیں چھوڑا

Marfat.com

جنابِ ہاجرہ بیٹھی تھیں اس وادیِ وحشت میں
سنبھالے طفلِ عالی شان کو آغوشِ اُلفت میں

یہاں صحرا ہی صحرا تھا چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
جنابِ ہاجرہؓ یا ایک بچہ دو ہی جانیں تھیں

نہ دانا تھا نہ پانی تھا بھروسا تھا فقط رب پر
بڑھی جب دھوپ کی گرمی تو جان آنے لگی لب پر

زمیں کا ذرہ ذرہ مہر کی صورت چمکتا تھا
بہت بیتاب تھی ماں گود میں بچہ بلکتا تھا

عطش سے کرب بے چینی جو دیکھی اپنے جائے میں
لٹایا خاک پر بچے کو اک پتھر کے سائے میں

صفا و مروہ[1] پر ہر سُو تلاشِ آب میں دوڑیں
بلند و پست پر فکرِ شئے نایاب میں دوڑیں

کبھی اِس سمت جاتی تھیں کبھی اُس سمت جاتی تھیں
خیال آتا تھا بچے کا تو فوراً لوٹ آتی تھیں!

تڑپتے دیکھ کر بچے کو بڑھ جاتی تھی بے تابی
ٹپک پڑتی تھی اشکِ یاس سے پانی کی نایابی

بہت ڈھونڈا نہ کچھ آثار پانی کے نظر آئے
جدھر اُٹھی نظر جھلسے ہوئے ٹیلے نظر آئے

یوں ہی بس سات بار آئیں گئیں پانی نہیں پایا
چٹانیں سرخ پائیں دشت شعلہ آفریں پایا

قیامت کی گھڑی تھی پڑ گئے تھے پاؤں میں چھالے
چلی جاتی تھیں آنکھیں آب میں بچے میں دل ڈالے

---

[1] مسلمان حاجی اب بھی مناسکِ حج ادا کرتے وقت صفا و مروہ پر دوڑتے ہیں۔ یہ حضرت ہاجرہؓ کی اس سعی کی یادگار ہے جو آپ نے پانی کی تلاش میں فرمائی تھی۔

سُنی آواز ننھے کے بلکنے اور رونے کی
تڑپ اُٹھیں کہ ساعت آگئی ہے جان کھونے کی

پلٹ آئیں تو دیکھا دُور سے ننھا تڑپتا ہے
کہ جس پتھر کے سائے میں لِٹایا تھا وہ تپتا ہے

رگڑتے ایڑیاں دیکھا زمیں پر اپنے بچے کو
پکارا ہاجرہؓ نے کانپ کر اللہ سچے کو

قریب آئیں تو پر کھولے ہُوئے جبریل کو پایا
انگوٹھا چُوستے سائے میں اسمٰعیل کو پایا

ٹھٹھک کر رہ گئیں، اک اور نظارہ نظر آیا
قریبِ پائے اسمٰعیل فوارہ نظر آیا

جہاں پر ایڑیاں بچے نے رگڑی تھیں بہ ناچاری
ہُوا تھا چشمہ آبِ سرد و شیریں کا وہاں جاری

یہ پہلا معجزہ تھا پائے اسمٰعیل کمسن سے
کہ چشمہ جس کا زمزم نام ہے جاری ہے اس دن سے

بیاباں میں بہشتی نعمتیں جب اس طرح پائیں
جُھکیں پیشِ خُدا اور شُکر کا سجدہ بجالائیں

بُجھائی سیدہ نے پیاس بچے کو ملی راحت
کھجوریں خُلد کی رکھ کر فرشتہ ہو گیا رخصت

قبیلۂ بنی جرہم کا پانی کی تلاش میں آنا

جنابِ ہاجرہؓ نے مینڈھ باندھی گرد پانی کے
یہیں ہلنے لگیں سائے میں سقفِ آسمانی کے

Marfat.com

بہت سے طائرانِ خوش نوا اُڑتے ہوئے آئے — یہاں پانی پیا، ٹھہرے، ترانے حمد کے گائے

کئی دن بعد دیکھا قافلہ آتا ہے صحرا سے — نگاہوں سے ٹپکتا ہے کہ ہیں یہ لوگ بھی پیاسے

عرب کا اِک قبیلہ نام تھا جس کا بنی جرہم[۱] — اُسی کے لوگ تھے یہ پیاس کے مارے ہوئے بےدم

خدا کے فضل سے دن ان بچاروں کے بھلے آئے — نوائے طائراں سُن کر اسی جانب چلے آئے

یہاں پر آ کے دیکھا ایک چشمہ آب جاری کا — ہوائیں جس کے دم سے لطف تھا بادِ بہاری کا

کنارِ آب اک عورت کی صورت بھی نظر آئی — اور اُس کی گود میں بچے کی دولت بھی نظر آئی

نظر آتا تھا اطمینان اِن مسرور چہروں پر — شعاعِ مہر تھی قربان دو پُر نور چہروں پر

ندا آئی کہ "اے جرہم کے بچو، بادیہ گردو — ادب کی جا ہے اے بوڑھو، جوانو، عورتو، مردو

یہ وہ عورت ہے قرباں عورتیں جس کی شرافت پر — یہ ایسی ماں ہے مائیں رشک کھائیں جسکی قسمت پر

یہ ام المسلمیں ہے اور شہزادی ہے صحرا کی — اِسی کے نازنیں قدموں سے آبادی ہے صحرا کی

یہ عورت اور اس کی گود میں بچہ جو لیٹا ہے — یہ پیغمبر کی بیوی ہے وہ پیغمبر کا بیٹا ہے"

۱؎ یہ قبیلہ عرب کے قدیم ترین قبائل میں سے تھا۔

بنی جرہم ادب سے سر جھکائے سامنے آئے
جو کچھ تھا پاس اُن کے نذر دینے کے لئے لائے

کنارِ آبِ زمزم آج خیمے ہو گئے برپا
بڑا خیمہ تھا سب سے ہاجرہؓ اور اُس کے بیٹے کا

غرض یہ ہے بنی جرہم نے اب ڈیرا یہیں ڈالا
کیا خوش ہاجرہؓ کو یعنی اسمٰعیل کو پالا

کنعان میں حضرت اسحٰقؑ کی ولادت

حضرت ابراہیمؑ کا پھر عرب میں آنا

خلیل اللہ پھر کنعان میں آکر رہے برسوں
الم فرزند و زوجہ کی جُدائی کے سہے برسوں

دُعا کی ایک بیٹا دے الٰہی بطن سارہؓ سے
جو ہو فرزند اوّل کی طرح ممتاز دُنیا سے

بڑھے اولاد اُس کی یہ شرف بھی یا الٰہی دے
ہدایت کے لئے پیغمبری دے اور شاہی دے

خُدا نے دے دیا اسحٰق سا فرزند سارہؓ کو
مرادِ دل بر آئی مل گیا دلبند سارہؓ کو

کئی برسوں کے بعد اک دن ندا آئی پیمبر کو
کہ جا اور دیکھ دشتِ خشک

Marfat.com

بامرِ اللہ پھر رہوارِ ہمت پر کیا کوڑا ‏ خلیل اللہ نے پیری میں ارضِ شام کو چھوڑا

یہاں آکر خدا کی شان کا نقشہ نظر آیا ‏ جہاں مٹی کے تودے تھے وہاں چشمہ نظر آیا

بہت بشاش دیکھا ہاجرہؓ کا چہرۂ انور ‏ ہوئے شاداں خلیل اللہ اسمٰعیل سے مل کر

جواں فرزند کے چہرے پہ نورِ حق نما پایا ‏ بنی جرہم کے لوگوں کو وفا سے آشنا پایا

وہیں فرطِ خوشی سے سر بسجدہ ہوگئے حضرت ‏ تھکے ہارے ہوئے تھے نیند آئی سو گئے حضرت

حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی

بشارت خواب میں پائی کہ اٹھ ہمت کا ساماں کر ‏ پئے خوشنودیٔ مولیٰ اسی بیٹے کو قرباں کر

خلیل اللہ اٹھے خواب سے دل کو یقین آیا ‏ کہ آخر امتحاں بندے کا مالک نے ہے فرمایا

اٹھا مرسل اسی عالم میں رسّی اور تبر لے کر ‏ پئے تعمیل چل نکلا خدا کا پاک پیغمبر

پہاڑی پر سے دی آواز اسمٰعیل ادھر آؤ ‏ ادھر آؤ۔ خدائے پاک کا ارشاد سن جاؤ

پدر کی یہ صدا سن کر پسر دوڑا ہوا آیا ‏ رکا ہرگز نہ اسمٰعیل گو شیطاں نے بہکایا

Marfat.com

پدر[1] بولا کہ "بیٹا آج میں نے خواب دیکھا ہے
کتابِ زندگی کا اِک نرالا باب دیکھا ہے

یہ دیکھا ہے کہ میں خود آپ تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں"

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمانِ باری پر
زمین و آسمان حیراں تھے اِس طاعت گذاری پر

رضا جوئی کی یہ صورت نظر آئی نہ تھی اب تک
یہ جرأت پیشتر انساں نے دکھلائی نہ تھی اب تک

عجب بشاش تھے دونو رضائے ربِّ عزت پر
تأمل یا تذبذب کچھ نہ تھا دونو کی صورت پر

کہا فرزند نے، اے باپ اسمٰعیلؑ صابر ہے
خدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل[2] حاضر ہے

مگر آنکھوں پر اپنی آپ پٹی باندھ لیجئے گا
مرے ہاتھوں میں اور پیروں میں رسی باندھ دیجئے گا

مبادا آپ کو صورت پہ میری رحم آجائے
مبادا میں تڑپ کر چھوٹ جاؤں ہاتھ تھرّائے

پسر کی بات سن کر باپ نے تعریف فرمائی
یہ رسی اور پٹی باندھنی اُن کو پسند آئی

---

[1] فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ۔
پھر جب وہ لڑکا اس کے ساتھ ہولیا تو (حضرت ابراہیم نے) کہا بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں تیری کیا رائے ہے۔

[2] يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (القرآن)
ابا۔ آپ کو جو حکم ہوا ہے کر گذریں ثابت قدم رہوں گا۔

Marfat.com

ہوئے اب ہر طرح تیار دونو باپ اور بیٹا — چھری اُس نے سنبھالی تو یہ جھٹ قدموں میں آلیٹا

پچھاڑا اور گھٹنا سینۂ معصوم پر رکھا — چھری پتھر پہ رگڑی ہاتھ کو حلقوم پر رکھا

زمیں سہمی پڑی تھی آسماں ساکن تھا بیچارہ — نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا یہ حیرت کا نظارہ

پدر تھا مطمئن بیٹے کے چہرے پر بحالی تھی — چھری حلقومِ اسمٰعیل پر چلنے ہی والی تھی

مشیّت کا مگر دریائے رحمت جوش میں آیا — کہ اسمٰعیل کا اِک رونگٹا کٹتے نہیں پایا

ہُوئے جبریل نازل اور تھاما ہاتھ حضرت کا — کہا بس امتحاں مقصود تھا ایثار و جرأت کا

یہ طاعت اور قربانی ہُوئی منظورِ یزدانی[1] — کہ جنّت سے یہ برّہ آگیا ہے بہرِ قربانی

ہمیشہ کے لئے اِس خوابِ صادق کا ثمر لیجئے — اسی برّے کو بیٹے کے عوض قربان کر دیجئے

غرض دُنبہ ہُوا قربان اسمٰعیل کے صدقے — ہُوئی یہ سُنّت اِس ایمان کی تکمیل کے صدقے

خطاب اُس دن سے اسمٰعیل نے پایا ذبیح اللہ[2] — خُدا نے آپ اُن کے حق میں فرمایا ذبیح اللہ

---

[1] یَا اِبْرَاهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ — اے ابراہیم تونے خواب کو سچّا کر دکھایا ہم اس طرح نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں۔

[2] وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔ — اسمٰعیل کی قربانی کے بدلے ہم نے بڑی قربانی قائم کی۔

Marfat.com

تعمیرِ خانہ کعبہ

کہا جبرئیل نے "ہاں اے خدا کے محترم بندو
پھلو پھُولو جہاں میں اے رضا کے آرزومندو

یہ ارضِ پاک جس کے گرد پھرے ہیں چٹانوں کے
ازل سے جس کے آگے سر جُھکے ہیں آسمانوں کے

یہ مٹّی جس میں دن بھر آتشیں کرنیں نہاتی ہیں
ہوائیں جس کے ذرہ ذرہ کو سر پر اٹھاتی ہیں

یہی منبع ہے نورِ حق کی دریا بار موجوں کا
کہ مرکز ہے یہی اک اُمّتِ وسطیٰ[1] کی فوجوں کا

یہی نافِ زمیں[2] ہے اور یہی مرکز ہے عالم کا
مقدر ہے یہیں پر اجتماع[3] اولادِ آدم کا

---

[1] وَجَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ہم نے تم کو اعلیٰ امت بنایا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے خدا کی شہادت ادا کرو۔

[2] کرۂ ارض پر آباد دُنیا کو دیکھو۔ جنوب میں زیادہ سے زیادہ ۴۰ درجہ عرض البلد ہے۔ شمال میں زیادہ سے زیادہ ۸۰ درجے تک آبادی ہے دونوں کا مجموعہ ۱۲۰ اور نصف ۶۰ ہُوا۔ جب ۶۰ کو ۸۰ درجے شمال سے تفریق کریں تو بیس رہ جاتے ہیں۔ جب ۶۰ میں سے ۴۰ درجہ جنوبی کو تفریق کریں تو بھی ۲۰ درجہ شمالی رہ جاتے ہیں اور مکہ معظمہ ½۱۲ درجے پر آباد ہے۔ اس لئے کل کرۂ ارض میں یہی وسط میں ہونے کا درجہ رکھتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ مکّہ کا نام لغت کی کتابوں میں نافِ زمین ہے۔ انسان کے جسم میں ناف بھی ٹھیک وسط میں نہیں ہوتی۔ بلکہ قریباً وسط میں ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مکّہ بھی وسطِ حقیقی کے قریب تر واقعہ ہوا ہے۔ ½۱ درجے کا جو تفاوت ہے وہ اس لئے ہے کہ مکّہ نافِ زمین ثابت ہو۔

[3] (صفحہ نمبر ۶۱ پر دیکھو)

Marfat.com

طلوعِ مہرِ ظلمت پاش اسی مٹی سے ہونا ہے ۔۔۔ یہیں وہ ابر ہے دامانِ عصیاں جس کو دھونا ہے

عبادت کا نشاں قائم کرو اس ہُو کی بستی میں
تمہیں اول گنے جاؤ شمارِ حق پرستی میں"

بشارت پا کے دونوں پاک بندے اک جگہ آئے ۔۔۔ جہاں جبریل نے کعبہ کے نقشے اُن کو سکھلائے

خلیل اللہ اس معبد کی دیواریں[1] اُٹھاتے تھے ۔۔۔ ذبیح اللہ چُونا اور پتھر دیتے جاتے تھے

کیا تیار اک مدت میں کعبہ ان بزرگوں نے ۔۔۔ خدا آگاہ و خوش اخلاق و خوش باطن بزرگوں نے

وفورِ شوق میں اک اک سے آگے بڑھتا جاتا تھا ۔۔۔ مُرادیں[2] مانگتا تھا اور دُعائیں پڑھتا جاتا تھا

حاشیہ بقیہ صفحہ ۶۰) ملک عرب سے ۳۵ درجے عرض بلد (شمالی) پر واقع ہے اور انہی خطوط کے اندر تمام دُنیا کی مشہور نسلیں اسطرح مقیم ہیں کہ مشرق میں ایرین اور منگول مغرب میں حبشی وہائٹ (نسلِ حام کے) اور ریڈ انڈینز (امریکہ کے اصلی باشندے) ہیں اور جب کل قوموں میں تبلیغ پر پہنچانا نظر ہو تو عرب ہی اس کا مرکز قرار دیا جا سکتا ہے (رحمۃ للعلمین صفحہ ۹)

[1] وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ۔۔۔ اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل کعبے کی دیواریں اُٹھا رہے تھے۔

[2] ان میں سے ایک مراد یہ بھی تھی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ (القرآن) ۔۔۔ اے ہمارے پروردگار اس جماعت کے اندر ہی ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کرنا جو ان لوگوں کو تیری آیتیں سنایا کرے اور ان کو کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کرے اور ان کو پاک کرے ۔

پتہ اُن کو دیا جبریل ہی نے سنگِ اسود کا
خلیل اللہ نے اس کو مقامِ رکن پر رکھا

مکمل ہوگئی تعمیرِ بیت اللہ کی اِک دِن
بزرگوں کو مقدّس کام سے فرصت ملی اِک دِن

یہاں سے اُٹھ کے پیغمبر فرازِ کوہ پر آیا
زبانِ وحی نے چاروں طرف اعلان فرمایا

کہ اے لوگو یہاں حج و عبادت کے لئے آؤ
خلوص اور صدقِ نیّت نذر دینے کے لیے لاؤ

یہی مرکز ہے سارے دہر میں ایمان والوں کا
جُھکے گا سر یہیں پر آ کے اونچی شان والوں کا

یہاں اہلِ طواف اہلِ قیام اہلِ قعود آئیں
یہاں اہلِ رکوع آئیں یہاں اہلِ سجود آئیں

کوئی پیدل چلے کوئی سوارِ ناقۂ لاغر
کریں حج و عبادت پاک رکھیں یہ خدا کا گھر[1]

یہ گھر اللہ کا ہے اور وہی تم کو بلاتا ہے
ہمارا کام ہے تبلیغ۔ دیکھیں کون آتا ہے"

---

[1] وَاَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ٭

ہمارا گھر طواف کرنے والوں (نمازیوں) قیام کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر اور تمام لوگوں کو پکار دے کہ حج کو آئیں پیدل بھی دُبلی اونٹنیوں پر بھی اور ہر دُور دراز گوشے سے آئیں گے۔

اوّلینِ حجِّ اکبر

یہاں پر اوّلیں احرام باندھا باپ بیٹے نے
عبودیّت کا عہد نام باندھا باپ بیٹے نے

صدا لبیک کی گونجی پہاڑوں پر چٹانوں پہ
فرشتوں نے سُنے نغمے زمیں کے آسمانوں پہ

ادا کی رسمِ قربانی کمالِ صدقِ نیت سے
طوافِ خانۂ کعبہ کیا جوشِ اطاعت سے

فرشتوں نے منائی عید آکر اس بیاباں میں
کہ پہلا حجّ اکبر تھا یہی تاریخِ انساں میں

بابِ دُوّم

حضرت ابراھیمؑ کی وفات

حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ کی اولادیں

ادائے فرض کرکے باپ بیٹے سے ہُوا رُخصت — بجالاتی تھی ملکِ شام میں تبلیغ کی خدمت

مگر فرزند سے ہر سال آکر مِل بھی جاتے تھے — ادائے حج کی خاطر اس طرف ہر سال آتے تھے

پھر اس محنت کے بعد آرام سے سونے کا دِن آیا — خلیل اللہ کے واصل بحق ہونے کا دن آیا

ل۵ پیدائش باب ۲۵ درس ۹ میں ہے کہ ابراہیم کو اُن کے بیٹے اسمٰعیل اور اسحاق نے دفن کیا۔ (سرزمین شام میں مقامِ خلیل آپ کا مدفن مُبارک ہے) (مراۃ الانساب)

Marfat.com

بالآخر جا بسے حضرت دیارِ جاودانی میں
بقا ہے بس خُدا کی ذات کو اس دارِ فانی میں

رسالت آج فرزندانِ ابراہیمؑ نے پائی
خُدا نے یہ امانت اب انہیں تفویض فرمائی

ذبیح اللہ ہوئے مرسل عرب کے رہنے والوں پر
ہوئے مامور اہلِ شام پر اسحٰقؑ پیغمبر

خُدا کے فضل سے ہستی ہوئی دلشاد دونوں کی
بڑھی ہر دو ممالک میں بہت اولاد دونوں کی

حضرت اسحٰق کی اولاد

بنی اسرائیل

ہوئے اسحٰق کے فرزند اسرائیل پیغمبر
ملے فرزند انہیں بارہ بفضلِ حضرتِ داور

اِن ہی میں حضرتِ یوسف نے مرسل کا لقب پایا
خُدا نے اُن کو اہلِ مصر پر مبعوث فرمایا

یہ ایسے تذکرے ہیں جو زبانوں پر فسانہ ہیں
برادر حضرتِ یوسف کے مشہورِ زمانہ ہیں

ا۔ حضرت یوسفؑ کو ان کے بھائیوں نے غلام بنا کر فروخت کر ڈالا تھا بکتے بکتے وہ فرعونِ مصر کی بیوی (باقی برصفحہ ۶۶)

Marfat.com

یہودی قوم کا آغاز انہی بارہ سے ہوتا ہے ۔۔۔ یہودہ ان کا جدِ اسحٰق پیغمبر کا پوتا ہے
مگر شیطان نے ان پر بھی دامِ شرک پھیلایا ۔۔۔ تو انبوہِ کثیر اس قوم کا حق سے پلٹ آیا
یہ قوم اپنے کو خاصانِ خدا کی قوم کہتی تھی ۔۔۔ مگر کرتوت ایسے تھے بہت معتوب رہتی تھی
ہوئے اس قوم میں اکثر جلیل الشان پیغمبر ۔۔۔ چلانا چاہتے تھے جو اسے حق و صداقت پر
یہودی جانے بوجھے راہِ حق کو بھول جاتے تھے ۔۔۔ وہ اپنے رہنما کو ایک دیوانہ بتاتے تھے
کیا تھا مصر میں فرعون نے دعویٰ خدائی کا ۔۔۔ یہودی قوم دم بھرتی تھی اس سے آشنائی کا
عتاب آخر کیا شاہنشہوں کے شاہ نے ان پر ۔۔۔ مسلط کر دیا فرعون کو اللہ نے ان پر
کہ یہ بھی اک طریقہ تھا انہیں رستے پہ لانے کا ۔۔۔ انہیں ٹھوکر لگا کر خوابِ غفلت سے جگانے کا

(بقیہ صفحہ ۶۵) زلیخا کے ہاتھ لگے۔ وہاں سے بہت آتار چڑھاؤ اور تکالیف کے بعد آپ فرعونِ مصر کے نائب ہو گئے یہ قصہ قرآن کریم میں بھی مذکور ہے۔ حضرت یوسف کے والد حضرت یعقوب پیغمبر کو جب اپنے گمشدہ بیٹے کا پتہ ملا تو وہ اپنے خاندان کے افراد کو جن کی تعداد ۔۔ تھی ساتھ لیکر مصر چلے گئے۔ حضرت یوسف نے ان کی بڑی خاطرداری کی۔ حضرت یعقوب کے انتقال کے بعد حضرت یوسف کے بھائی بھتیجے مصر ہی میں رہے اور پھلنے پھولنے لگے جب حضرت یوسف کا انتقال ہو گیا۔ تو رفتہ رفتہ بنی اسرائیل کو مصریوں نے ذلیل کر کے غلام بنانا شروع کر دیا۔ تورات کتاب پیدائش میں سب کچھ مذکور ہے۔ اور قرآن کریم میں نہایت تفصیل سے یہ حالات بیان کئے گئے ہیں

بہت پستی دکھائی آخر اِس افتاد نے اِن کو — لگائیں ٹھوکریں فرعون کی بیداد نے ان کو
مگر فرعون کے ظلم و ستم جب بڑھ گئے حد سے — لگے عبرت پکڑنے لوگ ان کی حالتِ بد سے
خدائے پاک نے موسیٰ کو ان میں کر دیا پیدا — جو بچپن ہی سے آزادی و حریت پہ تھے شیدا
ظہورِ نورِ حق موسےٰ کو سینا پر نظر آیا — خدا نے جانبِ فرعون انہیں مبعوث فرمایا
یدِ بیضا کے ساتھ اُس خطۂ ظلمت میں در آئے — یہودی قوم کو آزاد کر کے مصر سے لائے
جگایا قوم کی تقدیر کو آوازِ موسےٰ نے — کیا فرعون کو غرقابِ نیل اعجازِ[1] موسیٰ نے
عصائے[2] موسوی نے پتھروں کو آب کر ڈالا — بیابانوں کو ان کے واسطے شاداب کر ڈالا
یہی وہ قوم ہے جس کیلئے کھانوں کے مینہ برسے — کہ اُترے من[3] و سلویٰ ان کی خاطر آسماں پر سے

---

[1] وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ — اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو شق کر دیا اور تم کو بچا لیا اور آلِ فرعون کو غرق کر دیا۔ (البقر)

[2] وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا — اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کیلئے پانی کی دعا مانگی تو ہم نے حکم دیا اپنا عصا پتھر پر مارو۔ پس فوراً اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (اور بنی اسرائیل کے بارہ ہی خاندان تھے)

[3] وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ — اور پہنچایا تمہارے پاس من و سلویٰ (البقر)

Marfat.com

مگر جب آزمائش آپڑی یہ قوم گھبرائی — ہوئی باطل سے خائف اور راہِ حق سے کترائی[١]

کہا موسیٰ نے "اُٹھ اے قوم باطل کے مقابل ہو — تری عزت بڑھے جگ میں ترا ایمان کامل ہو"

تو بولی قوم "اے موسیٰ ہمیں آرام کرنے دے — خدا کی نعمتیں ملتی ہیں ان سے پیٹ بھرنے دے

خدا کو ساتھ لے جا اور باطل سے لڑائی کر — ہمارے واسطے خود جاکے قسمت آزمائی کر

ہمیں کیوں ساتھ لے جاتا ہے دنیا سے اُجڑنے کو — خدا اور اس کا پیغمبر بہت کافی ہیں لڑنے کو"[٢]

ڈرایا بارہا موسیٰ نے اُن کو قہرِ باری سے — مگر اس قوم کو مطلب رہا مطلب برآری سے

---

[١] ادوم اور مواب کے بیابانوں میں بھٹکتے بھٹکتے بنی اسرائیل جب اس ملک کے قریب پہنچے۔ جس کا خدا نے حضرت ابراہیم سے وعدہ فرمایا تھا کہ یہ ملک ان کی اولاد کو دیا جائے گا۔ تو حضرت موسیٰ نے ان سے کہا اے میری قوم اِس مقدس ملک میں جو خدا نے تیری قسمت میں لکھ دیا ہے داخل ہو۔ اور دشمن کے مقابلے میں پیٹھ نہ پھیر ورنہ نقصان اُٹھائے گی۔ قوم نے جواب دیا "اے موسیٰ اِس ملک میں تو بڑے زبردست لوگ موجود ہیں۔ جب تک وہ وہاں سے نہ نکل جائیں۔ ہم وہاں قدم نہ رکھیں گے۔ ان کے نکل جانے پر ہم اندر داخل ہوں گے۔ ہاں تم اور تمہارا خدا دونوں جاکر لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں"۔ خدا نے فرمایا۔ اچھا تو اب وہ ملک ان کو چالیس سال تک نصیب نہ ہوگا۔ اور زمین پر بھٹکتے پھریں گے۔

[٢] اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلْهُمَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (القرآن) — تم اور تمہارا پروردگار جاکر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

کبھی رفعت پر آئی بھی تو سوجھی اس کو پستی کی / کہ چھوڑی حق پرستی اور گوسالہ پرستی کی[1]

رکھی دنیا میں راہ و رسم حرصِ خام سے اس نے / دکھائی سرکشی تورات کے احکام سے اس نے

دلائی حضرتِ داؤد نے اس قوم کو شاہی / مگر اس نے نہ چھوڑی کم نگاہی اور گمراہی

زبور اس قوم کو بخشی گئی لیکن نہ یہ مانی / یہ اپنی حمد کرتی تھی بجائے حمدِ ربانی

بڑی شوکت ملی اس قوم کو عہدِ سلیماں میں / عظیم الشان ہیکل[2] ہو گئی تعمیر کنعاں میں

مگر یہ قوم اکثر راہ پر آ کر بہکتی تھی / نہ دینداری میں بڑھتی تھی نہ بیدینی سے ہٹتی تھی

اسے ایوبؑ و زکریاؑ و یحییٰؑ نے بھی سمجھایا / چلن اس قوم کا لیکن نہ ہرگز راہ پر آیا

ہو منزل گمرہی جن کی وہ کیونکر راہ پر آئیں / ملیں اس قوم سے پیغمبروں کو سخت ایذائیں

یہ جھٹلاتی رہی ہر اک نصیحت کرنے والے کو / یہ اندھی تھی، اندھیرا جانتی تھی ہر اجالے کو

---

[1] وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۔
اور موسیٰ تمہارے پاس صاف صاف دلیلیں لائے۔ مگر اس پر بھی تم نے (موسیٰ کے طور پر جانے کے بعد) گوسالہ کو (معبود) تجویز کر لیا اور تم ظلم کر رہے تھے۔

[2] حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت حضرت ابراہیم سے ۹۸۵ برس بعد کا زمانہ تھا۔ آپ نے یروشلم میں خدائے واحد کی عبادت کے لئے بیت المقدس (ہیکل) تعمیر کیا جو کعبے کے بعد دوسرا بیت اللہ ہوا۔

مسیح ابن مریم نے بہت اس کو ہدایت کی — مگر یہ آخری دم تک رہی منکر رسالت کی

یہ جھٹلاتی رہی انجیل کی سچی منادی کو — یہ سولی پر چڑھانے لے گئی اُس پاک ہادی کو

خلیل اللہ سے جو وعدہ کیا تھا حق تعالیٰ نے — وہ پورا کر دیا ہر طور سے اس ذات والا نے

وطن بخشا گیا اُس کو نمونہ باغِ جنت کا — مگر اس قوم میں جذبہ نہ تھا اس کی حفاظت کا

ملی اسحٰق کی اولاد کو شانِ حکومت بھی — متاعِ دُنیوی بھی اور روحانی رسالت بھی

مگر اس قوم نے ٹھکرا دیا ہر ایک نعمت کو — یہ بھڑکاتی رہی ہر دَور میں اللہ کی غیرت کو

نتیجہ یہ ہُوا کفرانِ نعمت کی سزا پائی — عمل جیسے کئے ویسی درِ حق سے جزا پائی

خدا سے سرکشی کی، سر جھکایا پائے دشمن پر — رہا اغیار کا پنجہ مسلط اس کی گردن پر

سبھی اہلِ ستم کرتے رہے اس پر ستم رانی — فنیقی[1]، بابلی، مصری، اسیری اور رومانی

[1] سیق بادشاہ مصر نے یروشلم پر حملہ کرکے محل شاہی اور بیت المقدس کو لوٹا۔ پھر بخت نصر شاہ بابل نے یروشلم پر حملہ کیا۔ سنہ ۱۲۱۱ ابراہیمی میں اسے فتح کر لیا۔ اور یہود کے بادشاہ یہویکین کو اس کے اُمراء اور اہلِ خانہ سمیت گرفتار کر لیا۔ شاہ سلیمان کا خزانہ بیت المقدس کا نذرانہ لوٹ لیا۔ دس ہزار بہادروں اور پیشہ وروں کو پابجولاں کرکے بابل لے گیا۔ بخت نصر نے اپنے چچا صدقیاہ کو کنعان کا بادشاہ بنا دیا تھا جس نے اس کے خلاف بغاوت کی۔ بخت نصر نے پھر حملہ کیا۔ اور اٹھارہ مہینے کے محاصرے کے بعد شہر یروشلم فتح ہو گیا۔ (بقیہ صفحہ ۷۱)

Marfat.com

خدانے[1] آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
کہ جس نے اپنے ہاتھوں اپنی خوصلت نہیں بدلی

عرب میں بنی اسمٰعیلؑ کے پھولنے پھلنے کا بیان

ذبیح اللہ کی اولاد کا بھی ماجرا سُن لو
وہاں وعدہ خُدا کا کس طرح پُورا ہوا سُن لو

گھرانے میں بنی جرہم[2] کے پیغمبر نے شادی کی
خُدا کے گھر سے قسمت جاگ اُٹھی اس خشک وادی کی

پسر بارہ[3] دیئے اللہ نے اس پاک ہستی کو
بسایا یوں عرب کی ہر بلندی اور پستی کو

(بقیہ صفحہ ۷۰) آخر بیت المقدس سلیمان کے قصر اور تمام شہر کو جلا کر خاک کر دیا۔ فصیلیں ڈھادیں اور جتنے لوگ زندہ تھے سب کو پکڑ کر بابل لے گیا۔ ان قیدیوں میں حضرت ذوالکفل بھی تھے جن کی نبوت کا آغاز حضرت ابراہیم سے ۱۴۰۶ سال بعد ہوا۔ آپ کے بعد حضرت عزیز کی نبوت کے زمانہ میں ایران نے بابل کو فتح کیا۔ تو بنی اسرائیل کو بابل کی غلامی سے نجات ملی۔ بیالیس ہزار۔ آدمی پھر یروشلم چلے گئے۔ فینقی بھی اب حملہ آور ہوئے۔ رومی تو اس طرح قابض ہوئے کہ آخر اسلام نے ان کو وہاں سے نکالا۔

[1] اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ (قرآن) — اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے آپ کو نہ بدلے۔

[2] اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی عرب کے اس قبیلۂ جرہم کے سردار مضاض کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ جو حضرت ہاجرہؓ سے اجازت لے کر چشمۂ زمزم کے قریب آباد ہو گیا تھا۔

[3] ان بارہ بیٹوں کے نام یہ تھے (۱) بنالوث یا بنایوط (۲) قیدار (۳) ادباقیل (۴) میام (۵) مشماع (۶) ودماہ (۷) مسا (۸) عدر (۹) یتما (۱۰) لیسطور (۱۱) ناخیش (۱۲) قیدماہ۔ یہی وہ بارہ رئیس تھے۔ (بقیہ برصفحہ ۷۲)

Marfat.com

بسائیں بستیاں گیارہ نے کوہ و دشت صحرا میں
رہا قیدار بیت اللہ کی خدمت کو بطحا میں

قریب کعبۃ اللہ شہر مکہ کی بنا ڈالی
پسر اُس کے ہوئے کعبے کے خادم شہر کے والی

اِنقلاباتِ عالَم اور عَرب

بنی آدم کی دنیا میں ہزاروں انقلاب آئے
جہاں میں سینکڑوں طوفان اُٹھے لاکھوں عذاب آئے

بہت قومیں اُٹھیں اور چھا گئیں میدانِ ہستی پر
پھریرے خوب اُڑائے ہر بلندی اور پستی پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) جن کے متعلق خدا نے حضرت ابراہیم کو بشارت دی تھی کہ "اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری دُعا قبول کی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برُومند کروں گا۔ اور اسے اس قدر بڑھاؤں گا کہ اس سے بارہ رئیس پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا"۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ ان بارہ رئیسوں میں ہر ایک نے اپنی اپنی بستیاں بسائیں جو ان کے ناموں پر مشہور تھیں۔ ان کی اولاد اتنی بڑھی کہ حجاز سے نکل کر شام عراق اور یمن میں پھیل گئی۔ انہوں نے حکومت اور تجارت اختیار کی اور اس قدر مالدار ہوئے کہ اپنے اونٹوں کے گلے میں سونے کے قلاوے ڈالتے تھے۔ بنو اسمٰعیل کے بعد عرب قبیلے اکثر و بیشتر حکمران رہے۔ پہلی صدی عیسوی کا یہودی مؤرخ اپنی کتاب اینٹی کویٹز میں لکھتا ہے۔ بحر احمر کے کنارے فرات کے ساحلوں تک سارا ملک اسمٰعیل کے بارہ بیٹوں کے قبضے میں ہے۔

Marfat.com

غنیمِ مرگ کے قدموں تلے روندی گئیں آخر — اکڑ کر چلنے والے دب گئے زیرِ زمیں آخر
خزاں منڈلا گئی شدّادیوں کے سبز گلشن پر — سیاہی چھا گئی آبادیوں کے روزِ روشن پر
ہوئے پیوندِ خاک آخر اسیری اور کلدانی — سرافرازوں کی شوکت موت نے کچھ بھی نہیں باقی
نہیں رہتا ہمیشہ سازِ ہستی ایک ہی دُھن پر — کھنڈر ہنسنے لگے بابُل کے نمرودی تمدن پر
ہُوا دریا میں بیڑا غرق فرعونی خدائی کا — فسانہ رہ گیا ہندوستانی دیوتائی کا
بگاڑیں خاک نے شکلیں فلاطونی خیالوں کی — دھری ہی رہ گئیں سب حکمتیں یونان والوں کی
سکندر اور اُس کے وہ عظیم الشان منصوبے — کہیں اُبھرے نہیں بحرِ فنا میں اس طرح ڈوبے
فقط اہلِ عرب اس منقلب دُنیا میں ایسے تھے — کہ روزِ اوّلیں سے آج تک ویسے کے ویسے تھے
یہ ملک ایسا تھا حاصل ان کو آزادی کی نعمت تھی — قبیلے آپ خود مختار تھے اپنی حکومت تھی
عرب پر کوئی آکر حملہ آور ہو نہ سکتا تھا — کوئی فاتح بُری نیّت سے اس جانب نہ تکتا تھا
کوئی لشکر ہُوا بھولے سے اس کی فتح پر مائل — تو صحرائے عرب ہوتا تھا اس کی راہ میں حائل
ہوئے جب حملہ آور لوگ اس پر مر گئے پیاسے — یہ خطہ رہ گیا اوجھل نگاہِ اہلِ دنیا سے

Marfat.com

بڑھی اولادِ اسمٰعیلؑ[۱] میں عدنان کی شوکت
عرب کو آلِ اسمٰعیل سے حاصل ہوئی قوت

یہودی قوم پر دنیا میں جب کوئی بلا آئی
تو اس نے آلِ اسمٰعیل کے گھر میں اماں پائی[۲]

خدا کے نام پر اب تک یہودی اور عدنانی
ادا کرتے تھے مکے میں رسومِ حج و قربانی

مگر ہونے لگے جب قلب مائل بت پرستی پر
بنی جرہم[۳] نے قبضہ کر لیا مکے کی بستی پر

مگر پھر آلِ اسمٰعیل قابض ہو گئی اس پر
عرب میں تھی یہ طاقتور بفضلِ حضرتِ داور

---

۱ اکثر نسب ناموں میں عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک صرف آٹھ نو پشتیں بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن بقول حضرت علامہ شبلیؒ یہ صحیح نہیں۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک چالیس پشتوں کا فاصلہ ہے۔ (دیکھئے سیرت النبی حصہ اول صفحہ ۵۱)

۲ حضرت موسیٰ نے جب مصر سے ہجرت کی تھی تو عرب میں ہی آکر پناہ لی تھی۔ اور عرب ہی کے ایک پہاڑ پر آپ کو نبوت تفویض ہوئی۔ پھر جب وہ بنی اسرائیل کو مصر سے آزاد کر کے لائے تو بیابانِ عرب ہی میں انہوں نے چالیس سال پورے کئے تھے۔ حضرت داؤدؑ بھی بادشاہ سموئیل کی وجہ سے ہجرت کر کے عرب ہی میں آکر ٹھہرے تھے۔ جب بنی اسرائیل کو بختِ نصر نے تباہ و برباد کیا تو انہیں معدین عدنان ہی نے عرب میں عزت و احترام سے رکھا تھا۔ (رحمۃ للعالمین صفحہ ۳)

۳ عدنان کے بعد اس قوم پر بنی جرہم کا قبیلہ غالب آگیا۔ اگرچہ وہ ان کے ماموں ہی تھے۔ تاہم انہوں نے ان کو مکے سے نکال دیا۔ (رحمۃ للعالمین صفحہ ۵۰)

Marfat.com

مکّے پر یمن والوں کا حملۂ اوّل

قریش کی مدافعت

کیا حملہ یمن کے لشکروں نے اہلِ مکّہ پر
غرض یہ تھی کہ اپنے گھر میں لے جائیں خدا کا گھر

یمن میں ان دنوں حسّان نامی ایک حاکم تھا
اُسے مکّے کی رونق دیکھ کر دِل میں خیال آیا

کسی صورت سے توڑوں آلِ اسمٰعیل کی شوکت
اِسی کعبے کے دَم سے اُن کی دُنیا بھر میں ہے عزّت

اگر کعبہ گرا دوں اس کے پتھر ساتھ لے جاؤں
یمن میں ان سے اک کعبہ نیا تعمیر کرواؤں

یہ ہو جائے تو پھر سب لوگ میری سمت آئیں گے
کریں گے عاجزی نذریں نیازیں ساتھ لائیں گے

یہ سوچا اور چڑھ دوڑا یمن کی فوج کو لے کر
کیا آ کر اچانک اُس نے حملہ شہرِ مکّہ پر

یہاں پر خادمِ کعبہ کنانہ کا گھرانا تھا
اِسی میں فہر بن مالک تھا جو مردِ یگانہ تھا

یمن والوں کی یورش دیکھ کر غصّے میں تھرّایا
کیا کنبہ اکٹھا اور مکّے سے نکل آیا

Marfat.com

مقابل ڈٹ گیا یہ شیر لا تعداد فوجوں کے ۔۔۔ چٹانوں کی طرح روکے تھپیڑے تند موجوں کے
شکست فاش دی اس نے یمن والوں کے لشکر کو ۔۔۔ تعاقب کر کے قبضے میں لیا لشکر کے افسر کو[١]
یہ ایسی فتح تھی جس سے قریش اس کا لقب ٹھیرا ۔۔۔ پھر اک نامی قبیلہ بن گیا ۔ فخرِ عرب ٹھیرا
قریش اہل عرب میں نام ہے اس ویل مچھلی کا ۔۔۔ سمندر میں کوئی ثانی نہیں جس کی بڑائی کا
قریش اولادِ اسمٰعیل میں تھے سب سے طاقتور ۔۔۔ یہی کعبے کے خادم تھے یہی تھے شہر کے افسر
قصی[٢] ابنِ کلاب ان میں بہت ہی شان والا تھا ۔۔۔ بڑا زیرک بڑا تاجر بڑا سامان والا تھا
ہوا عبدمناف[٣] اس کا پسر اُس کا پسر ہاشم ۔۔۔ پسر تھے اور بھی سردار تھا سب کا مگر ہاشم[٤]

---

[١] دیکھو تمدن عرب از علامہ جرجی زیدان

[٢] قصی کا نسب نامہ اس طرح ہے ۔ قصی ابن کلاب ۔ ابن مرہ ۔ ابن کعب ۔ ابن لوی ۔ ابنِ غالب ۔ ابن فہر (یعنی قریش اوّل) ابنِ مالک ۔ ابن نضر ۔ ابن کنانہ ۔ ابن خزیمہ ۔ ابن مدرکہ ۔ ابن الیاس ۔ ابنِ مضر ۔ ابن نزار ۔ ابن معد ۔ ابنِ عدنان ۔ عدنان سے ۴۰ پشت اوپر حضرت اسمٰعیل ۔

قصی سے پہلے قریش میں تفرقہ پڑ گیا تھا اور وہ ادھر اُدھر متفرق ہو گئے تھے ۔ کعبے کی تولیت قبیلہ خزاعہ کے ہاتھ میں آ گئی تھی ۔ مگر قصی نے از سرِ نو قریش کو جمع کیا ۔ خزاعیوں کے ہاتھ سے کعبے کی خدمت حاصل کی ۔ اور قریش کو دوبارہ سرداری کی مسند پر بٹھایا ۔ ایک قسم کی جمہوری حکومت قائم کی ۔ بہت سی اصلاحیں کیں ۔

[٣] قصی کے تین بیٹے تھے ۔ عبدمناف ۔ عبدالدار ۔ عبدالعزیٰ ۔ یہی عبدمناف پیغمبر اسلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اور عبدالدار حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے جدّ تھے ۔ ([٤] اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

پسر ہاشم کا عبد المطلب[1] سردارِ مکہ تھا
یہی تھا خادمِ کعبہ یہی مختارِ مکہ تھا

مگر اس خدمتِ کعبہ کے معنی اور ہی کچھ تھے
یہ فرزندانِ اسمٰعیلؑ یعنی اور ہی کچھ تھے

عرب میں زمانۂ جاہلیت

الگ تھے ساری دنیا سے مگر یہ لوگ خوش دل تھے
انہیں آزادیوں کی زندگی کے عیش حاصل تھے

مگر آزادیوں نے ان کو کھویا دین و دنیا سے
ہوئے گمراہ یہ برگشتہ ہو کر حق تعالیٰ سے

کیا اخلاف نے اسلاف کے اوصاف کو زائل
رہِ حق چھوڑ کر سب بُت پرستی پر ہوئے مائل

شجاعت تھی مگر اس کا ہدف اپنے ہی بھائی تھے
یہ سب اک دوسرے کو ذبح کرنے میں قصائی تھے

فصاحت کا تھا استعمال ہجو اور خود ستائی میں
نظر میں کوئی جچتا ہی نہ تھا ساری خدائی میں

بیاں کرتے تھے اپنے شرمناک اور فحش کاموں کو
سرِ بازار کہہ دیتے تھے ایسے کارناموں کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷) عبد مناف کے بیٹے ہاشم حضرت سرورِ کائنات کے پردادا تھے۔ یہ قریش میں بہت ممتاز و مقتدر رہے۔ ان کی اولاد بنو ہاشم یا ہاشمی کہلاتی ہے +

[1] آنحضرت کے دادا۔

Marfat.com

رعونت نے دماغوں میں ہوائے خودسری بھر دی ۔۔۔ خشونت ایک عادت دوسری عادت تھی بیدردی
عرب اولادِ اسمٰعیل سے معمور تھا سارا ۔۔۔ گناہوں کی جہالت کے نشے میں چور تھا سارا
جو صحرائی تھے قتل و رہزنی میں خوب ماہر تھے ۔۔۔ نشانِ بربریت اُن کے چہروں ہی سے ظاہر تھے
ترقی اور تمدن کی ہوا اُن تک نہ آتی تھی ۔۔۔ کوئی مرکز نہ تھا خانہ بدوشی اُن کو بھاتی تھی
بہادر تھے مگر یہ سب آپس میں لڑتے تھے ۔۔۔ قبیلوں میں ہزاروں معرکے ہر سال پڑتے تھے
جو شہری تھے وہ فن و پیشہ و حرفت سے عاری تھے ۔۔۔ مگر مکر و دغابازی میں پورے کاروباری تھے
نہ کوئی کام کرتے تھے نہ کوئی کام آتا تھا ۔۔۔ انہیں بیکار و کاہل بیٹھ رہنا دل سے بھاتا تھا
یہ جائز جانتے تھے مال کھا جانا یتیموں کا ۔۔۔ لُٹانا دعوتوں میں مال شیوہ تھا کریموں کا
پدر فرزند کی بیواؤں کا حق بھی چھین لیتے تھے ۔۔۔ پسر اپنی حقیقی ماؤں کا حق چھین لیتے تھے
کوئی معیار ہی باقی نہ تھا شرم و شرافت کا ۔۔۔ کہ رتبہ بھیڑ بکری سے بھی کم تھا ایک عورت[1] کا

---

[1] ایک عورت کے ایک سے زیادہ خاوند رکھنے کا رواج جو نہایت ادنیٰ اقوام میں پایا جاتا تھا۔ ان میں موجود تھا۔ ایک مرد جس قدر عورتوں سے چاہتا شادی کر سکتا تھا۔ اور اس کے علاوہ جیسا کہ یورپ میں آجکل بھی رواج ہے اپنے لئے محبوبہ بھی رکھ سکتا تھا۔ ان میں نیوگ کی رسم بھی جاری تھی۔ عورت محض ایک (بقیہ برصفحہ ۴۹)

زنا و فحش کاری سے بڑی اِن کو ارادت تھی
شرابیں پی کے ننگے ناچنے کی عام عادت تھی

شرافت کو ڈبو دیتے تھے جب عورت پہ مرتے تھے
کہ جس عورت پہ مرتے تھے اُسے بدنام کرتے تھے

زناکاری کی ترغیبیں سرِ بازار دیتے تھے
یہ اپنی بیویوں تک کو جوئے میں ہار دیتے تھے

یہ اپنی بیٹیوں کو سانپ سے بدتر سمجھتے تھے
یہ اُن کے قتل کو عزت کا اک جوہر سمجھتے تھے

زباں زد ہو گئی تھی بیٹیوں سے ان کی سفاکی
کہ بیٹی کو سمجھ لیتے تھے یہ بیوی کی ناپاکی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵) جائداد سمجھی جاتی تھی۔ اس کا اپنے متوفی خاوند یا دوسروں کی وراثت میں کوئی حصہ تسلیم نہ کیا جاتا تھا۔ بلکہ وہ خود جائداد موروثہ کا ایک حصہ قرار پاکر ورثے میں چلی جاتی۔ اور وارث چاہتا تو اس سے نکاح کرلیتا اور چاہتا تو کسی دوسرے سے کرا دیتا۔ یہاں تک کہ باپ کی عورتوں کو بیٹے ورثہ کا حصہ سمجھ کر اُس کے ساتھ شادی کرلیتے اور اُن کو انکار کا حق نہ تھا۔ (خیر البشر صفحہ ۲۳)

له مرد و عورت کے تعلقات میں نہایت درجے کا فحش بھی تھا ناجائز تعلقات کے نہایت گندے قصے کھلے اشعار میں فخریہ بیان کئے جاتے۔ بڑے بڑے مشہور قصائد میں جو اپنی فصاحت میں لاثانی سمجھے جاتے ہیں ایسے فحش اور ننگے الفاظ میں ان تعلقات کا ذکر ہے کہ جن کی برداشت زبان اور کان نہیں کرسکتے ۔

(خیر البشر صفحہ ۲۴)

۲ له وحشیانہ پن میں انتہا کو پہنچا ہوا طریق لڑکی کو زندہ درگور کرنے کا تھا پانچ چھ سال کی لڑکی کو باپ جنگل میں لے جاتا اور ایک گڑھے کے کنارے پر کھڑی کرکے دھکا دے کر گرا دیتا چیختی چلاتی ہوئی معصوم جان پر مٹی ڈال کر چلا آتا یہ ایسی سنگدلی ہے جس سے پتھر بھی شرمندہ ہوں۔

Marfat.com

اگر جَن بیٹھتی دختر کوئی تقدیر کی ہیٹی! | چھچھوندر سے بُری معلوم ہوتی تھی اُسے بیٹی[1]
گڑھا اِک کھود کر دختر کو زندہ گاڑ دیتی تھی | کوئی بِچھو تھا دامن میں کہ دامن جھاڑ دیتی تھی
کوئی کم بخت بد اختر اگر زندہ بھی رہتی تھی | ہمیشہ باپ اور بھائیوں کے ظلم سہتی تھی
غلاموں لونڈیوں پر وہ مظالم توڑتے تھے یہ | کہ اِن کو موت سے پہلے نہ ہرگز چھوڑتے تھے یہ
عرب میں ہر طرف تھا دور دَورہ بُت پرستی کا | کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان لوگوں کی پستی کا[2]
خدا کہتے تھے مٹی آگ پانی کو، ہواؤں کو | پہاڑوں اور دریاؤں کو بجلی کو گھٹاؤں کو
زمیں پر خاک پتھر اور شجر معبود تھے ان کے | فلک پر انجم و شمس و قمر معبود تھے ان کے
مرادیں مانگتے تھے ہر وجودِ بے حقیقت سے | نہ تھا محروم کوئی جز خدا ان کی عبادت سے
وہ کعبہ جو خدائے واحد و قہار کا گھر تھا | وہ کعبہ جو خدائے مالک و مختار کا گھر تھا

---

[1] بعض اوقات نکاح کے وقت بیوی سے معاہدہ کر لیا جاتا تھا کہ اگر لڑکی پیدا ہوگی تو اُسے مار ڈالا جائے گا اس صورت میں غریب ماں سے اس فعل کا ارتکاب کرایا جاتا۔ اور ستم یہ کہ اکثر کنبے کی عورتوں کو اکٹھا کر کے یہ کام کیا جاتا۔ (خیر البشر صفحہ ۲۵)

[2] كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ (قرآن) تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔

وہی کعبہ جسے پیغمبروں کی سجدہ گہ کہیے
وُہی کعبہ جسے تقدیس کا نورِ نگہ کہیے

وہ کعبہ جو خُدا کے بُت شکن بندوں کا معبد تھا
جسے پاکیزہ رکھنا فطرتِ انساں کا مقصد تھا

اسی کعبے کو یاروں نے صنم خانہ بنا ڈالا
دلوں سے ظالموں نے نقشِ وحدت کا مٹا ڈالا

نہ سوچا کوئی فرق ان کو خدا میں اور پتھر میں
کہ رکھے تین سو اور ساٹھ بُت اللہ کے گھر میں

عرب میں جس قدر انسان تھے اُن سے سوا بُت تھے
یہ خلقت تھی خُدا کی اور خلقت کے خُدا بُت تھے

جُدا اِک اِک خُدا تھا ہر قبیلے ہر گھرانے کا
کوئی بُت فتح پانے کا کوئی بُت بھاگ جانے کا

جاہلیّت کے میلے
یعنی بازارِ عُکاظ پر ایک نظر

یہاں پر کھینچ کر ہلکا سا نقشہ اُن کے میلوں کا
دکھا دوں حال بے دینی کا جھگڑوں کا جھمیلوں کا

حدودِ مکّہ سے دس کوس پر چھوٹا سا میداں ہے
جہاں خیمے لگے ہیں جمع اِک انبوہِ انساں ہے

Marfat.com

عرب کے لوگ اس انبوہ کو بازار کہتے ہیں   برس کے بعد آکر اس جگہ کچھ روز رہتے ہیں
بنو کلب و بنو نہد و بنو تغلب، بنو کندہ   بنو اوس و بنو خزرج، بنو دوس و بنو عذرہ
بنو لخم و بنو مزحج، بنو طے و بنو اسلم   جہنیہ اور خزاعہ اور بجیلہ اور بنو خثعم
یہ قحطانی قبائل دور سے میلے میں آئے ہیں   سب اپنے اپنے بچوں بیویوں کو ساتھ لائے ہیں
ہوازن اور عدنان اور غطفان اور اعصر بھی   غنی بھی باہلہ بھی عبس بھی ذبیان و عامر بھی
قریش و سعد و نضر و کعب و مرہ بھی فزارہ بھی   بنی تیم و بنی عدی، سلول و آل قارہ بھی
یہ عدنانی قبائل اور شاخیں بھی سبھی ان کی   عرب کی سرزمین خشک اب تک ملک ہے جن کی
جوان و پیر و مرد و زن یہاں آئے ہوئے ہیں سب   غرور و عجب سے چہروں کو چمکائے ہوئے ہیں سب
تمازت سے بچانے کو کھڑے ہیں جا بجا خیمے   زمیں کے جسم پر یہ سوز کے چھالے ہیں یا خیمے
حجازی بدوؤں نے کالے کمبل تان رکھے ہیں   کھڑے ہیں اونٹ بھی اور ساتھ ہی سامان رکھے ہیں
یمن نجد و عراق و شام کے سوداگر آئے ہیں   پکھالیں، کملیاں، ستو کھجوریں ساتھ لائے ہیں
کوئیں ہیں چند نخلستاں ہیں جن کے گرد میلا ہے   گرے پڑتے ہیں پانی کیلئے لوگوں کو ریلا ہے

جوانانِ عرب کیا اینڈتے پھرتے ہیں راہوں میں
دِلوں کے ولولے ڈوبے ہوئے ہیں سب گناہوں میں

ہزاروں نیم عریاں عورتیں ہر سمت پھرتی ہیں
نہ گھر میں آئے کے مردانِ کو تو خود حیا کے گھرتی ہیں

قبائل کے جو ہیں سردار پتلے ہیں رعونت کے
عیاں ہیں اُن کے ہر انداز سے انداز نخوت کے

کمر سے نیچے ہیں تہبند باقی جسم ننگے ہیں
وجاہت پر مگر تکرار ہے، جھگڑے ہیں دنگے ہیں

ہیں ایسے مرد بھی ان میں کہ منہ پر ہے نقاب اُن کے
حیا اُن کی نرالی ہے انوکھے ہیں حجاب اُن کے

کمر سے کھول کر تہبند گھٹنوں پر لپیٹے ہیں
نہیں کچھ ستر کی پروا کہ یہ آدم کے بیٹے ہیں

شرابیں پی رہے ہیں اور قے بھی کرتے جاتے ہیں
شکم میں اور دامن میں نجاست بھرتے جاتے ہیں

دوشیزہ لڑکیاں مردوں کے آگے دف بجاتی ہیں
نشے میں جھومتی ہیں ناچتی ہیں اور گاتی ہیں

ذراسی بات پر تلوار کھنچ جاتی ہے آپس میں
غضب کا شور و غوغا ہے کہیں گالی کہیں قسمیں

جاہلیّت کی عبادت

سرِ شام اس سیہ کاری کا دامن اور بڑھتا ہے
شرابِ عیش پر دیوانگی کا رنگ چڑھتا ہے

Marfat.com

صَدائیں سیٹیوں کی اور گھڑیالوں کی آتی ہیں | عبادت کیلئے اِن بیوقوفوں کو بُلاتی ہیں
مُثنّے اپنے بُت کا ہر قبیلہ ساتھ لایا ہے | یہ مٹی کے خدا ہیں ان کو گہنوں سے سجایا ہے
بتوں پر اونٹ بکرے آدمی قربان ہوتے ہیں | غریب ان پتھروں کے واسطے بیجان ہوتے ہیں
قریش اپنے ہبل کا اِک مُثنّیٰ لے کے آئے ہیں | اسی کے گرد اُن لوگوں نے خیمے بھی لگائے ہیں
بٹھا رکھا ہے پتھر کے خُدا کو ایک پتھر پر | کھڑے ہیں گرد اُس کے اہل مکہ ساکت و ششدر
بھجن گاتی ہیں جاہل عورتیں اور دف بجاتی ہیں | بہا کر اونٹ کا خُون اپنی قربانی چڑھاتی ہیں
وہ دیکھو دے رہی ہیں خُون کے چھینٹے عزیزوں پر | وہ چھڑکا جا رہا ہے خُون ہی کھانے کی چیزوں پر
وہ دیکھو سب اسی پتھر کے آگے سر جُھکاتے ہیں | جبیں پر کالے کالے خون کے ٹیکے لگاتے ہیں
بپا ہے وحشیانہ سیٹیوں کا شور ہر جانب | عقیدت دیکھئے ہے چیخنے پر زور ہر جانب
پُجاری چیختے ہیں، ناچتے ہیں، گھنٹ بجتے ہیں | پرستش ہے یہی ان کی جسے مذہب سمجھتے ہیں
اُچھلتے کودتے سب لوگ گرد اس بت کے پھرتے ہیں | ہر اِک چکر کے بعد اِک بارگی سجدے میں گرتے ہیں
قبائل محو ہیں اس لعنتی طرزِ عبادت میں | یہ میلہ کُلہم ڈوبا ہوا ہے بحرِ لعنت میں

Marfat.com

یہ نقشہ دیکھ کر سورج نے آنکھیں بند کر لی ہیں
زمیں نے ہر طرف تاریکیاں دامن میں بھر لی ہیں

شاعری کے بُرے پہلو

اکھاڑا شاعری کا دیدنی ہے ان جھمیلے میں
کہ اکثر لوگ اسی کے واسطے آئے ہیں میلے میں

جوان و پیر و مرد و زن ہیں یک جا ہر قبیلے کے
بڑے ٹھسّے سے ہیں بیٹھے ہوئے افسر قبیلے کے

یہاں بوڑھے جوانوں سے زیادہ تن کے بیٹھے ہیں
جواں بھی کم نہیں مدِ مقابل بن کے بیٹھے ہیں

حسینہ عورتیں بیٹھی ہوئی نخرے دکھاتی ہیں
یہ اپنے شوہروں اور آشناؤں کو لبھاتی ہیں

تبسّم ہے کہ بجلی ہے نگاہیں ہیں کہ چھُریاں ہیں
حیا کیسی کہ آدھے سے زیادہ جسم عُریاں ہیں

یہ عشوے اور غمزے مرد ہی ان کو سکھاتے ہیں
حیا و شرم کے جوہر یہ ظالم خود مٹاتے ہیں

ہزاروں نازنیں آنکھیں حیاداری سے خالی ہیں
نقاب افگندہ ہیں ان میں جو طبعاً شرم والی ہیں

غرض یہ سب کے سب گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں میداں کو
مزے سے سُن رہے ہیں شاعروں کے سوز و حرماں کو

قبیلے اپنے اپنے شاعروں پر ناز کرتے ہیں
قصائد اپنی اپنی شان میں سُن کر بپھرتے ہیں

Marfat.com

وہ اُٹھ کر ایک شاعر برسرِ میداں آیا ہے | خود اپنی شان میں پورا قصیدہ کہہ کے لایا ہے
"قبیلہ میرا ایسا ہے میں خود ایسا ہوں ویسا ہوں | میں چاندی ہوں میں سونا ہوں میں دھیلا ہوں میں پیسہ ہوں
فلاں ابنِ فلاں ہوں اس لیے یکّا دلاور ہوں! | تخیل ہے مرا خونیں سمندر میں شناور ہوں
بہت سی عورتوں سے عشق بازی کر چکا ہوں میں | اب اس پر مر رہا ہوں پہلے اُس پر مر چکا ہوں میں
فلاں کی اور فلاں کی عصمتیں میں نے بگاڑی ہیں | یہ سب بستی ہوئی آبادیاں میں نے اُجاڑی ہیں
یہ عورت مجھ پہ مرتی ہے وہ عورت مجھ سے ڈرتی ہے | یہ مجھ سے ملتفت ہے اور وہ پرہیز کرتی ہے
میں اِس کو چھوڑ دوں گا اور اُسے قابو میں لاؤں گا | بغیرِ وصل دہنے ہاتھ سے کھانا نہ کھاؤں گا
وہ پتھر بھی خدا میرا یہ پتھر بھی خدا میرا | وہ مجھ کو پالنے والا ہے یہ حاجت روا میرا"
غرض یہ شاعری کھلا کے شاعر بیٹھ جاتا ہے | تو پھر اک دوسرا آتا ہے اور سکّہ جماتا ہے
بہا دیتا ہے سوکھے دشت میں دریا فصاحت کے | دکھا دیتا ہے نقشے کھینچ کر اپنی حماقت کے
یہ شاعر اس طرح جن عورتوں کے نام لیتے ہیں | جنہیں فحش و زناکاری کے یوں الزام دیتے ہیں

[1] امراء القیس کے قصائد دیکھیے۔

مزا یہ ہے کہ اُن میں سے یہیں موجود ہیں اکثر — پھر اُن میں بعض شوہر دار ہیں اور بعض بے شوہر

وہ سب بیٹھی ہوئی ہنستی ہیں اِس افشاءِ حالت پر — کوئی ذلت کا دھبّہ ہی نہیں گویا شرافت پر

ذرا کچھ آنکھ شرمائی تو اس نخرے سے شرمائی — بھری محفل میں گویا حُسن و خوبی کی سند پائی

غرض شاعر پہ شاعر باری باری آئے جاتا ہے — زبانِ گرم سے بزمِ سخن گرمائے جاتا ہے

کوئی اترا رہا ہے آبِ خنجر کی روانی پر — کوئی اکڑا ہوا ہے اپنے فخرِ خاندانی پر

کسی کو فخر ہے اپنی شجاعت پر سخاوت پر — کسی کو ناز ہے اپنی فصاحت پر بلاغت پر

کوئی کہتا ہے ہم نے رہزنی میں نام اُچھالا ہے — کوئی کہتا ہے ہم نے عشق کو سانچے میں ڈھالا ہے

کوئی کہتا ہے ہم سفاک ہیں ظالم ہیں قاتل ہیں — کوئی کہتا ہے ہم بیکار ہی رہنے میں کامل ہیں

بتاتا ہے کوئی تعداد لونڈی اور غلاموں کی — "وہ لڑکا اتنے داموں کا یہ لڑکی اتنے داموں کی"

یہ طرزِ خودستائی اک زمانے سے نرالی ہے
یہ ہے اُس ڈھول کی آواز جو اندر سے خالی ہے!

Marfat.com

میلے میں جنگ کا آغاز

یہ محفل گرم تھی لیکن یہاں اک اور گل پھولا
اُٹھا شور اک طرف سے شاعر اپنی داستاں بھولا

پڑی اُفتاد کوئی ہوگئی بزمِ سخن برہم!
کوئی طوفان اُٹھا جس نے کردی انجمن برہم

جمے تھے کان ان کے شاعروں کی داستانوں پر
مغلظ گالیاں کیوں آگئیں ان کی زبانوں پر

یہ کیوں گالی گلوچ اور مار دھاڑ آپس میں ہوتی ہے
یہ عورت کون ہے، کیوں پیٹتی ہے اور روتی ہے

یہ کیوں اُٹھی ہے خلقت تیغِ خوں آشام لے لے کر
پکارے جا رہے ہیں کیوں قبیلے نام لے لے کر

نظر آتی ہیں کیوں ہر سمت تلواریں ہی تلواریں
یہ کس کو مار ڈالا رُخ کیونکر ہوگئیں دھاریں

سبب اس برہمی کا کچھ نہیں کھلتا خدا جانے
یہ باہم جنگ کیوں کرنے لگے ہیں اُٹھ کے دیوانے

سبھی اُلجھے ہوئے ہیں کون سنتا کون کہتا ہے
مگر لاشوں پہ لاشیں گر رہی ہیں خون بہتا ہے

کوئی اتنا نہیں جو اس لڑائی کا سبب پوچھے
فروزاں کیوں ہوئی یہ آتشِ قہر و غضب پوچھے

کسی پر چل گیا خنجر کسی پر چل گیا بھالا
گرا جو زخم کھا کر اُس کو قدموں نے کچل ڈالا

Marfat.com

فغاں ہے شور ہے چیخیں ہیں شوریدہ نوائی ہے
بتوں کی منتیں ہیں اور بھوتوں کی دہائی ہے

لہو سے اس زمیں کا نامۂ اعمال دُھلتا ہے
بہت سے کُشت و خوں کے بعد آتا حال کھلتا ہے

کہ اِک لڑکی نقاب اوڑھے ہوئے بیٹھی تھی بیچاری
ودیعت تھی جسے فطرت کی جانب سے حیاداری

شرارت کیلئے تاکا اُسے عیاش لڑکوں نے
اُسے دُھوکے سے ننگی کر دیا اوباش لڑکوں نے

بہت سے لوگ بیٹھے تھے کسی نے بھی نہیں روکا
لگے ٹھٹھا اُڑانے جب وہ لڑکی کھا گئی دھوکا

مفر کی اُس بیچاری کو نہ جب صورت دکھائی دی
تو لڑکی نے وہیں اپنے قبیلے کی دہائی دی

دُہائی سُن کے لڑکی کے لواحق طیش میں آئے
چمک تلوار کی دیکھی تو وہ لڑکے بھی گھبرائے

بچاؤ کی کوئی صورت نہ سوجھی ان رذیلوں کو
تو گھبرا کر پکار اُٹھے شریر اپنے قبیلوں کو

صدا سنتے ہی اُن کے لوگ بھی دوڑے ہوئے آئے
گھٹاؤں کی طرح دونوں طرف کے جوش ٹکرائے

اُٹھا اب خنجروں کی بجلیوں میں جوشِ بیداری
لگے سر کٹ کے گرنے خون کی بارش ہوئی جاری

پڑی بنیاد جب ان دو گھرانوں میں لڑائی کی
تو لازم تھا کوئی کوشش کرے ان میں صفائی کی

۱؎ یہ جنگ فجار ثانی کہلاتی ہے۔ یہ بنی عامر اور بنی کنانہ میں شروع ہوئی اور بعد ازاں سب کے سب قبائل کوئی اِدھر کوئی اُدھر شامل ہو کر مدتوں لڑتے رہے۔

Marfat.com

مگر ان کی شریعت اور تھی جس پر یہ تھے عامل
کہ سب کے سب قبیلے ہو گئے اس جنگ میں شامل

کوئی اس کی حمایت میں کوئی اُس کی حمایت میں
رہیں گے اب یہ سب مشغول جنگِ جاہلیت میں

یہ سارے خود کو اسمٰعیل کی اولاد کہتے ہیں
مگر ہم تو انہیں مادر پدر آزاد کہتے ہیں

اِس عہد میں دُنیا بھر کی عام حالت

ہندوستان

عرب سے بھی زیادہ حال تھا بدحال دنیا کا
کہ سرِ ابلیس کے رستے میں تھا پامال دنیا کا

مگر تھا گلشن ہندوستان جنت نشاں بن کر
یہاں بھی موت چھائی ایک دن فصلِ خزاں بن کر

دکھائے تھے بہت کچھ آریوں نے گیان کے جلوے
بہت چمکے تھے رام اور کرشن سے ایمان کے جلوے

Marfat.com

یہ ہادی تھے مگر ان کو خدا کہنے لگے ہندو
نر و مادہ کو دیوی[1] دیوتا کہنے لگے ہندو

حکومت آ گئی ایسے ستمگاروں کے ہاتھوں میں
ہوئے تقسیم انساں اونچی نیچی چار ذاتوں میں[2]

غلط سمجھے یہ بدھی مان گوتم کی بشارت کو
بلائے بت پرستی نے کیا برباد بھارت کو

اُجاڑا وام مارگ[3] پنتھ نے ایمان کا گلشن
سیہ کاری نے پھونکا دھرم کا گن گیان کا گلشن

نظر میں گھٹ گئی کچھ اس طرح انساں کی قیمت
کہ عصمت بن گئی ہر عیش کے سامان کی قیمت

چین

ہوئی برباد کنفیوشس[4] کی وہ تہذیب آئینی
جہالت سے شکستہ ہو گئی ہر لعبتِ چینی

---

[1] ہندوستان کے ایرین ایسے وہم پرست ہو گئے۔ کہ مخلوق میں سے کوئی چیز ایسی نہ رہی جس کو انہوں نے نہ پوجا ہو۔

[2] برہمن سب سے افضل ان سے اتر کر چھتری۔ ان سے گھٹیا ویش۔ اور تینوں سے گھٹیا شودر۔ آخر الذکر ایسے بدنصیب کہ ہندو مذہب ان کو جینے کا حق بھی نہیں دیتا۔ حتیٰ کہ جس زمین پر اوپر کی تین قومیں چلتی پھرتی ہوں شودر کا سایہ بھی پڑ جائے۔ تو وہ زمین گویا ناپاک ہو گئی۔

[3] خود ہندو محققین یہ کہتے ہیں کہ ویدک مذہب میں خرابیاں پیدا کرنیوالے وام مارگی ہیں ان لوگوں نے مذہب کی آڑ میں بدمعاشیوں اور فواحش کو رواج دیا اور دیوی دیوتاؤں کے ایسے قصے گھڑے جن سے ان کے لئے حرامکاری کا جواز ثابت ہو۔

[4] کنفیوسس چین کا ایک بہت بڑا مصلح مسیح سے کچھ مدت پہلے گزرا ہے۔

Marfat.com

گرے غش کھا کے چینی بُدھ کی تصویر کے آگے
حوادث نے جگایا بھی مگر اب تک نہیں جاگے

ایران

متاعِ فارس کو آتشکدوں[1] نے خاک کر ڈالا
یہ پاک آتش مِلی ایسی کہ قصہ پاک کر ڈالا

سکندر کی چلی آندھی گلستانِ جم و کے پر
تباہی چھا گئی ایران پر توران پر رے پر

رہی اس قتل گہ میں خونِ انسانی کی ارزانی
کیانی ظالموں سے بڑھ کے نکلی آلِ سامانی

مٹے اس ملک میں انسانیت کے عام جوہر بھی
کہ گھر میں ڈال لیتے تھے مجوسی اپنی دختر بھی

یورپ

فرنگستان میں ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا
یہاں بھیڑیں تھیں جن کو بھیڑیوں نے آکے گھیرا تھا

---

[1] موجودہ زمانہ کے پارسی اب بھی آگ کو خدا کا سب سے بڑا مظہر سمجھتے ہیں۔ اس مذہب کی ابتدا زرتشت سے ہوئی۔ پارسیوں کا عقیدہ ہے کہ زرتشت مسیح سے تیرہ سو برس پہلے شہر رے یا ارمیاہ میں پیدا ہوا تھا۔ زرتشت اگرچہ مذہب توحید کا مبلغ تھا۔ لیکن اس کے ماننے والوں نے اس کی تعلیم کو مسخ کر کے یزدان واہرمن دو خداؤں کی پرستش شروع کی چونکہ یزدان کو روشنی کا منبع خیال کیا جاتا تھا۔ اس لئے آگ کی تعظیم کرنے لگے۔ اور آخر کار آگ ہی کے پجاری بن گئے۔

وہ رومانی[1] حکومت اِک جہاں میں دھوم ہے جس کی
ہیں تہذیبِ عریاں آج بھی معلوم ہے جس کی

وہ شیطانی تمدّن وہ گنہ کا آخری مامن
وہ شہرِ پومپی آئی یعنی ظلم و جور کا مسکن

وہی رفعت گناہوں نے جسے پستی پہ دے مارا
کرو اِس آخری شب کا مری آنکھوں سے نظّارا

شہرِ پومپی آئی کی آخری رات

سیاہی بن کے چھایا شہر پر شیطان کا فتنہ
گناہوں سے لپٹ کر سو گیا انسان کا فتنہ

پناہیں حسن نے پائیں سیہ کاری کے دامن میں
وفاداری ہوئی روپوش ناداری کے دامن میں

میسّر ہیں زری کے شامیانے خوش نصیبی کو
اُڑھادی سایۂ دیوار نے چادر غریبی کو

مشقت کو سکھا کر خوبیاں خدمت گذاری کی
ہوئیں بے خوف بے ایمانیاں سرمایہ داری کی

لیا آغوش میں پھولوں کی سیجوں نے امیری کو
بچھایا خاک ہی نے کردئے آسن فقیری کو

تڑپنا چھوڑ کر چپ ہو چکے جی ہارنے والے
مزے کی نیند سوئے تازیانے مارنے والے

---

[1] رومن ایمپائر۔

غلامی بیڑیوں کے بوجھ سے بے دم ہوئی آخر
وہ رومانی وہ جسمانی عقوبت کم ہوئی آخر

ہوئے فریادیوں پر بند ایوانوں کے دروازے
کہ خود محتاجِ درباں ہیں جہانبانوں کے دروازے

اسی انداز سے جاسوئی غفلت بادشاہوں کی
سرور و کیف بن کر چھا گئیں نیندیں گناہوں کی

شرابیں ختم کر کے ہو گئے خاموش ہنگامے
بالآخر نیند آئی سو گئے پر جوش ہنگامے

تھما جب زندگی کا جوش پرخاشِ اجل جاگی
عمل کو دیکھ کر مدہوش پاداشِ عمل جاگی

اُٹھایا موت نے پتھر جہنّم کے دہانے سے
جہاں آتش کا دریا کھولتا تھا اِک زمانے سے

بلندی سے تباہی کے سمندر نے کیا دھاوا
چٹانوں کے جگر سے پھوٹ نکلا آتشیں لاوا[1]

دکھا دی آگ ایوانوں کو مظلومی کی آہوں نے
اُٹھائے شعلہ ہائے آتشیں بیکس نگاہوں نے

اُٹھیں مختار بن کر بے کسی کے خون کی موجیں
حصارِ مرگ نے محصور کر لیں جنگجو فوجیں

---

[1] آتشیں پہاڑ جب آتش فشانی پر اُتر آتے ہیں تو ان کے دہانے سے گندھک اور بعض اور دھاتیں پگھلی ہوئی نکلتی ہیں۔ یہ آتشیں سیلاب جو چیز سامنے آئے۔ اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے اس کو لاوا کہتے ہیں۔

Marfat.com

نہ حُسن و عشق نے پائی اماں قہر آلہٰی سے — دبی پاداش امیری سے فقیری سے نہ شاہی سے

ستاروں کی نگاہوں نے دھواں اُٹھتا ہُوا دیکھا
مگر خورشید نے کچھ بھی نہ مٹی کے سوا دیکھا[1]

اہلِ یورپ عیسائی ہو جانے کے بعد

وہ رومانی کہ جن کی دھاک سے افلاک ڈرتے تھے — جو شہروں کو جلا کر ایک دم میں خاک کرتے تھے

خود اُن کے شہر کا جلنا نمونہ تھا یہ عبرت کا — یہ قدرت کی طرف سے تازیانہ تھا نصیحت[2] کا

مگر یہ لوگ باز آئے نہ ظلم و جور سے ہرگز — کوئی راحت نہ پائی دہر نے اس دور سے ہرگز

---

[1] فَاَصْبَحُوْا لَا تَرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ (القرآن) — پس وہ ایسے ہو گئے کہ اُن کے برباد شدہ مسکنوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

[2] وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ (القرآن) — کتنی قومیں ہلاک ہو گئیں جو اِن سے زیادہ مضبوط تھیں انہوں نے شہروں کو چھان ڈالا تھا۔ (پھر) ہے کوئی بھاگنے کی جگہ۔

یہ پیرو ہو گئے آخر مسیحِ ابنِ مریم کے　　تو لازم تھا کہ اُن کے دل میں نورِ ایمان کا چمکے[۱]
مگر یہ سب پجاری بن گئے تصویرِ عیسیٰ کے　　رکھا مریم کا بُت بھی ساتھ ہی اندر کلیسا کے[۲]
اندھیرا شرک کا ان مشرکوں کی عقل پر چھایا　　کہ عیسیٰ کو خدائے پاک کا فرزند ٹھہرایا
بدل دی سربسر انجیل کی تعلیم قصوں میں　　خدا کو کر دیا تقسیم پورے تین حصوں میں
خدا۔ روح القدس۔ عیسیٰ یہ تین ان کے خدا ٹھہرے　　جفا و ظلم ان کی زندگی کا مدعا ٹھہرے[۳]
یہی مذہب مسلط ہو گیا یورپ کے خطے پر　　اسی کے سامنے مصر و حبش نے بھی جھکایا سر[۴]

۱؎ دینِ عیسوی اپنے ابتدا ہی میں بدعتوں کی خلل اندازی سے مسخ ہو گیا تھا۔ پولوس یا سینٹ پال نے یونان اور روم کے شہروں میں پھر پھر کے دینِ مسیحی کو مشرکین کے عقائد کے قالبوں میں ڈھالا اور پھیلانا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت جلد جوپیٹر اور زیوس دیوتاؤں کو ماننے والے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا یعنی ابن اللہ کہنے اور خدا کی خدائی کا شریک اور منتظم ماننے گردانے لگے۔

۲؎ رومن کیتھلک عیسائی اب تک گرجوں میں مسیح کی تصویر کو پوجتے ہیں۔ اور ان کے کئی فرقے ایسے ہیں جو خدا اور مسیح کی والدہ حضرت مریم کے پرستار ہیں۔ اور نعوذ باللہ ان کو خدا کی بیوی کہتے ہیں۔

۳؎ ۳۲۵ء میں قسطنطین اعظم شہنشاہ روم نے یہی پولس کا سکھایا ہوا دین عیسوی قبول کیا۔ اور خود عیسائی مورخین اس امر کے قائل ہیں کہ اس نے اس دین کو بزور شمشیر پھیلانے کی ابتدا کی۔

۴؎ یہ ابی سینا چوتھی صدی مسیحی میں ہوا۔

Marfat.com

یہ فتنے جب مسیح ناصری کے نام پر جاگے — یہودی ان سے تنگ آئے تو پھر کنعان سے بھاگے

ہوئے قابض زمین شام پر شاہان یونانی — مقابل ہو گئے آتش پرستوں کے یہ نصرانی[1]

لڑائی چھڑ گئی ایرانیوں کی اہلِ یوناں سے — جہانداری کی اس بازی نے بدلے بارہا پانسے

کبھی نصرانیوں کی فتح گہ آتش پرستوں کی — یہ جنگ اک موت تھی گویا غریبوں زیر دستوں کی

یہودیوں کی عام حالت

یہودی قوم کی حالت کا قصہ سن چکے ہو تم — سر ان لوگوں کی نافرمانیوں پر دھن چکے ہو تم

یہ سب راندے گئے ٹھکرا کے عیسیٰ کی منادی کو — یہ سولی پر چڑھانے لے گئے اس پاک ہادی کو

صحائف میں جہاں موقع ملا تحریف کر ڈالی — یہودی قوم کی ہر صفحہ پر تعریف کر ڈالی

رہے برباد دنیا میں ملامت کا پھل ان کو — وطن سے بے وطن کرتے رہے ان کے عمل ان کو[2]

---

[1] چھٹی صدی عیسوی میں یہ جنگ زوروں پر تھی۔

[2] ؟ ابراہیمی میں یہودی کنعان میں آباد ہوئے۔ اس سے پہلے وہ فراعنہ مصر کی غلامی میں تھے۔ موسیٰؑ نے ان کو وہاں سے آزادی دلوائی تھی۔ مگر ان لوگوں نے حضرت موسیٰ کا حکم نہ مانا۔ اور خدا کے معتوب ہو کر (باقی بر صفحہ ۹۸)

Marfat.com

پراگندہ ہوئے آخر فرنگ و مصر و بربر میں
عرب میں آ بسے کچھ ارضِ یثرب اور خیبر میں
مگر فتنے اٹھانا بس گیا تھا ان کی فطرت میں
دغا مکر و فریب احساں فراموشی تھی خصلت میں
بیاں کر دی ہے میں نے مختصر حالت زمانے کی
یہاں سے ابتدا ہوتی ہے اب میرے فسانے کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) عرب کے بیابانوں میں بھٹکتے رہے تھے۔ پھر جب یہ کنعان میں آباد ہوئے تو خدا نے ان پر فضل کیا اور داؤد اور سلیمان جیسے عظیم الشان پیغمبر اور بادشاہ نصیب ہوئے۔ جنہوں نے بیت المقدس تعمیر کرایا۔ جو کعبہ کے بعد دوسرا بیت اللہ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد اُن کے بیٹے رجعام سے یہود کے دس قبیلوں نے بغاوت کی۔ اور مصر کے ایک حاکم یپام کو حاکم بنایا۔ اس نے یہود میں پھر بُت پرستی رائج کر دی۔ پھر سیق بادشاہ مصر نے بیت المقدس اور یروشلم کو لوٹا۔ اور ساری دولت مصر لے گیا۔ کنعان کے یہود چند ریاستوں میں تقسیم ہو گئے سنہ ۱۲۰ ابراہیمی میں بخت نصر بادشاہ بابل نے بیت المقدس فتح کیا۔ اور آگ لگا دی اور یہودیوں کو پکڑ کر بابل لے گیا۔ ستر سال یہودی بابل میں رہے۔ اپنی زبان اپنی کتاب دونوں گنوا دیں۔ عبرانی زبان کا گویا خاتمہ کر دیا۔ آخر ایران کے بادشاہ فورس نے اُن کو آزاد کرایا۔ اور پھر یہ یروشلم میں آباد ہو گئے۔ لیکن ان میں بُت پرستی اور افعال شنیعہ کی ایسی کثرت ہو گئی کہ ان کا پنپنا دشوار تھا۔ رومن حکومت مدتوں ان پر متصرف رہی۔ آخر کار مسیحیوں کا غلبہ ہوا اور یہ ان کے ہاتھوں بالکل اُجڑ گئے۔

Marfat.com

ساقی نامہ

فضاؤں پر مسلط لشکرِ جنات ہے ساقی
قیامت خیز طوفاں ہے اندھیری رات ہے ساقی

اُٹھی ہے لعنتِ تہذیبِ نو سیلاب کی صورت
ہے جس کے حلقۂ ہر موج میں گرداب کی صورت

تلاطم خیز موجیں ہیں گناہوں کے تھپیڑے ہیں
الٰہی خیر ہو ایمان کے کمزور بیڑے ہیں

ہوائے شیطنت کمزور بیڑوں کو ڈبوتی ہے
مگر اولادِ آدم تختۂ غفلت پہ سوتی ہے

میں انسانوں کو اس طوفانِ ذلت سے بچاؤں گا
میں ان سوئے ہوئے شیروں کی غیرت کو جگاؤں گا

وہی ضیغم جو تیرہ سو برس پہلے دہاڑے تھے
وہی پنجے جو حق نے سینۂ باطل میں گاڑے تھے

مجھے اُن کو اُٹھانا ہے مجھے اُن کو جگانا ہے
پرانی گونج سے غوغائے باطل کو مٹانا ہے

پلا ساقی پلا وہ شعلۂ صہبائے ایمانی
کہ اُڑ جائیں دھواں بن کر وساوسہائے شیطانی

دہانِ خامہ میں ٹپکا وہ بادہ اپنے ساغر سے
کہ جس کا قطرہ قطرہ تازیانوں کی طرح برسے

Marfat.com

شراب معرفت کا از سرِ نو جام بھر ساقی
رگوں میں پھر پرانا آتشِ اسلام بھر ساقی

پلا مجھ کو پلا ساغر اُسی صہبائے وحدت کا
کہ جس کی موج سے مُنہ پھیر دوں ہر فوجِ کثرت کا

مئے توحیدِ کہنہ کا اُٹھا سربستہ خم ساقی
سُنا مردہ دلوں کو پھر وہی آوازِ قُم ساقی

مری فطرت کو ساقی بے نیازِ دو جہاں کر دے
پیالہ سامنے دھر دے، قلم میں زندگی بھر دے

زمانے میں نہیں مقصود میرا جُز خدا کچھ بھی
مرے مُنہ سے نہ نکلے گا صداقت کے سوا کچھ بھی

بابِ سوّم

پیغمبر آخر الزّمانؐ کی ولادت سے قبل کا زمانہ

غلبۂ باطل اور شیطان کا غرور

اندھیرا چھا چکا جب ظلم کا دنیائے ہستی پر
ہُوا شیطان مسلّط ہر بلندی اور پستی پر

پہاڑوں پر چڑھا شیطان زمیں پر اِک نظر ڈالی
نظر آئی اُسے ہر مملکت ایمان سے خالی

بہت ہی خوش ہوا نازو تکبّر عود کر آیا
ہنسا اور فخر کے کلمے زبانِ نجس پر لایا

کہ مَیں ہوں مَیں ہی میں ہوں بادشہ اقصائے عالَم کا
مرے قدموں کے نیچے تخت ہے اولادِ آدم کا

Marfat.com

زمیں کو چار جانب سے مری ظلمت نے گھیرا ہے — مرے دامن کے نیچے اب اندھیرا ہی اندھیرا ہے
یہی انسان ہے، کیا وہ اسی انساں کا ڈر تھا؟ — ازل میں سامنے جس کے مرا جُھکنا مقدّر تھا
مرے قدموں پہ ہے اب جو مرے سجدہ کا طالب تھا — ابد تک میں ہی غالب ہوں ازل کے دن یہ غالب تھا
اگر میں راندۂ درگاہِ باری ہوں تو یہ بھی ہے — اگر میں قابلِ دوزخ ہوں ناری ہوں تو یہ بھی ہے
یہ کہکر تن گیا منحوس پر پھیلا دئے اپنے — مُریداور چیلے چانٹے نام شیطاں کا لگے جپنے

پیغمبر آخر الزّماں کے والد عبداللہ کا بیان

زمیں سے آسماں تک واقعی گہری سیاہی تھی — کہ جرمِ ماہ بے شاہی اُسی کی تا بماہی تھی
یکایک جا پڑیں اُس کی نگاہیں سنگِ اسود پر — ہوا لرزہ سا طاری شیطنت پر فطرتِ بد پر
یہ یتّھر مرکزِ عالم کا اِک ثابت ستارا تھا — اسے جنّت سے حق نے ساتھ آدم کے اُتارا تھا
قریبِ سنگِ اسود اک جوانِ ہاشمی دیکھا — گروہِ ابنِ آدم میں نرالا آدمی دیکھا!
نظر آیا کہ اُس کے گرد ہے اک نور کا ہالا — زمیں پر جس کے باعث ہے فروغِ عالمِ بالا

Marfat.com

وہی نورِ ازل معصوم چہرے سے ہویدا ہے
ازل سے جاہ و دانی کامرانی جس پہ شیدا ہے

غرض اُس نوجواں کو دیکھ کر شیطان تھرّایا
جھلک ایمان کی دیکھی تو بے ایمان تھرّایا

زمیں ہلنے لگی کم بخت ایسے زور سے کانپا
ہُوا اس پر جواں کا رعب غالب ماجرا یہ تھا

کہ عبدالمطلب کا نوجواں فرزند عبداللہ
دعا کے واسطے آیا ہُوا تھا نزدِ بیت اللہ

اُٹھا رکھی تھی سوئے آسماں پُرنور پیشانی
فلک تک ایک عالم ہو رہا تھا جس سے نورانی

نظر آتا تھا اس لڑکے میں جوہر آدمیّت کا
ڈرا شیطاں سمجھ میں آگیا مقصد مشیّت کا

دلِ ناپاک سے بُغض و حسد کا اِک دھواں اُٹھا
جگہ سے اپنی مثلِ شعلۂ آتش فشاں اُٹھا

اٹھا غصے میں اور اِس نوجواں سے جنگ کی ٹھانی
ستمگر نے خدا کی آج بھی قوت نہ پہچانی!

لگا اِک وسوسہ بن کر جواں کے گرد منڈلانے
کہ اس کی شیطنت کو کوئی جانے اور نہ پہچانے

رہا کچھ دیر تک شیطان اپنی سعیِ باطل میں
نہ داخل ہو سکا لیکن یہ عبداللہ کے دِل میں

کہ تھا فضلِ خدا ہر دم شریکِ حالِ عبداللہ
نبیؐ کا سایۂ اقبال تھا اقبالِ عبداللہ

Marfat.com

بنتِ مرّ الخثعمیّہ اور شیطان

طوافِ کعبہ کر کے نوجواں جب شہر کو لوٹا
توشیطاں اُس سے پہلے جانبِ مکّہ چلا آیا

یہاں پر بنتِ مُرّ الخثعمیّہ[۱] اِک حسینہ تھی
حسینہ تھی مگر اطوار و عادت میں کمینہ تھی

یہ پہلے سے جمال و حُسنِ عبداللہ پہ مرتی تھی
مگر عرضِ تمنّا کر نہیں سکتی تھی ڈرتی تھی

اچانک ہو گیا اُس پر مسلّط رنگِ شیطانی
رگوں میں بے حیائی بن کے دوڑا خونِ حیوانی

اُدھر سے آ رہا تھا وہ جوانِ پاک سیرت بھی
جسے آنکھیں جھکا کر شہر میں چلنے کی عادت تھی

۱ۃ رحمۃ للعالمین جلد دوم صفحہ ۱۰۶۔ سردار عبداللہ کی عفتِ نفس کا ایک واقعہ ابونعیم و خرائطی و ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت مرّ الخثعمیّہ نے ان سے اظہارِ محبت کیا اور اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے سو اونٹ کا عطیہ ان کو دینا چاہا۔ لیکن انہوں نے اس درخواست کے جواب میں یہ قطعہ پڑھ کر سنایا:۔

امّا الحرامُ فالممات دونَہٗ
والحِلّ لَا حِلَّ فاستبینَہٗ

فکیف الی الامر الذی تبغینَہٗ
یحمی الکریم عرضہ و دینَہٗ

ترجمہ:۔ فعلِ حرام کے ارتکاب کرنے سے تو مر جانا ہی اچھا ہے۔ حلال کو بیشک میں پسند کرتا ہوں مگر اس کیلئے اعلان ضروری ہے۔ تم مجھے بہکاتی اور پھسلاتی ہو مگر شریف انسان کو لازم ہے کہ اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرے۔

Marfat.com

ہوئی آکر اچانک اب وہ عورت راہ میں حائل — نکالیں منہ سے بے شرمی کی باتیں سخت لاطائل

کہا سو اونٹ لے لے اور مری جانب توجہ کر — شرابِ وصل کی خاطر گری ہوں تیرے قدموں پر

مرے گھر میں شرابِ ناب بھی موجود ہے پیارے — دراندازوں کا رستہ ہر طرف مسدود ہے پیارے

کہاں جاتا ہے آمل کر جوانی کے مزے لوٹیں — اندھیری رات میں جوشِ نہانی کے مزے لوٹیں"

حیا و شرم کے باعث اِدھر گردن خمیدہ تھی — اُدھر عورت وفورِ جوشِ خوں سے آبدیدہ تھی

اب اُس نے بے طرح دستِ جواں کو زور سے کھینچا — زبردستی اُٹھا کر لے ہی جائے گی اِسے گویا

سردار عبداللہ کی پاکیزگی

بدی کے جوش کو پایا جو یوں ایمان کا طالب — جوانِ ہاشمی کی شرم پر غصہ ہوا غالب

کراہت اور نفرت سے جھٹک کر ہاتھ عورت کا — زباں سے اِس طرح گویا ہوا پُتلا شرافت کا

کہ ہٹ جا دُور ہو کرتے نہیں اشراف کام ایسا — سمجھتا ہوں میں بدتر موت سے فعلِ حرام ایسا

اگر تو عقد کو کہتی تو شاید مان جاتا میں — مطابق رسمِ قومی کے تجھے بیوی بناتا میں

مگر تُو نے تو بے شرمی دکھائی اور بہکایا! | فریب و مکر سے مجھ کو گنہ کرنے پہ اُکسایا!
تری صُورت سے بھی ہے اب مجھے احساس نفرت کا | شریف انسان پہ لازم ہے بچانا دین و عزت کا
متانت سے کہا جو کچھ کہا جھڑ کا نہ دی گالی | فقط جاتے ہوئے مردانہ غصّے کی نظر ڈالی
دکھائی مرد نے جب اِس طرح کی شوکت ایماں | ہُوئی شرمندہ عورت پست ہو کر رہ گیا شیطاں
غرض اس حادثے کے بعد عبداللہ گھر پہنچا | سلامت لے کے ایماں کو پسر پیش پدر پہنچا
جلالِ ہاشمی سے مشتعل تھا چہرۂ انور | کہ اُس عورت کی گستاخی کا صدمہ تھا ابھی دل پر
پدر نے برہمی کا حال اُس سے پوچھنا چاہا | پسر چپ تھا کہ چپ رہنا ہی غیرت کا تقاضا تھا
کہا "بابا طبیعت آج گھبرائی ہُوئی سی ہے | اُداسی کی گھٹا دل پر مرے چھائی ہوئی سی ہے
اجازت ہو تو میں بہر شکار اِک دن چلا جاؤں | دلِ آبادی سے گھبرایا ہوا ہے اس کو بہلاؤں"
پدر بولا کہ "اے جانِ پدر اچھا چلے جانا | مگر دو اک مسلح خادموں کو ساتھ لے جانا
مجھے اکثر تمہاری جان کا رہتا ہے ڈر بیٹا | نہ جانے بات کیا ہے کیوں ہے یہ بیم و خطر بیٹا
وہاں دن بھر ٹھہرنا شام ہوتے گھر چلے آنا | جونہی سورج چھپے تم شہر کے اندر چلے آنا"

Marfat.com

شیطان اور یہودی

اِدھر اِن باپ بیٹوں میں تو یہ تقریر ہوتی تھی
شکارِ آہوانِ دشت کی تدبیر ہوتی تھی

اُدھر شیطان ناکامی پہ سر دُھنتا ہوا نکلا
خود اپنے دل سے لعنت کی صدا سنتا ہُوا نکلا

نظر دوڑائی ہر جانب بلندی پر کھڑے ہو کر
بھیانک تھا ڈراتا تھا پہاڑوں کا سیہ منظر

تھا آدھی رات کا عالم خموشی ہی خموشی تھی
اندھیرے کے سبب ہر گنہ کی عیب پوشی تھی

حرم سے فاصلے پر دامنِ کہسار کے اندر
نظر آئی اُسے اک روشنی سی غار کے اندر

مُسافر کچھ وہاں بیٹھے ہُوئے اُس کو نظر آئے
خیال آیا کہ شاید میرا مطلب ان سے بر آئے

اُڑا شیطان فوراً اس پہاڑی سے دُھواں بن کر
پہنچ کر اُس جگہ کچھ دیر ٹھہرا غار کے در پر

مُسافر تھے یہودی قوم کے یہ پانچ سوداگر
کہ چلتے جا رہے تھے شہرِ مکہ سے سوئے خیبر

یہاں ٹھہرے تھے شب کو، صبحدم پھر اُٹھ کے چلنا تھا
حجازی بدوؤں سے راہ کترا کر نکلنا تھا

پڑھے لکھے تھے باتیں کر رہے تھے قوم و مذہب کی
انہیں تورات میں بھی سُوجھتی تھی اپنے مطلب کی

Marfat.com

کیا ذکر اک نے تورات کی پیشین گوئی کا ــــ کہ صحرائے عرب میں ظاہر اک سچا نبی ہوگا
سُنی یہ بات تو اک دُوسرا دعوے سے بول اُٹھا ــــ نبی ہوگا تو وہ بے شک ہماری قوم سے ہوگا
پیمبر جز بنی یعقوب پیدا ہو نہیں سکتا ــــ کسی سے بھی زمانے میں یہ دعویٰ ہو نہیں سکتا
کہا پھر تیسرے نے ہم پہ راضی حق تعالیٰ ہے ــــ ہماری برگزیدہ قوم سب قوموں سے بالا ہے
کہا چوتھے نے وہ سچّا نبی یثرب سے اُٹھّے گا ــــ جو سچ پُوچھو تو وہ ہوگا ہمارے ہی قبیلے کا
تڑپ کر پانچواں بولا نہیں ہم میں سے ہوگا وہ! ــــ اگر ہوگا تو بے شک بالیقیں ہم میں سے ہوگا وہ!!
غرض پانچوں ہی اپنی بات پر اصرار کرتے تھے ــــ دلیلیں دیتے تھے غُصّے میں بھرتے تھے بپھرتے تھے
اُدھر شیطاں کہ عیاری و مکاری میں ہے ماہر ــــ بظاہر اک مقدس شکل میں اُن پر ہُوا ظاہر
سفید اس کی بھویں، براق سی داڑھی تھی نورانی ــــ چمکتی تھیں مثالِ شعلہ آنکھیں اور پیشانی
عصا ہاتھوں میں اور لانبی سی اک تسبیح گردن میں ــــ بہت ڈھیلی عبا چھپ جائے انساں جس کے دامن میں
اندھیرے سے نکل کر روشنی میں اس طرح آیا ــــ یہُودی ڈر گئے اور دفعتہً ہر ایک چلّایا
کہ "اے ربّی ہمارے حال پر لُطف و کرم فرما ــــ ترے بندے ہُوئے جاتے ہیں کرتے ہیں تجھے سجدہ"

Marfat.com

مگر شیطاں نے دی اُن کو تسلّی اور یوں بولا — نہایت عارفانہ شان سے اُس نے دہن کھولا

کہ "اے بچّو میں اُترا ہُوں تمہیں تلقین کرنے کو — تمہارے مذہبی میلان پر تحسین کرنے کو

نبی کے مسئلے پر تم جھگڑتے تھے جو آپس میں — میں سُنتا تھا وہاں بیٹھا ہُوا بیت المقدس میں

خیال آیا کہ چل کر تم کو سیدھی راہ بتلاؤں — یہودی قوم کے اِک فائدہ کی بات سمجھاؤں

سُنو اِک بات کہتا ہوں بہت ہی رازداری کی — مخالف ہیں تمہارے طاقتیں پروردگاری کی

وہ عبدالمطلب جو آج کل سردارِ مکّہ ہے — قریشی ہاشمی ہے مالک و مختارِ مکّہ ہے

پسر ہے اُس کا عبداللہ تُم اس کو جانتے ہوگے — اُسے مکّے میں دیکھا ہوگا اور پہچانتے ہوگے

وہی لڑکا ہے جس کے صلب سے ہوگا نبی پیدا — مشیّت آج کل ہے آلِ اسمٰعیل پر شیدا

مرے بچّو نبی پیدا ہُوا گر اس گھرانے میں — نہیں ہے پھر کوئی اپنا ٹھکانا اس زمانے میں

وہ اسمٰعیلؑ کی اولاد کو شاہی دلائے گا — یہودی قوم کے حصّے میں پھر کچھ بھی نہ آئے گا

یہودی قوم پر گویا خدا نے قہر ڈھایا ہے — مجھے یہ امرِ پوشیدہ فرشتوں نے بتایا ہے"

یہ قصّہ سُنتے ہی جوش آگیا پانچوں لعینوں کو — حسد سے بھر دیا شیطان نے تاریک سینوں کو

Marfat.com

وہ بولے" واقعی ہم پر ہمیشہ ظلم ہوتا ہے
نوازش دوسروں پہ ہے خُدا ہم کو ڈبوتا ہے"

کہا شیطان نے"ایسی بات مُنہ سے مت نکالو تُم
بھلا چاہو تو اس لڑکے کو جاکر مار ڈالو تم

سحر کے وقت وہ اِن وادیوں میں آنے والا ہے
شکار آہواں سے اپنا دل بہلانے والا ہے

اُٹھو تم بھی یہاں سے اور کرو جاکر شکار اس کو
نہ جانے دو یہاں سے آج زندہ زینہار اُس کو

کہاں تک رنج اُٹھاؤ گے یہ جھگڑا ہی چکا ڈالو
کوئی خطرہ نہیں ہے دل سے اندیشے مٹا ڈالو

تُم اِس کارِ عظیمہ میں مری امداد پاؤ گے
بڑی شوکت ملے گی مال لاتعداد پاؤ گے

مری اِمداد سے تم کو حکومت ہاتھ آئے گی
یقیں رکھو تمہاری بادشاہی پھر نہ جائے گی

نہ مانو گے تو پھر اس کا ملے گا تم کو خمیازہ
جو چاہو تو ابھی کرلو مری طاقت کا اندازہ"

یہ کہہ کر ایک پتھر پر نگہ شیطان نے ڈالی
اُڑا پتھر جگہ سے باوجودِ بے پروبالی

بلندی پر تڑاقے سے پھٹا، شعلہ ہوا پیدا
پھر اس سے اک ہیولیٰ پانچ گھوڑوں کا ہُوا پیدا

مرصّع تھے یہ گھوڑے جنگ کے ہر ساز و ساماں سے
یہ ساماں بھی مرصّع تھا عقیق و لعل و مرجاں سے

کہا شیطان نے" یہ لو تمھیں رہوار دیتا ہوں
ہر اِک کو ایک اک شمشیرِ جوہر دار دیتا ہوں

سحر کے وقت نکلو غار سے میدان میں جاؤ
وہیں اس نوجواں کو قتل کر ڈالو جہاں پاؤ"

یہ کہہ کر دیکھتے ہی دیکھتے شیطان غائب تھا
اسے مدِ نظر اس وقت اظہارِ عجائب تھا

یہودی رہ گئے حیران اس زورِ کرامت پر
بھروسا ہو گیا اب اُن کو اس کاہن کی قوت پر

لگے کہنے کہ یہ طاقت نہ دیدہ نے شنیدہ ہے
یہ بڈھا واقعی کوئی بڑا ہی برگزیدہ ہے

ہم اُس کی بات پر پورا عمل کر کے دکھا دیں گے
حصولِ بادشاہی کے لئے جانیں لڑا دیں گے

سردارِ عبداللہ پر یہودیوں کا حملہ

اُٹھیں مشرق سے نورانی شعاعیں برچھیاں تانے
بچھا رکھے تھے لیکن دام کوہ و دشت و صحرا نے

مگر سورج نے اُن کو مکر کی پاداش دی آخر
اندھیرے کو اُجالے نے شکستِ فاش دی آخر

غرض جب رات کے پردے سے مہرِ ضوفشاں نکلا
جوانِ ہاشمی بہرِ شکارِ آہواں نکلا

اُدھر پانچوں یہودی بھی اندھیرے غار سے نکلے
یہ بزدل گھڑ چڑھے اس دامنِ کہسار سے نکلے

جوانِ ہاشمی کی جستجو تھی ان کمینوں کو
کہ شیطاں نے حسد سے بھر دیا تھا ان کے سینوں کو

Marfat.com

بہر سُو جھانکتے پھرنے لگے حیران و سرگرداں
لئے دل میں امید و بیم کا دریائے بے پایاں

یکایک فاصلے پر ٹاپ گھوڑے کی سُنائی دی
بالآخر نوجواں کی چاند سی صورت دکھائی دی

یہ عبداللہ تھا، اور اس گھڑی بالکل اکیلا تھا
مسلح خادموں کو دُور پیچھے چھوڑ آیا تھا!

تعاقب میں ہرن کے آ رہا تھا برق دم گھوڑا
سوارِ ہاشمی نے تاک کر تیرِ قضا چھوڑا

نشانے پر پڑا ناوک نشانہ ہو گیا آہو
گرا گر کر اُٹھا آہو، پھر اُٹھا پھر گرا آہو

وہیں ناوک فگن بھی دُوسری ساعت میں آ پہنچا
اُتر کر زین سے نخچیرِ آہو کے قریب آیا

ارادہ تھا کہ باندھوں ذبح کر کے پشتِ توسن سے
سراسر بے خبر تھا کیدِ صیادانِ پرفن سے

یہودی گھڑچڑھوں نے دفعتہً پیدل کو آگھیرا
نظر تلوار آئی، دیدۂ حیراں جدھر پھیرا

مگر یہ شیر تلواروں کے سائے سے نہ گھبرایا
مثالِ برق کوندا، پشتِ توسن پر چلا آیا

پکارا، یہ تو بتلاؤ، کہ حملے کا سبب کیا ہے؟
وہ بولے ایک ہی مقصد ہے تجھ کو قتل کرنا ہے!!

جنگ

غرض پانچوں نے تلواروں سے حملہ کر دیا یکدم
اکیلا بھڑ گیا ناچار اُن سے ہاشمی ضیغم

Marfat.com

لئے پہلے تو جھک کر وار اپنی ڈھال پر اُس نے
چُرا کر جسم سارا کرلیا زیر سپر اُس نے

بڑی پھرتی سے پھر شاق گھوڑے کو دیا کاوا
ذرا ہٹ کر سنبھل کر اُن پہ نیزے سے کیا دھاوا

یہ نیزہ ایک کے پہلو سے پہلو توڑ کر نکلا
بقیہ عُمر کا رشتہ قضا سے جوڑ کر نکلا

یہودی چیخ اُٹھے یہ سانحہ یک دم گذرنے سے
ہُوئے اب اور بھی سفاک اک ساتھی کے مرنے سے

ہُوئے محتاط گھیرا نوجواں کو اس طریقے سے
کہ لڑنا ہو گیا اُس کے لئے مُشکل سلیقے سے

مگر پھر بھی وہ نعرے مار کر اُن پر جھپٹتا تھا
برابر زخم کھاتا تھا مگر پیچھے نہ ہٹتا تھا

اگرچہ یہ بہادر ہمت و جرأت میں یکتا تھا
مگر وہ چار تھے، کم عُمر تھا یہ اور تنہا تھا

دکھائی ابن حی کے بازوؤں نے دیر تک چُستی
بالآخر خون بہ جانے سے آئی جسم میں سُستی

وہب بن عبد مناف والد سیدہ آمنہ رض

بنو زہرہ میں اک مردِ معمّر وہب نامی تھا
قریشی نسل میں یہ شخص بھی ماہِ تمامی تھا

تھی اُس کے گھر میں اک دُختر جو ایسی پاک سیرت تھی
کہ اس کی ذات سے لفظِ حیاداری کی عزت تھی

Marfat.com

عرب میں آمنہ مشہور تھا نام اُس عفیفہ کا
(اسی کی گود گہوارہ بنی دینِ حنیفہ کا)

بہت ہی فکر رہتی تھی پدر کو عقدِ دُختر کی
بنی ہاشم میں تھی اُس کو تلاش و جستجو بَر کی

روایت[1] ہے کہ اُس دن ہو گیا تھا اونٹ گم اُس کا
وہ اُس کو ڈھونڈتا پھرتا تھا اس جانب بھی نکلا

بلندی سے اُسے اِس جنگ کا نقشا نظر آیا
یہودی قاتلوں کے بس میں اِک لڑکا نظر آیا

نظر آیا وہ لڑکا برسرِ پیکار چاروں سے
بہت ہی تن دہی سے لڑ رہا تھا پختہ کاروں سے

خیال آیا کہ ملنی چاہیئے امداد لڑکے کو
مبادا قتل کر دیں مِل کے یہ جلّاد لڑکے کو

مگر اُٹھا جونہی اِمداد کرنے کے ارادے سے
نہ جانے کیوں اُلجھ کر گر گیا اپنے لبادے سے

پھر اُٹھا جب دوبارہ پاؤں پھسلا ایک پتھر سے
چٹان ابھری ہوئی تھی ایک وہ ٹکرا گئی سر سے

اُٹھا پھر تیسری بار، اور چاہا جلد اُتر جاؤں
جوانِ ہاشمی کو قتل ہونے سے بچا لاؤں

مگر اب کے ہوا اِک اژدہا اس راہ میں حائل
کہ جس کے خوف سے ساری عزیمت ہو گئی زائل

یہ مرد اب دُور ہی بیٹھا ہوا حسرت سے تکتا تھا
جوانِ ہاشمی کے واسطے کچھ کر نہ سکتا تھا

[1] تذکرۃ الرسول و آبائہ العدول صفحہ ۴۲

Marfat.com

نظر آیا کہ لڑکا سُست ہے زخموں کی شدّت سے
یہودی پے بہ پے حملے کئے جاتے ہیں قوّت سے

خیال آیا مری آواز سے شاید وہ ڈر جائیں
یہاں اِک شخص کو موجود سمجھیں اور باز آئیں

مگر جُونہی یہ سوچا اور نعرہ مارنا چاہا
وہیں گھونٹا کسی نے حلق اور بٹھلا دیا چپکا

حقیقت میں یہ سب شیطان کی فتنہ طرازی تھی
مدد کے راستے میں ہر رکاوٹ حیلہ سازی تھی

رہی جب اس طرح ہر مرتبہ تدبیر ناکارہ
تو یہ سمجھا، نہیں تقدیر سے اِنسان کو چارہ

مگر اِس بے گنہ کا قتل ہوتا میں نہ دیکھوں گا
نہیں کچھ اور کر سکتا تو آنکھیں بند کر لوں گا

مگر اتنے میں اُس کو اور ہی نقشا نظر آیا
زمیں سے تا فلک اِک نور کا جلوا نظر آیا

نظر آیا، اُترنا چار نُورانی فرشتوں کا[1]
اور اُن کو دیکھتے ہی بھاگنا اُن بد سرشتوں کا

گِرا کر قاتلوں کو بھاگ اُٹھے رہوارِ شیطانی
زمیں پر سر پٹکتے رہ گئے غولِ بیابانی

---

[1] تذکرۃ الرسول و آبائہ العدول صفحہ ۳۲۔ یہودیوں نے علاماتِ نُورِ محمدی آپ میں پا کر چند بار ہلاکت کا قصد کیا۔ مگر ہمیشہ ناکامیاب رہے ایک مرتبہ آپ شکار کے لئے گئے تھے۔ دشت میں تنہا پا کر آپ کی ہلاکت کا قصد کیا۔ اتفاق سے اس وقت وہب ابن عبد مناف والد آمنہؓ بھی وہاں آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ چند سوار غیب سے ظاہر ہوئے۔ اور حضرت عبداللہ کے دشمنوں پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا۔ یہ حال دیکھ کر ان کے دل میں آرزو پیدا ہوئی۔ کہ اپنی صاحبزادی حضرتِ آمنہؓ کا عقد آپ سے کر دیں ۔

جواں نے اب تعاقب کر کے مارا اِن لعینوں کو — نہ شیطاں دے سکا کوئی سہارا اِن لعینوں کو

یہ صورت دیکھ کر مردِ متمّر ہو گیا حیراں — یقیں آیا کہ ہے یہ ہاشمی لڑکا بہت ذیشاں

اُٹھا تو راستے میں اب نہ کوئی اژدہا دیکھا — وہاں پہنچا تو پانچوں قاتلوں کا سر کٹا دیکھا

پڑے تھے پانچ لاشے ایک اک سے دُور سب تنہا — کھڑا تھا اِک جگہ فرزندِ عبدالمطلب تنہا

غرض زخمی جواں کو ساتھ لے کر وہب گھر آیا — یہ سارا ماجرا اُس کے پدر کو جا کے بتلایا

پھر اپنی نیک دُختر بیاہ دی اس شیرِ صولت سے — خوشی اس بیاہ کی سب نے منائی شان و شوکت سے

بہم دُولہا دُلہن تھے صورت و سیرت میں لاثانی — قسم کھاتی تھی اِن کا نام لے کر پاک دامانی

وہ نُورِ لم یزل جس کی ضیا تھی رُوئے انور میں — نظر آنے لگی اُس کی جھلک تقدیرِ مادر میں

سردار عبداللہ کا انتقال

گئے پھر کچھ دنوں کے بعد سوئے شام عبداللہ — وہاں سے پلٹے آتے تھے کہ آئی موت بھی ناگہ

جوانی میں ہوا یثرب کے اندر انتقال اُن کا — رہا اب آمنہؓ کے واسطے رنج و ملال اُن کا

Marfat.com

لئے بیٹھی تھیں اب گھر میں امانت اپنے شوہر کی
کہ تھی بطنِ صدف میں روشنی اک پاک گوہر کی

اصحابِ فیل کا بیان

یمن کا کلیسا

ہوئی شیطان کو اس مرتبہ بھی سخت ناکامی
تو قبضے میں کیا اک شخص اس نے ابرہہ نامی[1]

یہ حاکم تھا یمن کا اور حبش کی فوج کا افسر
تھا اس کے پاس خونی ہاتھیوں کا اک بڑا لشکر

یمن میں ڈالی تھی بنیاد اس نے اک کلیسا کی[2]
دیا تھا حکم پوجا ہو یہاں تصویرِ عیسےٰ کی

مگر آئے نہ اس ڈھب بتوں کے پوجنے والے
اگرچہ ابرہہ نے مالک ڈورے بہت ڈالے

اگرچہ نامِ حق سے سربسر یہ لوگ عاری تھے
بتانِ کعبہ کے اہلِ عرب لیکن پجاری تھے

لہ اسے ابرہہ الاشرم کہتے تھے کیونکہ اس کے ہونٹ اور ناک کسی لڑائی میں نیزے کی انی سے چھد گئے تھے یہ شخص اگرچہ حبش کا باجگذار تھا مگر یمن میں حاکم علے الاطلاق بنا ہوا تھا۔ اس کا مذہب عیسائی تھا۔

لہ یہ کلیسا یمن کے پایۂ تخت صنعا میں ابرہہ نے تعمیر کیا تھا۔ اس کا نام القلیس تھا۔

Marfat.com

کوئی رونق نہ پائی جب یمن والے کلیسا نے — کسی کا دل نہ کھینچا اُلفتِ تصویرِ عیسیٰ نے
درِ تثلیث پر گردن جُھکائی جب نہ انساں نے — تو یہ پٹّی پڑھا دی ابرہہ کو نفسِ شیطاں نے
کہ "مکے میں جو کعبہ ہے اُسے جب تک نہ ڈھاؤ گے — اُٹھا کر سنگِ اسود کو یہاں جب تک نہ لاؤ گے
وہاں جب تک کہ ابھی عبادت گاہ باقی ہے — عرب والوں میں رسمِ حجِ بیت اللہ باقی ہے
تمہارے اس کلیسا کی طرف کوئی نہ آئے گا — تمہارا دین دُنیا میں کبھی رونق نہ پائے گا [1]
خُدا کے خانۂ وحدت کو ڈھا دینا ہی لازم ہے — نشانِ حق زمانے سے مٹا دینا ہی لازم ہے"
پڑا اِس خوئے بد پر وار شیطاں کا بڑا کاری — کہ فوراً ابرہہ اشرم نے کی حملے کی تیاری
ہُوا تیار خُونی ہاتھیوں کا اِک بڑا لشکر — چلا مکّے کی جانب ابرہہ اس فوج کو لے کر
تھا آگے آگے اِک فیلِ سفید اس کی سواری میں — اکڑ کر ابرہہ بیٹھا تھا اک زرّیں عماری میں
رواں تھیں پیچھے پیچھے ہاتھیوں کی جنگجو فوجیں — سمندر کی اندھیری رات میں طوفان کی موجیں
یہ لشکر جا رہا تھا کعبۃ اللہ کے گرانے کو — زمیں سے نامِ حق کا مرکزی نقطہ مٹانے کو

۱؎ دیکھو تفسیر غلبۂ رُوم از مولنا ظفر علی خاں صفحہ ۱۳ - ۱۴ ؛

Marfat.com

یمن سے مکہ تک آبادیاں جو راہ میں آئیں
وہاں اس فوج نے بربادیاں ہر سمت پھیلائیں

کبھی دیکھے نہ تھے ہاتھی عرب کے رہنے والوں نے
اثر اُن پر کیا شمشیر و خنجر نے نہ بھالوں نے

مشرکینِ مکّہ کا فرار

یہ خبریں اہلِ مکّہ نے سُنیں اور سخت گھبرائے
دلوں پر وسوسے شیطان نے فی الفور پھیلائے

اگرچہ بُت پرستی کی نہیں رکھّی تھی حد کوئی
ہُبل اور لات و عزّیٰ نے نہ کی اُن کی مدد کوئی

قریش اِن ہاتھیوں سے خوف کھا کر دفعتاً بھاگے
پہاڑوں میں چھُپے جا کر کوئی پیچھے کوئی آگے

یہ سب خوف و خطر تھا بُت پرستی ہی کا خمیازہ
کہ برہم ہو چکا تھا ان کی یک جہتی کا شیرازہ

دِلائی ان کو عبدالمطلب نے گو بہت غیرت
نہ دکھلائی مگر نسلِ قریشی نے کوئی جرأت

تھے عبدالمطلب یا بیٹے پوتے اُن کے دس بارہ
یہی باقی تھے، باقی شہر خالی ہو گیا سارا

یہ اولاد تھی والد سپہ سالارِ مکّہ تھا
یہی کعبہ کا خادم تھا، یہی سردارِ مکّہ تھا

Marfat.com

سردار عبدالمطلب اور ابرہہ اشرم کی گفتگو

سحر کے وقت اِک بدّو یہ مکّے میں خبر لایا
کہ لشکر فیل والوں نے حرم کی حد پہ ٹھیرایا

چراگاہوں میں خاک اُڑنے لگی ہے ظلم کے مارے
پکڑ کر اونٹ عبدالمطلب کے لے گئے سارے

ہُوئے تیار عبدالمطلب بھی یہ خبر سُن کر
تنِ تنہا چلے گھوڑے پہ چڑھ کر جانبِ لشکر

وہاں پہنچے تو اُن کو ابرہہ نے دُور سے دیکھا
کہ اک مردِ معمّر آ رہا ہے بے دھڑک تنہا

نشاں چہرے سے ظاہر ہیں بزرگی کے امارت کے
شرافت کے نجابت کے تقدّس کے طہارت کے

وہ اِن کی پیشوائی کے لئے باہر نکل آیا
بڑی عزّت سے اپنی بارگہ میں لا کے بٹھلایا

کہا فرمایئے کیا نام ہے کیا کام ہے صاحب؟
بیاں کیجیے یہاں آنے کا اپنے مقصد و مطلب

کہا اہلِ عرب کہتے ہیں عبدالمطلب مجھ کو
نہیں ہے آپ سے کوئی غرض کوئی طلب مجھ کو

ہنکا لائے ہیں میرے اُونٹ جا کر آپ کے چاکر
میں آیا ہُوں کہ لے جاؤں یہاں سے اونٹ لوٹا کر

سُنی یہ بات تو حیران ہو کر ابرہہ بولا
کہ "شاید تم نے اپنی بات کو دل میں نہیں تولا

Marfat.com

یہ ظاہر ہے میں آیا ہوں یہاں کعبہ گرانے کو
تمہارے جدِّ امجد کی عبادت گاہ ڈھانے کو

تعجب ہے کہ اک ناچیز شئے کا ذکر کرتے ہو
نہیں کعبے کی فکر اونٹوں کی اپنے فکر کرتے ہو

تمہیں لازم تھا عزت کے مطابق گفتگو کرتے
خدا کا گھر بچانے کے لئے کچھ آرزو کرتے"

یہ طعنہ سن کے عبدالمطلب بولے متانت سے
کہ "ناواقف ہو تم قومِ عرب کے کیش و ملت سے

صداقت ہے یہی میں اپنی شے کا ذکر کرتا ہوں
کہ میرا مال ہیں اونٹ اس لئے میں فکر کرتا ہوں

کرے گا فکر اپنے گھر کی جو اس گھر کا مالک ہے
کہ جو اس گھر کا مالک ہے وہ بحر و بر کا مالک ہے"

یہ سن کر ابرہہ چپ ہو گیا سب اونٹ دلوائے
یہاں سے اٹھ کے عبدالمطلب چپ چاپ گھر آئے

اصحابِ فیل کے حملے کی صبح

بالآخر نور نے اس رات کے آثار بھی میٹے
ہوئے تیار عبدالمطلب اور اُن کے سب بیٹے

دعا مانگی جنابِ آمنہ رض کو پاس بٹھلا کر
کہ "اے کعبے کے مالک نصرتِ غیبی مہیا کر

یہ عالی شان بچہ جو ابھی ہے بطنِ مادر میں
بشارت تھی کہ اس کا نور چمکے گا ترے گھر میں

Marfat.com

اسی کیواسطے سے ہم دُعا کرتے ہیں اے مالک
سوا تیرے کسی سے ہم نہیں ڈرتے ہیں اے مالک

بچالے یورشِ دشمن سے اپنے گھر کی حُرمت کو
بچالے آلِ اسمٰعیل کے سامانِ عزّت کو"

دُعائیں مانگ کر اُٹھے فرازِ کوہ پر آئے
یہاں سے فوج دشمن کے نہیں نقشے نظر آئے

غبار اُٹھتا نظر آیا حرم کے اک کنارے سے
فلک کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا اس نظارے سے

چڑھی آتی تھی کعبے پر گھٹا ظلمت کی صحرا سے
ستارے ڈر کے مارے ہو گئے روپوش دُنیا سے

سحر نے بسترِ مشرق سے لی جب اٹھ کے انگڑائی
افق پر کالے کالے ہاتھیوں کی چھاؤنی چھائی

ہنسا شیطاں کہ بر آنے لگی اُس کی اُمید آخر
بڑھایا ابرہہ نے فوج سے فیلِ سفید آخر

قطاریں ہاتھیوں کی پیچھے پیچھے بڑھتی آتی تھیں
بروئے کعبہ یہ کالی گھٹائیں چڑھتی آتی تھیں

کہیں آنکس کہیں تیغے کہیں برچھے چمکتے تھے
مہاوت ہاتھیوں کو ریلتے تھے کفر بکتے تھے

حرم کی حد میں یُوں جب چیرہ دستی کا سماں دیکھا
زمیں نے خوف سے تھرّا کے سُوئے آسماں دیکھا

ہاتھی سجدے میں

اُٹھائی تیغ۔ اب غُصّے میں عبدالمطلب اُٹھّے
فدائے کعبہ ہو جانے کو با غیظ و غضب اُٹھّے

Marfat.com

مگر اُٹھتے ہی اُن کو اور ہی نقشا نظر آیا
جلالِ ربِّ کعبہ کا عجب جلوہ نظر آیا

حرم کی حد میں آیا ابرہہ تو رُک گیا ہاتھی
پئے تعظیمِ کعبہ عاجزی سے رُک گیا ہاتھی[۱]

گرا سجدے میں سر ایسا کہ پھر اوپر نہیں اُٹھا
ہزار آنکس پڑے تن پر مگر یہ سر نہیں اُٹھا

یکایک ابرہہ نے مُڑ کے دیکھا فوج کی جانب
حرم کی سرزمیں پر بڑھنے والی موج کی جانب

نظر آیا قطاراں در قطاراں رُک گئے ہیں سب
بروئے کعبہ سجدے کر رہے ہیں جھک گئے ہیں سب

تعجب اور گھبراہٹ کا ہنگامہ ہے پیش و پس
مہاوت مارتے ہیں ہاتھیوں پر پے بہ پے آنکس

پڑے ہیں اس طرح ہاتھی کہ جنبش ہی نہیں کرتے
خدا کا ڈر ہے دل میں آج شیطاں سے نہیں ڈرتے

اصحابِ فیل کا کفر

نکالی ابرہہ نے تیغ ہاتھی سے اُتر آیا
مخاطب کر کے اپنی فوج کو کمبخت چلّایا

کہ بزدل ہاتھیوں کو چھوڑ کر آگے بڑھیں فوجیں
بہا دیں آج کعبے کو اُٹھیں لہریں چڑھیں موجیں

لہ غلبۂ روم از مولنا ظفر علی خاں صفحہ ۱۶ دیکھو۔

Marfat.com

یہ کہنا تھا کہ چھائی آسماں پر ایک بدلی سی — فضا میں روشنئ مہر کردی جس نے گدلی سی

بلندی پہ سے عبدالمطلب حیرت سے تکتے تھے — کہ وہ خطہ جہاں یہ لوگ ایسا کفر بکتے تھے

وہاں زیرِ فلک ساری فضا پر چھا گئیں چڑیاں — خدا جانے کہاں سے جمع ہو کر آگئیں چڑیاں

یہ ننھی منّی چڑیاں تھیں ابابیلوں کا لشکر تھا — ذرا سی چونچ میں نازک سے ہر پنجے میں کنکر تھا

نہ کی جب ابرہہ نے اک ذرا بھی حرمتِ کعبہ — ابابیلوں نے کی آکر یکایک نصرتِ کعبہ

بلندی سے ابابیلوں نے پھینکے اس طرح کنکر — کہ چھلنی کی طرح سے چھد گئی یہ فوجِ بد اختر

وہ ظالم ابرہہ اور اسکے ساتھی ایک ساعت میں — پڑے تھے سب کے سب دھنکی ہوئی روئی کی صورت میں لہ

وہ فوجیں اور وہ ہاتھی اور ان کے ہانکنے والے — خدا کے قہر نے اک آن میں پامال کر ڈالے

لہ قرآن۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۝

تو نے دیکھا جو کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اس نے اس گروہ کے کیا دانہ منصوبوں کو باطل نہیں کیا اور ان کے مقابلے کے لئے ابابیلوں کا لشکر نہیں بھیجا۔ جو ان پر سنگریزوں کی بوچھاڑ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے جسم کھائے ہوئے بھس کی طرح ہو گئے۔

یہ زندہ معجزہ دکھلا دیا اُس مہرِ انور نے		چھپا رکھا تھا جس کو عصمتِ دامانِ مادر نے

وہ پوتا واسطے سے جس کے دادا نے دُعا مانگی		وہ جس کے نام سے نادیدہ تائیدِ خُدا مانگی

وہ بچہ آمنہ کے گھر میں پیدا ہونے والا تھا		وہ نُور اب چند ہی دِن میں ہویدا ہونے والا تھا

جہاں کے واسطے امن و خوشی کے دَور باقی تھے
وہ دن آنے کو تھا بس دو مہینے اور باقی تھے

Marfat.com

باب چہارم

ختم المرسلین رحمۃ للعالمین ؐ

ولادت باسعادت

طلسمِ کُن سے، قائم بزمِ ہست و بوُد ہو جانا
اشارے ہی سے موجودات کا موجود ہو جانا

عناصر کا شعورِ زندگی سے بہرہ ور ہونا
لپٹ کر آب و خاک و باد و آتش کا بشر ہونا

یہ کیا تھا، کس لئے، کس کیلئے تھا، مُدعا کیا تھا
یُونہی تھا یا کوئی مقصد تھا، آخر ماجرا کیا تھا؟

وہ جلوہ جو چھپا بیٹھا تھا اپنے رازِ پنہاں میں
در آیا کیوں تماشا بن کے وہ بازارِ امکاں میں

Marfat.com

یہ کس کی جستجو میں مہرِ عالمتاب پھرتا تھا
ازل کے روز سے بیتاب تھا بیخواب پھرتا تھا

یہ کس کی آرزو میں چاند نے سختی سہی برسوں
زمیں پر چاندنی برباد و آوارہ رہی برسوں

یہ کس کے شوق میں پتھرا گئیں آنکھیں ستاروں کی
زمیں کو تکتے تکتے آ گئیں آنکھیں ستاروں کی!

کروڑوں رنگتیں کس کے لئے ایّام نے بدلیں
پیاپے کروٹیں کس دُھن میں صُبح و شام نے بدلیں

یہ کس کے واسطے مٹّی نے سیکھا گُل فشاں ہونا
گوارا کر لیا پھُولوں نے پامالِ خزاں ہونا

یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایک ہی اُمّید کی خاطر
یہ ساری کاہشیں تھیں ایک صبحِ عید کی خاطر

مشیّت تھی کہ یہ سب کچھ تہِ افلاک ہونا تھا
کہ سب کچھ ایک دن نذرِ شہِ لولاک ہونا تھا

خلیل اللہ نے جس کیلئے حق سے دُعائیں کیں
ذبیح اللہ نے وقتِ ذبح جس کی التجائیں کیں

جو بن کر روشنی پھر دیدۂ یعقوب میں آیا
جسے یوسف نے اپنے حُسن کے نیرنگ میں پایا

کلیم اللہ کا دل روشن ہُوا جس ضَو فشانی سے
وہ جس کی آرزو بھڑکی جوابِ لن ترانی سے

وہ جس کے نام سے داؤد نے نغمہ سرائی کی
وہ جس کی یاد میں شاہِ سلیماں نے گدائی کی

Marfat.com

دلِ یحییٰ میں ارماں رہ گئے جس کی زیارت کے — لبِ عیسیٰ پہ آئے وعظ جس کی شانِ رحمت کے

وہ دن آیا کہ پورے ہو گئے تورات کے وعدے
خدا نے آج ایفا کر دیئے ہر بات کے وعدے

مرادیں بھر کے دامن میں مناجاتِ زبور آئی — اُمیدوں کی سحر پڑھتی ہوئی آیاتِ نور آئی
نظر آئی بالآخر معنیٔ انجیل کی صورت — ودیعت ہو گئی انسان کو تکمیل کی صورت
اندھیری رات کے پردے سے کی حق نے سحر پیدا — ہوا بہرِ بصیرت کحلِ مَازَاغَ الْبَصَرُ پیدا
ربیع الاول اُمیدوں کی دُنیا ساتھ لے آیا — دُعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا
خُدا نے ناخدائی کی خود انسانی سفینے کی — کہ رحمت بن کے چھائی بارھویں شب اس مہینے کی
ازل کے روز جس کی دھوم تھی وہ آج کی شب تھی — جو قسمت کے لئے مقسوم تھی وہ آج کی شب تھی
مشیت ہی کو جو معلوم تھی وہ آج کی شب تھی — ارادے ہی میں جو مرقوم تھی وہ آج کی شب تھی
نئے سر سے فلک نے آج بختِ نوجواں پایا — خزاں دیدہ زمیں پر دائمی رنگِ بہار آیا
اُدھر سطحِ فلک پر چاند تارے رقص کرتے تھے — اِدھر روئے زمیں کے نقش نئے تھے سنورتے تھے

Marfat.com

سمندر موتیوں کو دامنوں میں بھر کے بیٹھے تھے — جبل لعل و جواہر کو مہیا کر کے بیٹھے تھے!

زمرد وادیوں میں سبزہ بن کر ہر طرف بکھرا — ہوئی بارانِ رحمت ہر شجر کا رنگِ رُخ نکھرا

ہوائیں پے بہ پے اِک سرمدی پیغام لاتی تھیں — کوئی مژدہ تھا جو ہر گوشِ گل میں کہہ سُناتی تھیں

گلے پھولوں سے ملتے جا رہے تھے پھول گلشن میں — گلے مِل مِل کے کھِلتے جا رہے تھے پھول گلشن میں

تبسّم ہی تبسّم تھے نظارے لالہ زاروں کے
ترنّم ہی ترنّم تھے کنارے جوئباروں کے

جہاں میں جشنِ صبحِ عید کا سامان ہوتا تھا — اُدھر شیطان تنہا اپنی ناکامی پہ روتا تھا

نظر آئیں جو محکم فطرتِ کامل کی بُنیادیں — دھڑک کر زلزلے سے ہل گئیں باطل کی بنیادیں

سُتوں مکے میں قائم ہو گئے جب دینِ بیضا کے — گرے غش کھا کے چودہ کنگرے ایوانِ کسریٰ کے

سرِ فاراں پہ لہرانے لگا جب نُور کا جھنڈا
ہُوا اِک آہ بھر کر فارس کا آتشکدہ ٹھنڈا

بجائی بڑھ کے اسرافیل نے پُر کیف شہنائی — ہُوئی فوجِ ملائک جمع زیرِ چرخِ مینائی

Marfat.com

ندا آئی دریچے کھول دو ایوانِ قدرت کے — نظارے خود کرے گی آج قدرت شانِ قدرت کے

یکایک ہوگئی ساری فضا تمثالِ آئینہ — نظر آیا معلّق عرش تک اِک نُور کا زینہ

خُدا کی شانِ رحمت کے فرشتے صف بصف اُترے — پَرے باندھے ہُوئے سب دین و دُنیا کے شرف اُترے

سحابِ نُور آکر چھا گیا مکّے کی بستی پر — ہُوئی پھُولوں کی بارش ہر بلندی اور پستی پر

ہُوا عرشِ معلّٰے سے نزولِ رحمتِ باری
تو استقبال کو اُٹھی حرم کی چار دیواری

صدا ہاتف نے دی اے ساکنانِ خطۂ ہستی — ہُوئی جاتی ہے پھر آباد یہ اُجڑی ہُوئی بستی

مبارکباد ہے اُن کے لئے جو ظلم سہتے ہیں — کہیں جن کو اماں ملتی نہیں برباد رہتے ہیں

مبارکباد بیواؤں کی حسرت زا نگاہوں کو — اثر بخشا گیا نالوں کو فریادوں کو آہوں کو

ضعیفوں بے کسوں آفت نصیبوں کو مُبارک ہو — یتیموں کو غلاموں کو غریبوں کو مُبارک ہو

مبارک ٹھوکریں کھا کھا کے پیہم گرنے والوں کو — مبارک دشتِ غُربت میں بھٹکتے پھرنے والوں کو

خبر جا کر سُنا دو شش جہت کے زیر دستوں کو — زبردستی کی جرأت اب نہ ہوگی خود پرستوں کو

Marfat.com

معین وقت آیا، زور باطل گھٹ گیا آخر
اندھیرا مٹ گیا ظلمت کا بادل چھٹ گیا آخر

مبارک ہو کہ دورِ راحت و آرام آپہنچا
نجاتِ دائمی کی شکل میں اسلام آپہنچا

مبارک ہو کہ ختم المرسلیں تشریف لے آئے
جنابِ رحمۃ للعالمیں تشریف لے آئے

بصد اندازِ یکتائی بغایت شانِ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

ندا ہاتف کی گونج اٹھی زمینوں آسمانوں میں
خموشی دب گئی اللہ اکبر کی اذانوں میں

حریمِ قدس سے میٹھے ترانوں کی صدا گونجی
مبارکبادیں کر شادیانوں کی صدا گونجی

بہر سو نغمۂ صلِّ علیٰ گونجا فضاؤں میں
خوشی نے زندگی کی روح دوڑا دی ہواؤں میں

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (القرآن)

تحقیق اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر بہت درود سلام بھیجو ۔

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جنابِ آمنہؓ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی

سلام

سلام اے آمنہؓ کے لال اے محبوبِ سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی!
سلام اے ظلِّ رحمانی، سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی!
سلام اے سرِّ وحدت، اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزت افزائی، زہے تشریف ارزانی
ترے آنے سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہوگیا پھر فضلِ ربّانی

سلام اے صاحبِ خُلقِ عظیم ۔ انساں کو سکھلا دے

یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشغالِ رُوحانی

تری صُورت، تری سیرت، ترا نقشا، ترا جلوہ

تبسّم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی!

اگرچہ فقرُ فخری رُتبہ ہے تیری قناعت کا

مگر قدموں تلے ہے فرِّ کسرائی و خاقانی

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا

بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

زمیں کا گوشہ گوشہ نُور سے معمُور ہو جائے

ترے پرتو سے مِل جائے ہر اک ذرّے کو تابانی

حفیظِ بے نوا بھی ہے گدائے کُوچۂ اُلفت

عقیدت کی جبیں تیری مرّوت سے ہے نورانی

ترا در ہو مرا سر ہو۔ مرا دل ہو ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی!

سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

Marfat.com

آنحضرتؐ کے دادا عبدالمطلب کو خبر ملتی ہے

تھے عبدالمطلب کے بیٹے پوتے اور دس بارہ[1] | پھلا پھولا نظر آتا تھا اپنا خانداں سارا
اگرچہ بولہب عباسؓ، حمزہؓ اور ابوطالبؓ | سبھی زندہ تھے عبداللہ کا غم تھا مگر غالب
جوانی کے دنوں میں اک نرالا خواب[2] دیکھا تھا | درخت نسل ہاشم اس قدر شاداب دیکھا تھا

لہ[1] بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالمطلب کے بہت سے بیٹے تھے۔ حارث، زبیر، ابوطالب، عبدالکعبہ، عبداللہ، ابولہب، مقوم، حجل مغیرہ، حمزہ، ضرار، قثم، عباس، غیداق، مصعب۔ مگر مورخین کو ۱۰ کے حالات معلوم ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی اولاد چلی اور اب تک نسل باقی ہے یہ سب مطلبی کہلاتے ہیں۔ زبیر۔ ابوطالب اور عبدالکعبہ اور عبداللہ یہ چاروں ایک ماں کے بطن سے تھے (دیکھو رحمۃ للعالمین جلد دوم صفحہ ۷۵)

لہ[2] مولوی عبدالحلیم شرر نے اپنی کتاب خاتم المرسلین میں اس خواب کی تفصیل عبدالمطلب کی زبان سے اس طرح بیان کی ہے "عبدالمطلب کا بیان ہے کہ میں ایک دن کعبہ کے کٹہرے کے اندر سو رہا تھا ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک درخت زمین سے اُگا اور بڑھنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آسمان سے جا لگا۔ اور اس کی ٹہنیاں مشرق و مغرب تک پھیل گئیں۔ پھر اس میں ایک روشنی نظر آئی جس سے صاف روشنی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ تمام اہل عرب و عجم اُس کے سامنے جھک رہے ہیں اور وہ درخت باعتبار عظمت و روشنی ساعت بساعت بڑھتا جاتا ہے۔ اسی حالت میں قریش میں سے بعض لوگ تو اس کی ٹہنیوں سے لپٹ گئے اور بعض نے ارادہ کیا کہ اسے کاٹ ڈالیں (باقی دیکھو صفحہ نمبر ۱۳۶)

Marfat.com

کہ اُس کے سائے میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے
مکان و لامکاں دو ٹہنیاں معلوم ہوتے تھے

وہ عبداللہ کو اس خواب کی تعبیر سمجھے تھے
اُسی رُخ کو کتابِ نُور کی تفسیر سمجھے تھے

جوانی ہی میں لیکن ہو گیا جب انتقال اُن کا
رہا بوڑھے پدر کے قلب میں رنج و ملال اُن کا

جواناں مرگیٔ فرزند سے ناشاد رہتے تھے
بچاری حاملہ بیوہ بہو کا رنج سہتے تھے

طوافِ کعبہ کرنا صبح کا معمول تھا اُن کا
دُعا بن کر ہُوا کرتا تھا ظاہر مدعا اُن کا

دُعا یہ تھی کہ "یارب نعمتِ موجود مل جائے
بنو ہاشم کا مُرجھایا ہُوا گلزار کھل جائے"

یونہی اِک روز معمولاً طوافِ کعبہ کرتے تھے
فلک کو دیکھتے تھے اور آہِ سرد بھرتے تھے

اچانک صبح کی پہلی کرن ہنستی ہُوئی آئی
مُبارکباد کہہ کر یہ خبر دادا کو پہنچائی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۵) جب اس کے قریب پہنچے تو ایک نورانی نوجوان نمودار ہوا جس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں اُس نے آتے ہی ان سب کو مار کے ہٹا دیا اور ایسے حملے کیے کہ ان کی پیٹھیں توڑ ڈالیں۔ اور آنکھیں نکال لیں یہ دیکھ کر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر درخت کی کوئی شاخ پکڑ لوں مگر نہ پا سکا۔ اسی حالت میں آنکھ کھل گئی۔ میں گھبرایا ہُوا قریش کی کاہنہ کے پاس دوڑا گیا۔ میرا بیان سن کر اُس کا چہرہ متغیر ہو گیا اور بولی اگر تم سچ کہتے ہو تو تمہاری نسل سے ایک شخص پیدا ہو گا۔ جو سارے مشرق و مغرب کا مالک ہو جائے گا۔ اور لوگ اس کا دین اختیار کریں گے۔" (ختم المرسلین)

Marfat.com

کہ رحمت نے تری سوکھی ہوئی ڈالی ہری کر دی   تری بیوہ بہو کی گود اپنے نور سے بھر دی

ملا ہے آمنہؓ کو فضلِ باری سے یتیم ایسا
نہیں ہے بحرِ ہستی میں کوئی دُرِّ یتیم ایسا

کعبۂ مقصودِ عالم کا طوافِ کعبہ کے لئے لیجایا جانا

اُٹھا سردارِ مکہ یہ نویدِ جاں فزا سُن کر   ادائے شکر کر کے جلد پہنچا آمنہؓ کے گھر
جنابِ آمنہؓ تھیں شوہرِ مرحوم کے گھر میں[1]   مجسّم سورۂ والشمس کی تفسیر تھی بر میں
نظر آتی تھی آج اس گھر میں آبادی ہی آبادی   انگوٹھا چوستا تھا اِس جگہ انسان کا ہادی ﷺ

---

[1] یہ مکان البطاح میں واقعہ تھا۔ اور بعد کے زمانے میں ابن یوسف کا مکان کہلاتا تھا۔ آنحضرت نے یہ مکان بعد فتح مکہ عقیلؓ بن ابی طالب کو دے ڈالا تھا۔ عقیلؓ کے بعد ان کی اولاد نے حجاج بن یوسف کے بھائی محمد یوسف کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اُس نے جب اپنا مکان تعمیر کیا تو اس مکان کو بھی اس میں شامل کر لیا اور اسی وجہ سے محمد بن یوسف کے نام سے مشہور ہوا۔ ابن عباس کے زمانہ میں خلیفہ ہارون الرشید کی ماں خیزراں نے اس متبرک زمین کو اپنے قبضہ میں کر کے وہاں ایک مسجد تعمیر کرا دی۔

(خاتم المرسلین بحوالہ ابن اثیر جلد اوّل صفحہ ۱۶۲)

Marfat.com

حسین آنکھیں کہ جن سے کلفتیں معدوم ہوتی تھیں — فلک کو کچھ سبق دیتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں

اُٹھایا گود میں دادا نے عالی قدر پوتے کو — دکھانے لے چلا حق کا مقامِ صدر پوتے کو

شجر رستے میں اُستادہ ہوئے تعظیم کی خاطر — حجر قدموں کے آگے بچھ گئے تسلیم کی خاطر

نظر میں آج دُنیا کچھ نئی معلوم ہوتی تھی — کہ ہر سو زندگی ہی زندگی معلوم ہوتی تھی

طوافِ کعبہ کرنے جا رہا تھا قبلۂ عالم — کہ جس کی ذات سے حق کی بنائیں ہو گئیں محکم

وہی کعبہ جو ابراہیمؑ کے ایمان کا گھر تھا — جو انسانوں کے ہاتھوں ہر بتِ بے جان کا گھر تھا

وہ گویا اب بلائیں لے رہا تھا گرد پھر پھر کر — ھُوَاللّٰہُ اَحَد کہتے تھے بُت سجدے میں گر گر کر

یہاں سے ہو کے عبدالمطلب فی الفور گھر پلٹے — خدا سے خیر و برکت کی دُعائیں مانگ کر پلٹے

امانت آمنہؓ کی آمنہؓ کے بر میں پہنچا دی — غلاموں لونڈیوں نے اِس خوشی میں پائی آزادی[1]

بشارت کے مطابق آمنہؓ نے نام بتلایا — فرشتوں نے بتایا تھا کہ احمدؐ ہے ترا جایا

---

[1] اور تو اور۔ ابولہب نے بھی آپ کی ولادت کا مژدہ سُن کر اپنی ایک لونڈی ثویبہ نامی کو آزاد کر دیا تھا۔ یہی وہ خوش نصیب عورت ہے۔ جس نے پہلے پہل آنحضرتؐ کی دایہ بننے اور دُودھ پلانے کی سعادت حاصل کی ؎

Marfat.com

کہا دادا نے اے بیٹی مرا پوتا محمدؐ ہے[1] — کہ دُنیا بھر کے انسانوں سے اعلیٰ اور امجد ہے

عرب کی دُودھ پلانے والی عورتیں

حلیمہ سعدیہؓ[2] کی غریبی

شریفانِ عرب کا قاعدہ تھا اس زمانے میں — کہ بچے ان کے پلتے تھے کسی بدوی گھرانے میں

اسی مقصد سے بدوی عورتیں ہر سال آتی تھیں — بڑے شہروں سے نوزائیدہ بچے لے کے جاتی تھیں

پلا کر دُودھ اپنا پالتی تھیں نونہالوں کو — عوض دولت میں دینا پڑتا تھا اولاد والوں کو

---

[1] رحمۃ للعالمین صفحہ ۱۹۔ دادا نے آنحضرت کا نام محمدؐ اور ماں نے خواب میں ایک فرشتے سے بشارت پاکر احمدؐ رکھا تھا" خطبات احمدیہ صفحہ ۱۳۱۔ حدیث میں ہے کہ زمین پر میرا نام محمدؐ اور آسمان پر احمدؐ ہے۔

[2] حضرت حلیمہ سعدیہ کا اسلام لانا ثابت ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے تاریخ میں ابن جوزی نے حدا میں منذری نے "مختصر سنن ابی داؤد" میں ابن حجر نے "اصابہ" میں ان کے اسلام لانے کی تصریح کی ہے۔ حافظ مغلطائی نے ان کے اسلام پر ایک مختصر رسالہ لکھا ہے جس کا نام "التحفۃ الجسیمہ فی لاسلام حلیمہ" ہے۔ عہدِ نبوت میں جب وہ آپؐ کے پاس آئیں تو آپؐ "میری ماں" کہہ کر لپٹ گئے۔ (سیرت النبی صفحہ ۱۶۲-۱۶۳)

Marfat.com

جو بچے اِس طرح سے کاٹتے تھے دن رضاعت کے / بڑے ہو کر نظر آتے تھے وہ پُتلے شجاعت کے

یہ بچے جنگ کو اِک کھیل بچّوں کا سمجھتے تھے / یہ تلواروں کی جھنکاروں کو اِک نغمہ سمجھتے تھے

چنانچہ شہر میں امسال بھی کچھ عورتیں آئیں / بیابانوں سے اپنے ساتھ نہریں دُودھ کی لائیں

قریشی نسل کے اطفال کی ہر دل میں خواہش تھی / امیروں کا کوئی بچّہ ملے یہ سخت کاوش تھی

یہ دایہ عورتیں تھیں سعد کے بدوی قبیلے[۱] کی / انہیں میں تھی حلیمہ سعدیہؓ اور اس کا شوہر بھی

حلیمہؓ قافلے بھر میں غریب اور سب سے کمتر تھی / پھر اس کی اُونٹنی بھی دُبلی پتلی اور لاغر تھی

بچاری قافلے کے پیچھے پیچھے چلتی آتی تھی / حلیمہؓ چپ تھی بچّہ ساتھ تھا اور خشک چھاتی تھی

گھروں میں مقدرت والوں کے پہنچیں عورتیں ساری / حلیمہؓ رہ گئی ڈیرے پہ بیٹھی شرم کی ماری

وہ زرداروں کے بچّے لے کے واپس لوٹ بھی آئیں / حلیمہ سعدیہؓ نے دو کھجوریں بھی نہیں پائیں

بالآخر قافلے کی واپسی کا روز آپہنچا / بچاری کے لئے اِک ناوکِ دلدوز آپہنچا

۱۔ ہوازن کا قبیلہ جو بنی سعد بھی کہلاتا تھا۔ فصاحت و بلاغت میں مشہور ہے۔ ابن سعدؒ نے طبقات میں روایت کی ہے۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مَیں تم سب سے فصیح تر ہُوں کیونکہ میں قریش کے خاندان سے ہوں اور میری زبان بنی سعد کی زبان ہے۔

Marfat.com

شکستہ خاطری سے اب دلِ مایوس بھر آیا — مُرادیں سب نے پائیں ہائے میں نے کچھ نہیں پایا

اُٹھی اِس سوچ میں چل کر طوافِ کعبہ کر آؤں — وہاں سے آکے سوچوں گی کہ ٹھہروں یا چلی جاؤں

مری قسمت بھلی ہوتی تو کوئی طفل مِل جاتا — غریبی ہی میں اس کو پال لیتی مجھ سے ہِل جاتا

پلا سے دودھ کم ہے تو بھی وہ مجھ کو خوشی دیتا — مرا بچہ بچارا اونٹنی کا دودھ پی لیتا"

یہ باتیں سوچتی تھی دل ہی دل میں روتی جاتی تھی — کوئی بچہ نظر آئے تو بیکل ہوتی جاتی تھی!

اچانک اس کو عبدالمطلب نے دور سے دیکھا — حلیمہ کو بلایا رنج و غم کا ماجرا پوچھا

کہا میں سعدیہ عورت ہوں یعنی بدویہ دایا — حلیمہ نام ہے میں نے کوئی بچہ نہیں پایا

قبیلے والیاں لائی ہیں کیسے پھول سے لڑکے — رہی جاتی ہوں میں اور قافلے کا کوچ ہے تڑکے

ہنسے یہ سن کے عبدالمطلب اور ہنس کے فرمایا — کہ ہاں اے نیک بی بی! اے حلیمہ سعدیہ دایا

حلیمی اور سعادت خوبیاں دو پاس ہیں تیرے — انہی دونوں کے باعث کام سارے راس ہیں تیرے

مرے پاس ایک بچہ ہے پدر جس کا نہیں زندہ — مگر اک خاص جلوے سے ہے چہرہ اس کا تابندہ

تمہارے ساتھ والی عورتیں بھی گھر میں آئی تھیں — زر و انعام پانے کی اُمیدیں ساتھ لائی تھیں

Marfat.com

وہ اس بچے کے لینے کا ذرا بھی دم نہ بھرتی تھیں
یتیمی دیکھ کر بے چاریاں انکار کرتی تھیں

یتیم اور بے سروسامان بچہ تو اگر چاہے
اُسے لے جا اگر بدلہ نہ چاہے اور نہ زر چاہے"

یہ کہہ کر ایک ہلکا سا تبسم آگیا لب پر
یہ معنیٰ تھے مرا بچہ ہے بالا مال و جاں سب پر

حلیمہ نے کہا "دریافت کر لوں اپنے شوہر سے
مُبادا وہ خفا ہو اور میری جان پر برسے"

یہ کہہ کر جلد جلد آئی حلیمہ اپنے ڈیرے پر
کہا "قسمت سے بچہ مل گیا ہے مجھ کو اے شوہر!

مگر اس کا پدر زندہ نہیں کہہ دو تو لے آؤں
یہاں سے قافلے کے ساتھ خالی گود کیا جاؤں

ہماری ساتھنیں بچوں کی دولت لے کے جائیں گی
ہنسیں گی مجھ پہ طعنے دینگی سو باتیں بنائیں گی"

کہا شوہر نے "ہاں لے آؤ شاید کچھ بھلائی ہو
ہماری بہتری اس طفل کی صورت میں آئی ہو

اگرچہ اونٹنی کا اور تمہارا دودھ بھی کم ہے
مگر مالک کی رحمت پر بھروسہ ہے تو کیا غم ہے

آنحضرتؐ کے بچپن کی برکات

حلیمہؓ جلد عبدالمطلب کے پاس لوٹ آئی
وہ اس کو لے کے گھر پہنچے کتابِ نور دکھلائی

Marfat.com

جو دیکھا آمنہؓ کو آمنہؓ کے لالؐ کو اُس نے
خوشی سے تج دیا دُنیا کے جاہ و مال کو اُس نے

یہی وہ ماں تھی جس سے مادرِ گیتی کی عزت تھی
یہی بچہ تھا جس سے خالقِ ہستی کی عظمت تھی

حلیمہؓ نے اُٹھایا آ کے بچّہ دستِ اُلفت پہ
برستا تھا تبسم سادگی بن بن کے صورت پہ

کسی نے بھی نہ پائی تھی وہ دولت مل گئی اس کو
جو تھی معنی ہی معنی اب وہ صورت مل گئی اس کو

چلی ڈیرے کی جانب آج ایسے نُور کو لے کر
مہ و خورشید صدقے ہو رہے تھے جس کے قدموں پر

پلایا دُودھ جب اس طفل کو تو ہو گئی حیراں
کہ چھاتی بن گئی تھی دُودھ کی اِک نہرِ بے پایاں

یہ برکت روزِ اوّل ہی سے دیکھی جب حلیمہ نے
ہُوئی حیران، اندیشے مٹائے سب حلیمہ نے

کیا سیراب اپنے دُودھ سے اپنے پسر کو بھی
سُلا کر دونوں بچوں کو خوشی سے خود بھی جا سوئی

یتیمِ مکّہ صحرائی گھر کی طرف

بڑھائے اپنے اپنے اُونٹ سب نے نور کے تڑکے
کجاووں پر تھیں دایہ عورتیں اور ساتھ کے لڑکے

اُٹھا شوہر حلیمہ کا اور اپنی اُونٹنی لایا
حلیمہ اور دونوں بچوں کو اِک ساتھ بٹھلایا

Marfat.com

چلا خود آپ پیدل اونٹنی دُبلی تھی بیچاری ۔۔۔ کسی صورت نہ ہو سکتی تھی اس پر سب کی اسواری
جب آئے تھے تو پیچھے تھک کے رہ جاتی تھی منزل سے ۔۔۔ وہ اپنے آپ ہی کو لے کے چل سکتی تھی مشکل سے
مگر آج اس نے دکھلائی کچھ ایسی تیز رفتاری ۔۔۔ جو آگے چل رہی تھیں اب وہ پیچھے رہ گئیں ساری
یکایک ہر ہوں کے پاس سے جس دم گذرتی تھی ۔۔۔ تو ہر عورت تعجب کا وہیں اظہار کرتی تھی
ارے پہلی ہے تیری اونٹنی یا اور ہے کوئی ۔۔۔ نہیں پہلی کہاں، ایماں سے کہنا اور ہے کوئی"
حلیمہ کہتی تھی" ہاں ہاں وہی تو ہے وہی تو ہے ۔۔۔ یہ سرِ ناک ہے تھوتھنی ہر شے وہی تو ہے"
یہ سُن کر عورتیں بیچاریاں حیران ہوتی تھیں ۔۔۔ نگاہیں گرد پھر پھر کر بلا گردان ہوتی تھیں
حلیمہؓ کی سواری اس قدر جب تازہ دم دیکھی ۔۔۔ سوار اُس اونٹنی پر ہو گیا اب اس کا شوہر بھی
مگر یہ ہو گئی تھی تیز رَو اور برق دَم ایسی ۔۔۔ کہ سارے قافلے سے پہلے منزل پر پہنچتی تھی

بیابان پر ابرِ رحمت کا سایہ

جب آئے تھے تو اس کا دُودھ کم کیا تھا بہت کم تھا ۔۔۔ مگر اس مرتبہ منزل پہ آکر جب اُسے دوہا

Marfat.com

تو اتنا دُودھ نکلا جو زیادہ تھا ضرورت سے
لگے مُنہ دیکھنے اِک دوسرے کا دونوں حیرت سے

کہا شوہر نے "اے بی بی یہ اس بچّے کی برکت ہے
اسی کا صدقہ ہے ورنہ ہماری کیا لیاقت ہے"

حلیمہ نے کہا واللہ میں بھی ہوں بہت حیراں
نظر آتا ہے مجھ کو ہاشمی لڑکا بہت ذی شاں

مسرت ہوتی ہے جب اس کا چہرا دیکھتی ہوں میں
کہ اُس پر طور کے پھولوں کا سہرا دیکھتی ہوں میں

غرض اس شان سے مائی حلیمہ اپنے گھر آئی
متاعِ دنیوی و اُخروی آغوش میں لائی!

یہاں پر قحط تھا ہر سُو نہ دانہ تھا نہ چارا تھا
کہ اب تک مینہ نہ برسا تھا یہاں جس کا سہارا تھا

مویشی مر رہے تھے لوگ فاقے کر رہے تھے سب
بتوں سے اپنے اپنے دیوتا سے ڈر رہے تھے سب

حلیمہ کی زمیں کا حال سب لوگوں سے بدتر تھا
نکمّی تھی زمیں اس کا زیادہ حصّہ بنجر تھا

وہ لے آئی تھی لیکن گھر میں اس سامانِ رحمت کو
مٹایا جس کی ذات پاک نے ہر ایک زحمت کو

چرائی کے لئے ہر صبح اس کی بکریاں جاتیں
خُدا کے فضل سے سب سیر ہو کر پیٹ بھر آتیں

حلیمہ اور کنبہ بکریوں کے دُودھ پر جیتے
پلاتے دُودھ مہمانوں کو بھی اور آپ بھی پیتے

قبیلے والے بھی سیراب تھے اس ابرِ رحمت سے
یتیمی کے سبب انکار تھا جس کی رضاعت سے

سبھی حیران تھے لیکن انہیں اسکی خبر کیا تھی
کہ رحمت کی نظر مفلس حلیمہؓ ہی کی جو یا تھی

رہے محروم اس دولت سے دولت ڈھونڈنے والے
سبھی کچھ پا گئے دامانِ رحمت ڈھونڈنے والے

حلیمہؓ کا گھرانا خوش تھا اپنی خوش نصیبی پر
یہ بچہ ایک دامن تھا یتیمی پر غریبی پر

تھا اک سادہ سے گھر میں دولتِ کونین کا وارث
رضاعی ماں حلیمہؓ تھی رضاعی باپ تھا حارث[1]

رضاعی بہنیں شیمہ[2] اور انیسہ بس یہی دو تھیں
عفیفہ تھیں محبت کرنے والی تھیں دُعا گو تھیں

رضاعی بھائی دو تھے جن میں عبداللہ[3] ہمسن تھا
یہ سب نگراں تھے جب اللہ کا محبوب کم سن تھا

رضاعت سے بعثت تک کا بیان

نجاتِ دو جہاں تھی جس کے دامانِ کریمی میں
وہ بچہ پل رہا تھا آج آغوشِ یتیمی میں

[1] مائی حلیمہ کے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ آنحضرت کی بعثت کے بعد مکے میں آئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے آپ نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ "یہ آپ کیا کہتے ہیں"۔ آنحضرت نے فرمایا "ہاں وہ دن آئے گا میں آپ کو دکھا دوں گا کہ میں سچ کہتا تھا"۔ حارث فوراً ایمان لے آئے (سیرت النبی علامہ شبلی)

[2] ان کا نام حذافہ تھا شیمہ کے لقب سے مشہور تھیں۔

[3] عبداللہ اور شیمہ کا اسلام لانا ثابت ہے باقیوں کا حال معلوم نہیں (سیرت النبی از علامہ شبلی)

Marfat.com

وہ بچہ ہاں وہ بچہ جو سبق آموزِ دنیا تھا
گلِ تقدیس تھا لیکن نظر افروزِ صحرا تھا

تمنا تھی حفیظ اے کاش عمرِ نوح مل جاتی
مرے قالب کو اک جبریل کی سی روح مل جاتی

بیاں کرتا میں حالِ نونہالِ گلشنِ خوبی
دکھاتا قدرتِ حق کا کمالِ شانِ محبوبی

وہ بچپن کا زمانہ کس طرح گذرا بیاں کرتا
حقیقت کا فسانہ پردے پردے میں عیاں کرتا

بیاں کرتا، حلیمہ کس طرح سے دودھ دیتی تھی
بیاں کرتا، انیسہ گود میں کس طرح لیتی تھی

بیاں کرتا کہ شیما لوریاں[۱] دیتی تھی کیا کہہ کر
جسے ھٰذا اخٌ لی کا خیال آتا تھا رہ رہ کر

بیاں کرتا کہ بھیڑ اور بکریاں بھی سجدے کرتی تھیں
فضائے دشت کی چڑیاں بھی دم الفت کا بھرتی تھیں

بیاں کرتا کہ سورج شرق پر کیوں جگمگاتا تھا
بیاں کرتا زمیں پر چاند کیوں چادر بچھاتا تھا

بیاں کرتا ستارے رات بھر کیوں رقص کرتے تھے
بیاں کرتا کہ صبح و شام کیوں یہ رنگ بھرتے تھے

---

۱ شیما آپ کو لوری دیتی اور یہ مصرعے پڑھتی تھی۔

ھٰذا اخٌ لی لم تلدہ امی
ولیس من نسل ابی و عمی
فانمہ اللھم فیما تنمی

یہ میرا بھائی ہے جو نہ میری ماں کے بطن سے ہے نہ میرے باپ اور چچا کی نسل سے اے اللہ اسے بڑھا کر بڑا کر۔

سیرت الحبیب جلد ۱ صفحہ ۹۸ بحوالہ خاتم المرسلین از مولنا شرر صفحہ ۱۸

Marfat.com

بیاں کرتا، کہ فطرت خود بخود کس طرح پلتی ہے — اندھیرے سے تجلی کی سحر کیونکر نکلتی ہے

بیاں کرتا ہے شقِ صدر کی اصلی حقیقت کیا — ہوا کیوں چاک سینہ اور تھی اس کی ضرورت کیا؟

بیاں کرتا، کہ آنحضرت کا بچپن کس طرح گذرا — لڑکپن کے چمن سے سروِ گلشن کس طرح گذرا

بیاں لازم تھا صحرائی وطن سے گھر میں آنے کا[1] — محمدؐ کے دوبارا دامنِ مادر میں آنے کا[2]!

مدینے کے سفر میں ماں کی ہمراہی بیاں کرتا — پدر کے مدفنِ راحت سے آگاہی بیاں کرتا[3]

بیاں کرتا وفاتِ آمنہؓ کا حالِ حسرت زا — بیاں کرتا مقدس ہو گیا کیوں خطۂ ابوا[4]

بیاں کرتا کہ جب اُٹھتا ہے سر سے سایۂ مادر — یتیم اسوقت آنسو پونچھتے ہیں منہ سے کیا کہہ کر

---

[1] دو برس کی رضاعت کے بعد اوّل بار حلیمہؓ آپ کو لیکر مکے میں آئیں لیکن چونکہ حلیمہؓ کو آپ سے محبت ہو گئی تھی اور غیبی برکات کے سبب آپ کو جُدا کرنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ نیز مکے میں اِن دنوں وَبا پھیلی ہوئی تھی اس لئے بعد اصرار پھر واپس لے گئیں۔

[2] اس میں اختلاف ہے کہ آپ حضرت حلیمہ کے یہاں کے برس رہے ابن اسحاق نے وثوق کے ساتھ چھ برس لکھا ہے (سیرت النبی علامہ شبلی)

[3] آپکی والدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینے گئیں چونکہ آنحضرت کے دادا کی ننھال خاندان بنجار میں تھی۔ اسلئے وہاں ٹھہریں۔ حضرت آمنہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے گئیں۔ جو مدینہ میں مدفون تھے (سیرت النبی صفحہ ۱۶۲)

[4] واپس آتے ہوئے جب مقامِ ابوا پر پہنچیں تو سیدہ آمنہؓ کا انتقال ہو گیا اور اسی جگہ مدفون ہوئیں۔ ابوا ایک گاؤں کا نام ہے جو جحفہ سے ۲۳ میل پر واقع ہے ÷

Marfat.com

بیاں کرتا کہ جب غربت میں یہ صدمہ گذرتا ہے — تو شش سالہ یتیم اس وقت کیسا صبر کرتا ہے

بیاں کرتا کہ پھر مکے میں آئے حضرتِ والا[1] — بیاں کرتا کہ عبد المطلب نے کتنے دن پالا

وہ عبد المطلب کا سایۂ شفقت بھی اٹھ جانا[2] — وہ اس نورِ حقیقی کا ابو طالب کے گھر آنا[3]

چچا کا پرورش کرنا بھتیجے کا بڑے ہونا — وہ کرنا کام کاج اور اپنے پیروں پر کھڑے ہونا

وہ دس سال کا دن بکریوں کی گلّہ بانی کے[4] — لڑکپن سادگی کا پیش خیمے نوجوانی کے

---

[1] مدینے کے سفر میں حضرت آمنہؓ کے ساتھ ام ایمنؓ بھی تھیں جو حضرت آمنہ کی لونڈی تھیں۔ آنحضرت کو حلیمہؓ سے پہلے کچھ دن دودھ بھی پلا چکی تھیں۔ چنانچہ جب حضرت آمنہؓ کا ابواء میں انتقال ہو گیا۔ تو ام ایمنؓ آنحضرت کو ساتھ لے کر مکّہ میں آئیں ؛

[2] عبد المطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی اور حجون میں مدفون ہوئے۔ آنحضرت کی عمر آٹھ برس کی تھی۔ عبد المطلب کا جنازہ اٹھا تو آپ فرطِ محبت سے آنسو بہاتے ہوئے ساتھ ساتھ گئے تھے (سیرت النبی)

[3] عبد المطلب نے مرتے وقت اپنے بیٹے ابو طالب کو آنحضرت صلعم کی تربیت سپرد کی اور ابو طالب نے اس فرض کو اپنی موت کے دن تک اس طرح نباہا کہ نظیر نہیں ملتی + عبد المطلب کے دس بیٹے مختلف ازواج میں سے (موجود) تھے۔ ان میں سے آنحضرت صلعم کے والد عبد اللہ اور ابو طالب ماں جائے بھائی تھے۔ اس لئے عبد المطلب نے آپ کو ابو طالب ہی کے آغوش تربیت میں دیا۔ ابو طالب آپ سے اس قدر محبت رکھتے تھے کہ آپ کے مقابلے میں اپنے بچوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ سوتے تو آنحضرت کو ساتھ لے کر اور باہر جاتے تو آپکو ساتھ لے کر جاتے (سیرت النبی صفحہ ۱۶۵)

([4] دیکھو صفحہ ۱۵۰)

یہ گلہ بانی اقوام کی تمہید تھی گویا — سلف کے ہادیانِ قوم کی تائید تھی گویا

چچا کے ساتھ ارضِ شام کا لمبا سفر کرنا — یہودی اور مسیحی راہبوں کے دل میں گھر کرنا[۱]

نرالی تھی متانت جس طرح اُس کے لڑکپن کی — نرالی تھی جوانی بھی جوانِ پاک دامن کی

شرافت ہو جہاں حُسنِ ازل کا دائمی گہنا — سکھاتا ہے وہی پاکیزہ رہنا خوش چلن رہنا

الگ رہنا وہ رسمِ رزم و بزمِ جاہلیت سے — وہ نفرت شرک سے اور مشرکوں کیساتھ شرکت سے[۲]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۹) طبقات ابن سعد جلد اول میں بخاری نے کتاب لاجارہ میں آنحضرت صلعم کا قول نقل کیا ہے کہ میں قراریط پر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ابراہیم حربی کے قول کے مطابق قراریط ایک مقام کا نام ہے جو اجیاد کے قریب ہے ÷

ا؎ مورخین نے بحیرا راہب کا قصہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ بصرہ کے مقام پر اس راہب نے آسمانی کتابوں کی بشارتوں اور پیشین گوئیوں کے مطابق دیکھ کر آپ کو پہچان لیا۔ اسی طرح بعض یہودیوں کے کاہنوں نے آپ کو پہچان لیا۔ کہ آپ ہی وہ نبیؐ ہیں جس کی خبر انبیائے سلف دیتے چلے آئے تھے ÷

۲؎ آپ نے لڑکپن میں بھی نہ تو کبھی بتوں کی تعظیم کی نہ کوئی چڑھاوا چڑھایا۔ بلکہ بتوں پر چڑھائی ہوئی چیز بھی کبھی استعمال کی جوانی میں جب تک نبوت تفویض نہ ہوئی تھی۔ آپ ملت حنیفہ ابراہیمیہ کے پابند تھے اور سچے واحد ذوالجلال کے سوا کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ آپ خانہ کعبہ میں جاتے تھے اور اسے معبد الٰہی مانتے تھے لیکن آپ نے کبھی ان بتوں کی طرف خیال نہیں کیا جو اندرونِ کعبہ مشرکین نے رکھ چھوڑے تھے ساری قوم ان بتوں سے حاجتیں طلب کرتی تھی۔ مگر آپ کعبہ میں جاکر بتوں سے منہ پھیر کر فرماتے لَبَّیْکَ حَقًّا تَعَبُّدًا وصدقاً عذت بما عاذ بہ ابراہیم یعنی اللہ تیری درگاہ میں حاضر ہوں۔ حق بندگی عبادت گذاری اور سچائی کے ساتھ اور اس سے پناہ مانگتا ہوں جس سے ابراہیم نے پناہ مانگی ÷

Marfat.com

وہ عہدِ تام[۱] مظلوموں کی امداد واعانت کا　　وہ آوازہ صداقت کا دیانت کا امانت کا
وہ خوش خُلقی وہ دانائی وہ شانِ نیک کرداری　　صداقت کی تجارت پیشگی وہ راست گفتاری[۲]
یہ سب کچھ میں بیاں کرتا نہایت لطف لے لیکر　　تواریخی و قرآنی حوالے ساتھ دے دے کر
بیاں کرتا خدیجہؓ[۳] کی شرافت کو نجابت کو　　وہ جس کا مال لے کر آپ نکلے تھے تجارت کو
بیاں کرتا کہ آیا کس طرح پیغام[۴] شادی کا　　سبق دیتا جہانِ شوق کو عالی نہادی کا

۱۔ آنحضرتؐ نے مکّے کے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر ایک عہد باندھا تھا کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا اور کوئی ظالم مکّے میں نہ رہنے پائے گا۔ آنحضرت صلعم عہدِ نبوت میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ معاہدہ کے مقابلے میں اگر مجھ کو سُرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں نہ بدلتا۔ اور آج بھی ایسے مُعاہدے کے لئے کوئی بلائے تو میں حاضر ہوں۔

۲۔ آپ نے جوانی میں کاروبار تجارت اختیار کیا۔ اور اسی سلسلے میں یمن، شام، بصرہ وغیرہ کے سفر بھی کئے اور تجارت میں کامیاب دیانتدار اور خوش معاملہ تاجر کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ بعض لوگ تجارت میں آپ کے شریک بھی رہے ہیں۔ چنانچہ سائب بن ابی سائب آپ کے شریک تھے۔ سائب کا بیان ہے کہ میں آپ کی معاملت اور دیانت دونوں سے ہمیشہ خوش رہا۔

۳۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ ایک شریف النفس پاکیزہ اخلاق قریش کے ایک نہایت معزز گھرانے کی خاتون تھیں۔ آپ کے والد کا نام خویلد تھا جو مکّے کے معزز رئیس تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب پانچ پشت اوپر آنحضرتؐ کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے یعنی خدیجہ ابن خویلد ابن اسد ابن عبدالعزےٰ ابن قصیّ۔ عبدالعزیٰ حضرت عبدالمطلب کے دادا عبدِ مناف بن قصیّ کے بھائی تھے۔

۴۔ دیکھو صفحہ ۱۵۲۔

Marfat.com

بیاں کرتا کہ یہ شادی عرب کی خوش نصیبی تھی ۔۔۔ محمدؐ پاک شوہر تھا خدیجہؓ پاک بی بی[1] تھی

بیاں کرتا کہ گزری ازدواجی زندگی کیسی[2] ۔۔۔ نظر والوں کو ملتی روح کی تابندگی کیسی

محبت ہی سے تہذیب و تمدن کی ہیں بنیادیں ۔۔۔ بیاں کرتا کہ دیں اللہ نے کیسی پاک اولادیں[3]

بیاں کرتا کہ قاسمؓ طیّب و طاہرؓ تھے بیٹے ۔۔۔ کہ بچپن ہی میں جو آرام سے تربت میں جا لیٹے

خدیجہ ہی سے حق نے آپ کو سب بیٹیاں بھی دیں ۔۔۔ یہ زینبؓ اور رقیہؓ ام کلثومؓ اور زہراؓ تھیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۱) خدیجہ بیوہ ہو چکی تھیں آپ کی تجارت اُس بیوگی کی حالت میں بھی دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھی آپ نے آنحضرت کی تاجرانہ دیانت و امانت، راستبازی حسنِ معاملت اور پاکیزہ سیرت کا شہرہ سُنا تو آنحضرت کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ آپ میرا مالِ تجارت لے کر شام کو جائیں + بصریٰ سے واپسی پر حضرت خدیجہؓ نے آپ کے پاس شادی کا پیغام بھیجا۔ تاریخ معیّن پر ابو طالبؓ، حمزہؓ اور تمام رؤسائے خاندان خدیجہؓ کے مکان پر گئے اُدھر سے عمر بن اسد یعنی حضرت خدیجہؓ کے چچا نے خطبہ پڑھا۔ اِدھر سے ابو طالب نے پانچ سو طلائی درہم مہر مقرر ہوا تھا ÷

[1] حضرت خدیجہ چونکہ نہایت شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق تھیں۔ جاہلیت میں لوگ ان کو "طاہرہ" کے نام سے پکارتے تھے ÷

[2] آنحضرت کی عمر شادی کے وقت ۲۴ سال کی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ آنحضرت نے خدیجہ کی زندگی میں دوسری شادی نہ کی ÷

[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس قدر اولادیں ہوئیں بجز حضرت ابراہیم کے حضرت خدیجہؓ ہی کے بطن سے ہوئیں +

Marfat.com

بیاں کرتا محبت کس قدر تھی رشتہ داروں سے — عزیزوں دوستوں سے شہریوں سے اور یاروں سے

بیاں کرتا عرب میں عام تھا لطف و کرم کس کا — یتیموں اور بیواؤں کے دل میں تھا بھرم کس کا

بیاں کرتا کہ سارا ملک کہتا تھا امینؐ کس کو — مگر بھیجا تھا حق نے کر کے ختم المرسلینؐ کس کو

قبائل کا بہم تعمیرِ کعبہ کے لئے آنا — وہ سب کا سنگِ اسود کے اُٹھانے پر بگڑ جانا [1]

لہو میں [2] ہاتھ بھرنا لڑنے مرنے کی قسم کھانا — گھٹاؤں کی طرح غصّے کے طوفانوں کا ٹکرانا

وہ ہٹ وہ ضد وہ اپنوں کا سراسر غیر ہو جانا — مگر خیر الامینؐ کا آ کے وجہ خیر ہو جانا [3]

---

[1] کعبہ کی تعمیر سیلاب وغیرہ کے سبب کمزور ہو گئی۔ لہٰذا قریش نے ارادہ کیا کہ اسے دوبارہ تعمیر کر دیں۔ عرب کے تمام قبائل اس مذہبی کام میں حصے لینے کے لئے اکٹھے ہو گئے اور عمارت کے مختلف حصّے آپس میں تقسیم کر لئے کہ کوئی قبیلہ اس شرف سے محروم نہ رہ جائے۔ لیکن جب حجرِ اسود کے نصب کرنے کا موقع آیا۔ تو سخت جھگڑا ہوا۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا۔ کہ یہ خدمت اُس کے ہاتھ سے انجام پائے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ تلواریں کھنچ گئیں ÷ (سیرت النبی صفحہ ۱۷۱)

[2] عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی شخص جان دینے کی قسم کھاتا تو پیالے میں خون بھر کے اس میں انگلیاں ڈبو لیتا تھا۔ اِس موقع پر بھی بعض دعویٰ دار قبائل نے یہ رسم ادا کی اور مرنے مارنے کی ٹھان لی ÷

(سیرت النبی صفحہ ۱۷۲)

[3] چار دن تک ہنگامہ برپا رہا آخر ابو اُمیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے معمّر تھا۔ رائے دی۔ کہ کل صبح کو سب سے پہلے جو شخص حرم میں داخل ہو وہی ثالث قرار دیا جائے کرشمہ بانی (بقیہ دیکھو صفحہ ۱۵۴)

Marfat.com

وہ چادر کا بچھانا اُس پہ رکھنا سنگِ اسود کا　　یہ زندہ معجزہ قبلِ نبوت تھا محمدؐ کا[۱]

وہ پتھر نصب کرنا آپ خود جھگڑے کا چُک جانا　　وہ ہر اک جنگجو کا آشتی کی سمت جُھک جانا

یتیموں کی خبر لینا غلاموں کی مدد کرنا　　طلب کرنے سے نفرت خود سوالی کو نہ رد کرنا

بیاں کرتا ہیں سارے حالتیں قبلِ نبوت کی　　طبیعت کا وہ سوز و ساز وہ تسکین خلوت کی

غریبوں پر ترس کھانا خدا کے خوف سے ڈرنا　　وہ چھپ چھپ کر حرا[۲] کے غار میں یادِ خدا کرنا

(بقیہ صفحہ ۱۵۳) دیکھو کہ صبح کو سب سے پہلے لوگوں کی نظریں جس نور پر پڑیں وہ جمالِ جہاں تاب محمدی تھا۔ آپ کو دیکھ کر شور مچ گیا امین آگیا امین آگیا اور سب نے بخوشی آپ کو ثالث مان لیا۔

۱ رحمتِ عالم نے فرمایا جو قبائل دعوے دار ہیں سب ایک ایک سردار کا انتخاب کریں۔ پھر آنحضرت نے اپنی چادر بچھا کر دستِ نبوت سے سنگِ اسود کو اُٹھایا۔ اور اپنی چادر پر رکھ دیا۔ اور قبائل کے منتخب سرداروں سے کہا اب اس چادر کے کنارے پکڑ کر سنگِ اسود کو اُٹھاؤ اور مقررہ مقام پر لے چلو۔ چنانچہ سب نے اُٹھایا۔ جب چادر موقع کے برابر آگئی تو رحمتِ عالم نے حجرِ اسود کو پھر اٹھایا اور خود نصب فرمادیا (گویا اشارہ تھا کہ دینِ الٰہی کا آخری تکمیلی پتھر بھی انہی ہاتھوں سے نصب ہوگا)

(سیرت النبی صفحہ ۱۷۲)

۲ مکہ معظمہ سے تین میل پر ایک غار ہے جس کو حرا کہتے ہیں۔ آپ ہفتوں وہاں جاکر قیام فرماتے اور مراقبہ کرتے۔ کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے۔ وہ ہو چکتا تو پھر گھر پر تشریف لاتے۔ اور پھر واپس جاکر مراقبہ میں مصروف ہوتے۔

وہ صبحِ نور کا نظارہ وہ جبریل کا آنا
ادب سے وہ نبوت کا لباسِ نور پہنانا

وہ اِقْرَاْ کا سبق وہ ایک اُمی کا سبق پڑھنا
وہ ہمت کی بلندی اور ذوق و شوق کا بڑھنا

وہ کثرت کے مقابل ایک وحدت لے کے آجانا
وہ فرمانِ خدا یعنی نبوت لے کے آجانا

مُصنِّف کا اعترافِ عجز

میں یہ سب کچھ بیاں کرتا مگر ہمت نہیں پڑتی
یہ نازک مرحلے ہیں اور مری جرأت نہیں پڑتی

لہ نبوت کا دیباچہ تھا کہ خواب میں آپ پر اسرار منکشف ہونے شروع ہوئے جو کچھ آپ خواب میں دیکھتے بعینہٖ وہی پیش آتا ایک دن جب کہ آپ حسبِ معمول غارِ حرا میں محو مراقبہ تھے۔ فرشتۂ غیب نظر آیا جو آپ سے کہہ رہا ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (سورہ اقراء)

پڑھ اس خدا کا نام جس نے کائنات کو پیدا کیا۔ اور جس نے انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا خدا کریم ہے۔ وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔

Marfat.com

ادب اے خامۂ گستاخ جھک جا سرنگوں ہو جا
تحیّر خیز نظاروں میں عقل و ہوش کو کھو ج

بیاں کرتا بیاں کرتا! یہ آخر گفتگو کیا ہے!
اگر کہہ دے کوئی تیرا بیاں کیا اور تو کیا ہے

مرا منہ اور سرکارِ محمدؐ کی ثناخوانی
مجھے معلوم ہے اپنے سخن کی تنگ دامانی

نہیں ہرگز کوئی دعویٰ نہیں ہے لب کشائی کا
دہن کیا ہے مرا ہاں ایک کاسہ ہے گدائی ک

میں حیثیت سوالی کے سوا کچھ بھی نہیں رکھتا
متاعِ بے کمالی کے سوا کچھ بھی نہیں رکھتا

نہ یارائے سخن سنجی نہ دعوائے زباں دانی
اگر کچھ پاس ہے تو بس عقیدت کی فراوانی

مگر ہاں مدعا ہے خدمتِ اسلام مدّت سے
کہ میں نے بھی پیئے ہیں چند قطرے جامِ وحدت سے

کروں سیرت نگاری یہ نہیں ہے حوصلہ میرا
کہ غزوات حق و باطل ہیں اصلی معرکہ میرا

رسولِ پاک کی سیرت سے واقف اک زمانہ ہے
مجھے بعثت کے بعد اب نقطۂ اصلی پہ آنا ہے

باب پنجم

آفتابِ ہدایت کا طلوع

مقصدِ بعثت

مظلوم دنیا کی دعائیں

وہ مقصد جس کی خاطر آپ اس دنیا میں آئے تھے ‏ ‏ وہ قرآں جس کو انسانوں کی خاطر آپ لائے تھے

وہ پیغامِ محبت وہ نجات اولادِ آدم کی ‏ ‏ زمینِ صدق پر رکھنا تھی بنیاد عالم کی

اب اُس کا وقت آپہنچا تھا اب وہ کام ہونا تھا ‏ ‏ زمیں تیار کر کے نخلِ حق کا بیج بونا تھا

اندھیرا چھا چکا تھا کفر کا دنیائے ہستی پر
زبردستی تسلّط پا چکی تھی زیر دستی پر

الستی میکشوں سے ہو چکا تھا میکدہ خالی
کہ دُنیا ہو گئی تھی بادۂ غفلت کی متوالی

کوئی گوشہ نہ ملتا تھا جہاں مظلوم اماں پائیں
کوئی سنتا نہ تھا ان کی یہ بیچارے کہاں جائیں

کوئی شفقت نہ کرتا تھا یتیموں پر غلاموں پر
یہ مر جاتے تھے بھوکے اور وہ بک جاتے تھے داموں پر

ضعیفوں اور بیواؤں کو روٹی بھی نہ ملتی تھی
غضب ہے مُزدوروں کو کھوٹی بھی نہ ملتی تھی

ستم سے تنگ آ کر خودکشی کر لی شریفوں نے
دُعا کو دستِ رعشہ دار اُٹھائے تھے ضعیفوں نے

اِقْرَاْ

اُٹھا غارِ حرا سے ابرِ رحمت شانِ حق لے کر
لبِ اِقرا باسمِ ربّکَ الّذی خلق لے کر

سنایا آ کے اہل بیت کو مژدہ رسالت کا
اُنہیں ایمان پہلے ہی سے تھا حق و صداقت کا

کہا اُس خالقِ ہستی کے جلوے پر رہو شیدا
اُسی کا نام لینا چاہیے جس نے کیا پیدا

وہ جس نے گوشت کے اک لوتھڑے کو زندگی بخشی
بنائی شکلِ انساں اور ایسی برتری بخشی

؎ آیت اِقْرَاءَ کا ترجمہ دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۵۵

Marfat.com

ذریعے سے قلم کے جس نے دی تعلیم انساں کو
اسے وہ کچھ سکھایا جو نہ آسکتا تھا ناداں کو

خدیجہؓ اور علی ابن ابی طالبؓ ہوئے مومن
ابھی شیرِ خدا دس سال کے نیچے ہی تھے کمسن

جنابِ زیدؓ جو اک بندۂ آزاد کردہ تھے
علی کے بعد وہ بھی دامنِ اسلام میں آئے

صدّیق کا بیان

ابوبکر آئے ان کو بھی یہی پیغام پہنچایا
خُدا کے دین کی تلقین کی اسلام پہنچایا

لہ علما میں اس امر کا اختلاف ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ پہلے اسلام لائے یا حضرت ابوبکر صدیق۔ علمائے محتاط نے یوں تطبیق کی ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے ام المسلمین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائیں۔ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ۔ بچوں میں حضرت علیؓ۔ غلاموں میں زید بن حارث سابق الایمان ہیں۔

حضرت علی اس وقت بچے تھے اور ابوطالب کے خوف سے ایمان کو ظاہر نہ کر سکتے تھے۔ حضرت ابوبکر نے اپنے ایمان کو فوراً ظاہر کر دیا۔ اس کی تائید امام حسنؓ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنے والد ماجد سے نقل کیا ہے۔ فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ ابوبکر نے چار چیزوں میں مجھ سے سبقت کی (۱) اظہارِ اسلام (۲) ہجرت (۳) رفاقتِ غار (۴) علانیہ ادائے نماز۔ حالانکہ میں شعبِ جبال میں مخفی طور پر نماز ادا کرتا تھا۔
(تذکرۃ الرسول و آبائہ العدول صفحہ ۴۹)

Marfat.com

کہا مجھ کو مرے رب نے نبوّت دے کے بھیجا ہے　　ہدایت دے کے بھیجا ہے شریعت دے کے بھیجا ہے

میں آیا ہوں کہ بندوں کو خُدا کے در پہ لیجاؤں　　نجاتِ دنیوی و اُخروی کی راہ دکھلاؤں

کہا بوبکرؓ[1] نے "سرکار! اٰمنّا وصدّقنا　　مرے مالک مرے مختار! اٰمنّا وصدّقنا

مرے ماں باپ آل اولاد قرباں اس شریعت پر　　محمدؐ کے خُدا پر اور محمدؐ کی رسالت پر"

یہ کہہ کر جھک گئے بُوبکرؓ چومے ہاتھ حضرت کے　　لگے پھر خدمتِ تبلیغ کرنے ساتھ حضرت کے

یہ وہ ایمان تھا جس کا خُدا نے ذکر فرمایا　　یہ وہ انسان تھا جس نے لقب صدّیقؓ کا پایا

السّابقین الاوّلین

ابُوبکرؓ آج اس توحیدِ حق کا جام لے آئے　　کہ جس سے حضرتِ عثمانؓ[2] بھی اسلام لے آئے

---

[1] ابوبکر بن ابی قحافہ دولتمند، ماہر انساب، صاحب الرائے اور فیاض تھے۔ جب وہ ایمان لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے اور مکے میں ان کا عام اثر تھا۔ معززین شہر ان سے ہر بات میں مشورہ کرتے تھے آپ آنحضرت کے پرانے دوست اور لڑکپن کے رفیق تھے۔ اور مدتوں سے فیضیاب تھے۔ اہلِ سیر کا بیان ہے۔ کہ کبار صحابہ ان ہی کی تبلیغ سے ایمان لائے۔

[2] عثمان بن عفانؓ خاندان بنی اُمیّہ کے ایک دولتمند رکن تھے۔

Marfat.com

زبیر[1] و سعدؓ و طلحہؓ، عبد رحمٰنؓ و عبیدہؓ بھی
علی کے بھائی جعفرؓ اور بیوی اُن کی اسماؓ بھی

غرض ایمان لائے سب سے پہلے اپنے گھر والے
پھر آئے دوست اس حلقہ میں دل والے نظر والے

برس چالیس پورے اس نبی کو سب نے دیکھا تھا
مروّت سے بھری پاکیزگی کو سب نے دیکھا تھا

یہ چند افراد سب سے پیشتر حق کے قریں آئے
درِ توحید پر السَّابِقِينَ الاوَّلِين آئے

مقدر تھی سعادت اِن رضا کے بہرہ مندوں کو
خُدا نے آپ گویا چُن لیا تھا اپنے بندوں کو

یہ چھوٹی سی جماعت ذکرِ حق کرتی تھی چھپ چھپ کے[2]
شہادت گاہِ اُلفت میں قدم دھرتی تھی چھپ چھپ کے

انہیں معلوم تھا جس روز کھولا راز کا دامن
عرب سے تا عجم سارا جہاں ہو جائے گا دُشمن

---

[1] زبیر ابن عوام آنحضرت کی پھوپھی کے بیٹے اور حضرت خدیجہ کے بھتیجے تھے۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ طلحہؓ بن عبید اللہ
عبد الرحمٰنؓ بن عوف۔ ابو عبیدہؓ ابن الجراح۔ اسماؓ بن عمیس۔
ابو سلمہؓ۔ عثمانؓ بن مظعون۔ عبیدہؓ بن حارث بن عبد المطلب۔ سعیدؓ ابن زید اور ان کی بیوی فاطمہ بنت
خطاب ہمشیرہ حضرت عمرؓ فاروق (عمر فاروق اس وقت حالت کفر میں تھے۔) اسماءؓ بنت ابی بکر۔ عبد اللہ
بن مسعود عمارؓ بن یاسر۔ خبابؓ ابن الارت۔ ارقم۔ صہیبؓ رومی ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھے
جو السابقین الاولین کہلائے ؎

[2] دیکھو صفحہ ۱۶۲

مگر وہ روز جلد از جلد منہ دکھلانے والا تھا
کہ تبلیغ علانیہ کا فرماں آنے والا تھا

ملا ہو جس کو یہ فرماں کہ ہاں فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ[1]
خُدا کے حُکم کو پھر کھول کر کہتا نہ وہ کیوں کر

پہاڑی کا وعظ، اعلائے کلمۃ الحق

چڑھا کوہِ صفا پر ایک دن اسلام کا ہادیؐ
نظر کے سامنے تھی پستی انساں کی آبادی

صدا دی، اے قریشی عورتو مردو اِدھر آؤ!
یہ اپنے کام دھندے آج تہ کر دو، اِدھر آؤ!

مثالِ رعد ہادی کی صدا گونجی ہواؤں میں
زمیں سے آسماں تک غلغلہ اُٹھا فضاؤں میں

یہ کڑکا سُن کے خلقت گھر سے نکلی اس طرف آئی
بڑھی انبوہ در انبوہ، دوڑی صف بصف آئی

اکٹھے ہو گئے آ کر جوان و پیر مرد و زن
بنی آدم کا جنگل بن گیا یہ کوہ کا دامن

خطاب اُن سے پیمبر نے کیا "اللہ کے بندو
خلیل اللہ کے پوتو۔ ذبیح اللہ کے فرزندو!

بقیہ صفحہ ۱۶۱ احتیاط کی جاتی تھی کہ محرمانِ خاص کے سوا کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔ نماز کے وقت آنحضرت کسی پہاڑ میں چلے جاتے اور وہاں نماز پڑھتے۔ (سیرت النبی)

[1] فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (قرآن) پس تجھے جو حکم ہوا ہے واشگاف کہہ دے۔ اور مشرکین کی کوئی پروا نہ کر۔

Marfat.com

کھڑا ہوں میں تمہارے سامنے اس کوہ کے سر پہ
دو جانب مجھ پہ روشن ہے یہاں اچھا برا منظر

اگر میں تم سے یہ کہہ دوں کہ اس کہسار کے پیچھے
پہاڑوں کی بلند اور آہنی دیوار کے پیچھے

چھپی ہے رہزنوں کی فوج تم پر وار کرنے کو
گھروں کے لوٹنے کو شہر کے مسمار کرنے کو

یہ کہہ دوں میں اگر تم سے تو کیا تم مان جاؤ گے
یقیں آ جائے گا کیا مجھ پہ کوئی شک نہ لاؤ گے؟"

کہا لوگوں نے "ہاں سچا ہے تو یہ جانتے ہیں سب
تو بچپن ہی سے صادق ہے امیں ہے مانتے ہیں سب

بھلا اس قول پر کیسے یقین ہم کو نہ آئے گا
بلا چون و چرا مانیں گے کوئی شک نہ لائے گا"

یہ سن کر پھر بلند آواز سے سچا نبی بولا
اسی انداز سے قرآنِ ناطق نے دہن کھولا

کہ "اے لوگو مرا کہنا نہایت غور سے سن لو
میں کہتا ہوں کہ باز آ جاؤ ظلم و جور سے سن لو

بہائم کی صفت چھوڑو ذرا انسان بن جاؤ
برے اعمال سے توبہ کرو شرماؤ شرماؤ

فواحش اور زناکاری مٹا دو نیک ہو جاؤ
خدا کو ایک مانو اور تم بھی ایک ہو جاؤ

یغوث و لات و عزیٰ کچھ نہیں بے جان پتھر ہیں
جنہیں تم پوجتے ہو وہ تو خود تم سے بھی کمتر ہیں

Marfat.com

وہی خالق، وہی سچا خدا معبود ہے سب کا
وہی مطلوب ہے سب کا وہی مسجود ہے سب کا

بتوں کی بندگی کے دام سے آزاد ہو جاؤ
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہو جاؤ

پھنسا رکھا ہے شیطاں نے تمہیں باطل کے پھندے میں
نہ رکھا فرق تم نے کچھ خدا میں اور بندے میں

تمہارے واسطے میں دولتِ اسلام لایا ہوں
جو ابراہیم لائے تھے وہی پیغام لایا ہوں

خدائے واحد و قہار پر ایمان لے آؤ
جہاں کے مالک و مختار پر ایمان لے آؤ

جہالت چھوڑ دو قرآن پر ایمان لے آؤ
بتوں کو توڑ دو رحمٰن پر ایمان لے آؤ

اگر ایمان لے آؤ تو بچ جاؤ گے اے لوگو!
فلاحِ دنیوی و اخروی پاؤ گے اے لوگو!

نہ مانو گے تو بربادی کا بادل چھانے والا ہے
بُرا وقت آنے والا ہے بُرا وقت آنے والا ہے

مشرکین کا جوش و خروش

خدا کا نام گویا قہر تھا بت خانۂ دل پر
گرا دی حق نے بجلی تودۂ بارودِ باطل پر

غضب کی آندھیاں منڈلا گئیں لوگوں کی صورت پر
نگاہیں سُرخ ہو کر چھا گئیں نُورِ نبوّت پر

غضب میں بھر گئے سارے قریش اس وعظ کو سُن کر
کہ اُن کے پتھروں کو کہہ دیا تھا آپ نے پتھّر

جسے دیکھو اسی کے منہ میں کف تھی کفر بکتا تھا
خُدا واحد ہے یہ گویا سمجھ میں آ نہ سکتا تھا

بتوں اور دیوتاؤں کی مذمت جرم تھی گویا
ہُوا وہ شور و شر برپا، قیامت آ گئی گویا

انہیں تو حق سے نفرت تھی یہ باتیں کس طرح سُنتے
کھٹکنے لگ گئے کانٹے جنہیں وہ پھول کیا چُنتے

ابولہب ابن عبدالمطلب کا کفر

اٹھا شعلے کی صورت بولہب اور یوں دہن کھولا
کہ "بس چپ! او بھتیجے تو ہی جانے گا اگر بولا!

ہمارے دیوتا ناراض ہو جائیں تو پھر کیا ہو!
تو اتنا ہی بتا دے مینہ نہ برسائیں تو پھر کیا ہو!

اہانت اِک خدا کے نام سے اتنے خداؤں کی
مذمّت اتنے معبودوں کی دیوی دیوتاؤں کی

نبوت کیا ترے ہی واسطے تھی اس گھرانے میں[1]
نبوت کیلئے کیا تو ہی تھا سارے زمانے میں

[1] دیکھو صفحہ ۱۶۶

Marfat.com

یہی باتیں سُنانے کو ہمیں تُو نے بُلایا ہے
سمجھ میں کچھ نہیں آیا یہ کیا تُو نے سُنایا ہے

تری باتوں پہ یہ ہرگز کان دھر سکتا نہیں کوئی
کہ اس توہین کو برداشت کر سکتا نہیں کوئی

غرض ایسی ہی باتیں کہہ کے سب نے راہ لی گھر کی
پسند آئی نہ اُن کو بات کوئی بھی پیمبر کی

مگر اُس رحمتِ عالم کا دِل توحید کا گھر تھا
نہ آسکتی تھی مایوسی کہ یہ اُمید کا گھر تھا

بنو ہاشم میں تبلیغ حضرت علی کا ایمان

کیا دولت کدے پر ایک دِن سامان دعوت کا
بنی ہاشم کو یعنی اپنے کنبے[1] کو بلا بھیجا

چچا تھے بولہب، عباس رضؓ حمزہ رضؓ اور ابوطالب رضؓ
یہ عبدالمطلب کے جانشیں سرکردہ و غالب

اکٹھے ہو گئے سب بھائی بہنیں بیویاں بچے
کہ اُن میں کچھ تو تھے ذی ہوش اور کچھ عمر کے کچے[2]

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۶۵) ابولہب شاید یہ خیال کرتا تھا کہ آل ہاشم میں اس وقت سب سے بڑا میں ہوں اس لئے نبوت مجھے ملنی چاہئے تھی

[1] وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ (شعرا) اور اپنے نزدیکی خاندان والوں کو خدا سے ڈرا

[2] یہ سب بنی ہاشم ہی تھے۔ ان کی تعداد چالیس یا ایک زیادہ تھی (رحمۃ للعٰلمین ۳۶)

Marfat.com

کھلا کر سب کو کھانا رحمتِ عالم نے فرمایا
"عزیزو میں تمہارے واسطے اک چیز ہوں لایا

وہ چیز اسلام پر ایمان ہے جو دینِ بیضا ہے
متاعِ بے بہا ہے اور کفیلِ دین و دنیا ہے

بتاؤ آپ میں سے کون میرا ساتھ دیتا ہے
بتاؤ کون اپنا ہاتھ میرے ہاتھ دیتا ہے" [1]

یہ سن کر منہ لگے اک دوسرے کا سب کے سب تکنے
لگا تھا بولہب اس وقت پھر کچھ ناروا بکنے

کہ طفلِ سیزدہ سالہ علی ابنِ ابی طالب رضؓ
وہی شیرِ خدا جو ساری دنیا پر رہا غالب

اُٹھا اور اُٹھ کے بولا میں اگرچہ عمر میں کم ہوں
مری آنکھوں میں ہے آشوب گو یا چشم پُرنم ہوں

بھری محفل میں لیکن آج یہ اعلان کرتا ہوں
کہ میں سچے نبی پر جان و دل قربان کرتا ہوں

میں اپنی زندگی بھر ساتھ دوں گا یارسول اللہ
یقیں رکھیے کہ قدموں میں رہوں گا یارسول اللہ

جُھکے شیرِ خدا جب بات اپنی پر ملا کہہ کر
رسول اللہ نے سر پہ ہاتھ رکھا مرحبا کہہ کر

بڑے بوڑھے جو چپ بیٹھے تھے کھلکھلا کر ہنس پڑے سارے [2]
انہیں معلوم کیا تھا جانتے کیا تھے وہ بیچارے

---

[1] دیکھو رحمۃ اللعلمین صفحہ ۳۷

[2] دیکھو رحمۃ اللعلمین صفحہ ۳۷

Marfat.com

کہ یہ لڑکا وہ جس پہ ہنس رہے ہیں اس حقارت سے
پہاڑوں کے جگر تھرا اُٹھیں گے اس کی ہیبت سے

بنی ہاشم ہنسی میں بات اڑا کر ہو گئے راہی
علی کو ہو گئی حاصل مگر دارین کی شاہی

اِسلام لانے والوں پر مصائب کے پہاڑ

علانیہ اِدھر سے دین کا اعلان ہوتا تھا
اُدھر سے شہر میں تضحیک کا سامان ہوتا تھا

مسلسل پھولنے پھلنے لگا اسلام کا پودا
مخالف تھے قریش اب بڑھ چلا کچھ اور بھی سودا

نبی کو اور مسلمانوں کو تکلیفیں لگیں ملنے
وہ تکلیفیں کہ جن سے عرشِ اعظم بھی لگا ہلنے

غضب کے ظلم ہوتے تھے مسلماں ہونے والوں پر
خزاں آتی تھی دل میں تخمِ وحدت بونے والوں پر

لِٹاتے تھے کسی کو تپتی تپتی ریت کے اُوپر
تو رکھتے تھے کسی کے سینۂ بے کینہ پر پتھر

مسلمان بیبیوں پر چابکوں کا مینہ برستا تھا
کنیزوں کو شکنجے میں کوئی بے درد کستا تھا

بلالؓ و یاسرؓ و عمارؓ و خبابؓ اور سمیہؓ
صہیبؓ اور بو فکیہہؓ اور لبینہؓ اور نہدیہؓ

Marfat.com

زنیرہؓ اور عامرؓ تھے غلامؓ اور لونڈیاں ان کی
مسلماں ہوگئے بس آگئی آفت میں جان ان کی

محمدؐ کی محبت میں ہزاروں ظلم سہتے تھے
خدا پر تھی نظر ان کی زباں سے کچھ نہ کہتے تھے

یہ ظلم ان کو خدا سے دور کر سکتے نہ تھے ہرگز
نشے صہبائے وحدت کے اتر سکتے نہ تھے ہرگز

لہ۔ حضرت بلالؓ حبشی النسل تھے اور امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ ٹھیک دوپہر کے وقت امیہ ان کو عرب کی جلتی ہوئی ریت پر لٹاتا اور پتھر کی چٹان سینے پر رکھ دیتا۔ یہ وہی بلال ہیں جو موذن کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت یاسر اور ان کے بیٹے عمار اور ان کی بیوی سمیہ مسلمان ہوگئے۔ تو ابوجہل نے ان کو شدید عذاب پہنچائے۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عذابوں میں مبتلا دیکھ کر فرمایا " اصبروا یا آلِ یاسر فاِنّ موعدکم الجنّۃ " (ترجمہ) یاسر والو صبر کرو تمہارا مقام جنت ہے) ابوجہل نے بی بی سمیہ کے اندامِ نہانی میں نیزہ مارا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوگئیں۔ حضرت خباب بن الارث کے سر کے بال کھینچے جاتے اور گردن مروڑی جاتی۔ گرم پتھروں سے داغ دیا جاتا (رحمۃ للعلمین صفحہ ۴۰)

حضرت صہیبؓ رومی مشہور ہیں۔ مگر ان کے والد سنان کسریٰ کی طرف سے ابلہ کے حاکم تھے۔ رومیوں کے حملے کے سبب تباہ حال ہوگئے۔ ایک عرب نے ان کو خریدا۔ مکے میں عبداللہ بن جدعان نے روپیہ دیکر ان کو آزاد کرا دیا تھا۔ یہ مسلمان ہوگئے۔

ابوفکیہہؓ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ امیہ ان کا گلا گھونٹتا، مارتا، گھسیٹتا۔ مگر وہ راہِ خدا سے نہ ہٹے۔ ان کے سینے پر ایسے وزنی پتھر رکھے جاتے کہ ان کی زبان باہر نکل آتی۔

لُبَیْنَہ ایک کنیز تھی حضرت عمرؓ جس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ ان کو اتنا مارتے کہ خود تھک جاتے اور وہ اسلام پر قائم رہی۔ ہندیہ اور زنیرہ بھی کنیزیں اور عامر بھی غلام تھے۔ (دیکھو سیرت النبی ۲۱۳۔۲۱۴۔۲۱۵)

Marfat.com

ستم ہائے فراواں کی بڑھی جب حد سے بیدادی ۔۔۔ تو اُن کی حضرت بوبکر نے قیمت ادا کر دی[1]

اخوت مذہبِ اسلام کا پتھر ہے بنیادی ۔۔۔ غلاموں کو دلائی ہے اسی جذبے نے آزادی

مسلماں ہونے والوں سے غلامی کی مٹی ذلت
کہ آڑے آ گئی عثمان رضؓ اور بوبکر رضؓ کی ہمت[2]

اکابر قریش کی ابو طالب کو دھمکی

شرارت میں کمی کوئی نہ کی اشرارِ مکہ نے ۔۔۔ مسلمانوں کو بے بس کر دیا کفارِ مکہ نے

مگر اس پر بھی جب بڑھتے رہے پیرو محمدؐ کے ۔۔۔ تو باہم مشورے ہونے لگے ایذائے بیجد کے

ابو جہل و امیہ، بولہب، عقبہ ابوسفیان ۔۔۔ ولید و عاص و عتبہ الغرض جتنے بھی تھے ذیشان[3]

---

[1] ۔ دیکھو سیرت النبی صفحہ ۲۱۵

[2] ۔ حضرت ابوبکر کے دفترِ فضائل کا پہلا باب یہی ہے کہ انہوں نے بے دریغ دولت خرچ کر کے مظلوم مسلمان لونڈی اور غلاموں کو بھاری بھاری داموں پر خرید کر آزاد کر دیا (سیرت النبی صفحہ ۲۱۵)

[3] ابو جہل ابن ہشام ۔ امیہ بن خلف ۔ عقبہ ابن معیط ۔ ابوسفیان بن حرب بن امیہ ۔ ولید بن مغیرہ (حضرت خالد کا باپ) عاص بن وائل سہمی (عمرو بن عاص کا باپ) عتبہ بن ربیعہ (امیر معاویہ کا نانا)

یہ فرزندانِ تاریکی جو نورِ حق سے چندھیائے
ہوئے اک دن اکٹھے اور ابو طالب کے گھر آئے[1]

کہا ہم کو بھتیجا آپ کا بے دین کہتا ہے
ہمارے دین کو انسان کی توہین کہتا ہے

بُرا کہتا ہے وہ چھوٹے بڑے سارے خداؤں کو
ہُبل کو لات کو عزّیٰ کو دیوی دیوتاؤں کو

ہمارے باپ داداؤں کو بھی گمراہ کہتا ہے
سوا اپنے خدا کے سب کو غیر اللہ کہتا ہے

بس اب برداشت کر سکتے نہیں ہم اس کی جرأت کو
کسی دن دیکھ لیں گے اس کو اور اسکی نبوّت کو

ہم اپنے دین کی توہین پر چپ رہ نہیں سکتے
تمہارے پاس آئے ہیں کہ بس اب سہہ نہیں سکتے

تم اس کا ساتھ چھوڑو یا کرو تنبیہ سمجھاؤ
وگرنہ جنگ کا ساماں کرو میداں میں آؤ!

چچا کی فہمائش بھتیجے کو

یہ کہہ کر چل دیئے سب لوگ بوطالب بھی گھبرائے
انہیں ڈر تھا مبادا قوم ہی سے جنگ چھڑ جائے

---

[1] دیکھو سیرت النبی صفحہ ۲۰۵

بلایا آپؐ کو، نرمی سے بولے "جانِ عم دیکھو! — تمہیں لازم ہے ڈالو اِس چچا پر بارِ کم دیکھو!!

تم اپنے دین کی تلقین کو رہنے دو جانے دو — بڑھاپے میں ہماری شان پر دھبّہ نہ آنے دو

مَیں بوڑھا ہوں اکیلا کُل عرب سے لڑ نہیں سکتا — میں اَڑ بھی جاؤں تو سارا قبیلہ اَڑ نہیں سکتا"

بھتیجے کا جواب

چچا کے دامنِ شفقت کو بھی ہٹتا ہُوا پایا — تو ہو کر آب دیدہ ہادیٔ برحقؐ نے فرمایا

"قسم اللہ کی سارا جہاں بھی ہو اگر دشمن — یہ سب شیطان کے ساتھی بڑھیں ہو کر لشکرِ دشمن

جفا و ظلم کی آندھی چلے طوفان آجائیں — مٹانے کو مرے شداد اور ہامان آجائیں

کسی دھمکی کسی ڈر سے مرا دل گھٹ نہیں سکتا — مجھے یہ فرض ادا کرنا ہے اس سے ہٹ نہیں سکتا

مرے ہاتھوں میں لاکر چاند سوُرج بھی اگر رکھ دیں — مرے پیروں تلے رُوئے زمیں کا مال و زر رکھ دیں

خدا کے کام سے میں باز ہرگز رہ نہیں سکتا — یہ بُت جھوٹے ہیں میں جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتا

مَیں سچا ہوں تو بس میرے لئے میرا خدا بس ہے — کسی امداد کی حاجت نہیں اُس کی رضا [illegible]

مرا ایمان ہے ہر شئے پہ قادر حق تعالیٰ ہے
وہی آغاز کو انجام تک پہنچانے والا ہے

ابُوطالب کا تاثر

ابوطالب نے حیرت سے بھتیجے کی طرف دیکھا
جلالِ مصطفےؐ میں نورِ حق جلوہ نما پایا

کہا "اے جانِ عم اب میں کسی سے ڈر نہیں سکتا
جہاں میں کوئی تیرا بال بیکا کر نہیں سکتا!"

تبلیغ حق کا دشوار گذار رستہ

کفّار کی ایذارسانی اور توہین

پیمبر دعوتِ اسلام دینے کو نکلتا تھا
نویدِ راحت و آرام دینے کو نکلتا تھا

نکلتے تھے قریش اس راہ میں کانٹے بچھانے کو
وجودِ پاک پر سو سو طرح کے ظلم ڈھانے کو

ابو لہب بوجہل عقبہ سخت دشمن تھے
شقاوت پیشہ تھے بیداد گر تھے اور پُرفن تھے

Marfat.com

خدا کی بات سُن کر مضحکے میں ٹال دیتے تھے [1] — نبی کے جسم اطہر پر نجاست ڈال دیتے تھے [2]
کوئی گالی سُناتا تھا کوئی پتھر اُٹھاتا تھا — کوئی توحید پر ہنستا تھا کوئی منہ چڑاتا تھا
حرم کی سرزمیں پر آپ پڑھتے تھے نماز اکثر — ہمیشہ اس گھڑی کی تاک میں رہتے تھے بدگوہر
قریشی مرد اُٹھ کر راہ میں آوازے کستے تھے — یہ ناپاکی کے چھرّے چار جانب برستے تھے
کوئی بے پاک گردن گھونٹتا تھا کس کے چادر میں — کوئی دیوانہ پتھر مارتا تھا آپ کے سر میں [3]

---

[1] قرآن مجید کی آیتِ ذیل میں اسی طرف اشارہ ہے :-
لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (حٰمٓ السجدۃ)
اس قرآن کو نہ سنو اس میں گڑبڑ ڈال دو ۔ شاید تم غالب آؤ ؛

[2] ابو لہب بن عبدالمطلب آنحضرت کا چچا تھا مگر آپ کو سب سے زیادہ ایذا دیتا تھا ۔ آپ کے دروازے پر محض ستانے کے لئے نجاست ڈال دیتا ۔ ایک مرتبہ کچھ اونٹ ذبح ہوئے تھے ۔ ان کی اوجھیں پڑی ہوئی تھیں ۔ ابوجہل نے دل لگی کی راہ سے کہا ۔ اس اوجھ کو کون لے کر اس شخص پر ڈالتا ہے ؟ عقبہ بن ابی معیط نے کہا میں حاضر ہوں یہ کہہ کر اس نے اوجھ اٹھائی ۔ آپ سجدے میں تھے کہ سر اور دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی اور سب لوگ قہقہے لگانے لگے ۔ آپ اسی طرح ساکت وصامت سجدے میں پڑے رہے ۔ سیدۃ النسا حضرت فاطمۃ الزہرا کو خبر ہوئی اگرچہ وہ کم سن تھیں ۔ مگر تاب نہ آئی ۔ دوڑی ہوئی آئیں ۔ اور اس نجا… کو دونوں ہاتھوں سے ہٹایا ۔ (خاتم المرسلین از شرر صفحہ ۹۰ - ۹۱)

[3] دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۷۵ ۔

قریشی عورتیں کانٹے بیابانوں سے لاتی تھیں | گذرگاہِ گلِ گلزارِ وحدت میں بچھاتی تھیں[1]
نجاست گھر کے دروازے پہ لا کر پھینک جاتی تھیں | جھگڑتی بدزبانی کرتی تھیں فتنے اٹھاتی تھیں
کلامِ حق کو سن کر کوئی کہتا تھا یہ شاعر ہے | کوئی کہتا تھا کاہن ہے کوئی کہتا تھا ساحر ہے

مگر وہ منبعِ حلم و صفا خاموش رہتا تھا
دعائے خیر کرتا تھا جفا و ظلم سہتا تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۴) ایک دفعہ بہت سے قریش نے جن میں اشرافِ قریش شامل تھے آنحضرت پر حملہ کیا۔ عقبہ بن ابی معیط نے آپ کے گلے میں چادر ڈال کر اس قدر مروڑا کہ آپ کا دم رکنے کے قریب ہو گیا اتنے میں حضرت ابوبکر جھپٹ کر آئے اور ان لوگوں کے ہاتھ سے آپ کو یہ کہہ کر چھڑایا۔

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ | تم ایک شخص کو محض اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا پروردگار ہے اور تمہارے پاس روشن دلائل لایا ہے

ابولہب کی زوجہ ام جمیل جو ابوسفیان کی بہن تھی سو کام چھوڑ کے جاتی اور خار دار جھاڑیوں کا ایک بوجھ پیٹھ پر لاد کے لاتی اور آپ کے راستے میں بچھا دیتی۔ چونکہ آپ صبح اُٹھنے کے عادی تھے اور اندھیرے منہ طوافِ کعبہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کو ان کانٹوں سے سخت تکلیف پہنچتی۔

Marfat.com

قریش کی طرف سے مادّی ترغیبات

عتبہ کی فہمائش

قریش اِک دن اکٹھے ہو کے بیٹھے اور یہ سوچا — کہ ظلم اتنے کئے لیکن نتیجہ کچھ نہیں نکلا
محمدؐ اس قدر صابر ہے کیوں؟ یہ ماجرا کیا ہے؟ — نمود و نام کا طالب نہیں تو چاہتا کیا ہے!
غرض آپس میں کوئی مشورہ کر کے اٹھا عتبہ — رسولِ پاک سے تنہائی میں جا کر ملا عتبہ
کہا جس دن سے تم کہنے لگے ہو خود کو پیغمبر — بڑی بھاری مصیبت ڈال دی ہے قوم کے سر پر
رواج و رسمِ قومی کی بُرائی کرتے پھرتے ہو — غلاموں مفلسوں[1] سے آشنائی کرتے پھرتے ہو
بُرا کہتے ہو کیش و مذہبِ اجداد و آبا کو — کہا کرتے ہو تم دوزخ کا ایندھن[2] لات و عزّیٰ کو

---

[1] حضرت نوحؑ کے خاص مقربین کی نسبت بھی کفار اسی طرح کہا کرتے تھے۔
وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ — اور ہم تو بظاہر یہی دیکھتے ہیں کہ تیری پیروی نہیں کرتے کبھی ہے جو رذیل
وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ — ہیں اسلئے ہم تم میں کوئی بھی برتری نہیں پاتے بلکہ ہماری نظر میں تم سب جھوٹے

[2] اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ۔ (الانبیاء) — تم اور جن چیزوں کو پوجتے ہو، سب دوزخ کا ایندھن ہوں گی۔

Marfat.com

پرانے دین سے تم پھیرتے جاتے ہو لوگوں کو
خدا اک ہے انوکھی بات سمجھاتے ہو لوگوں کو

قریش اس ذلت و توہین سے تنگ آ چکے ہیں سب
بظاہر ہر طریقے سے تمہیں سمجھا چکے ہیں سب

بتاؤ تو سہی آخر تمہارا مدعا کیا ہے ؟
بہت اچھے تھے تم پہلے تمہیں اب ہو گیا کیا ہے؟

رسوم عام میں پہلے بھی شرکت تم نہ کرتے تھے
ہمارے دیوتاؤں کی عبادت تم نہ کرتے تھے

تمہیں ہم نیک نیت جانتے تھے کچھ نہ کہتے تھے
تمہارا مرتبہ پہچانتے تھے کچھ نہ کہتے تھے

یہ کیا جادو ہے کیا افسوں ہے جس میں کھو گئے ہو تم
روایات قدیمہ کے مخالف ہو گئے ہو تم

تمہاری اس روش نے قوم میں ہے تفرقہ ڈالا
نہ ہوگا اس طریقہ سے تمہارا مرتبہ بالا

اگر دولت کی خواہش ہو تو دولت تم کو دلوائیں
تمہارے واسطے ہم جمع کر کے مال و زر لائیں

عرب کی سلطنت چاہو تو یہ بھی کچھ نہیں مشکل
کہ سارے ملک کو کر دیں گے ہم اس بات پر مائل

کسی عورت پہ عاشق ہو تو ناممکن نہیں یہ بھی
ہمیں کہہ دو تمہارا کام کر دیں گے ہمیں یہ بھی

نہیں ہے گر نمود و نام شاہی سے غرض تم کو
تو پھر ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ہے کوئی مرض تم کو

اگر یہ ہے تو کہہ دو صاف جس سے ہم سمجھ جائیں
کریں اس کا تدارک اور دوائیں ڈھونڈ کر لائیں

Marfat.com

مسلّط کوئی جن ہے یا کوئی آسیب آتا ہے؟ ستاتا ہے تمہیں اس قسم کی باتیں سکھاتا ہے؟
ہمیں تم صاف کہہ دو ہم کسی عامل کو بلوائیں کوئی تعویذ ڈھونڈیں کوئی ٹونا ٹوٹکا لائیں!
مگر اس کام سے باز آؤ یہ ضدی روش چھوڑو مقدس دیوتاؤں کو بُرا کہنے سے منہ موڑو

تمہارے ان طریقوں سے بڑا طوفان آئے گا
تمہارے پیروؤں میں کوئی بھی جینے نہ پائے گا

اِرشادِ نبوّت

میں تم کو ارشاداتِ ربّانی سناتا ہوں ہدایت کے لئے آیاتِ قرآنی سناتا ہوں
یہ فرما کر پڑھیں حٰم کی آیاتِ قرآنی[1] سُنیں عتبہ نے سُن کر ہو گیا غرقابِ حیرانی

---

[1] قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْا وَاسْتَغْفِرُوْهُ (حٰم السجدہ) قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (حٰم السجدہ)

کہدے میں تمہارے جیسا بشر ہوں وحی نے بتایا ہے کہ تمہارا خدا صرف وہی ایک خدا ہے۔ پس سیدھے اس کے حضور میں جاؤ اور معافی طلب کرو۔ کہدے کیا تم لوگ اس خدا کو جھٹلاتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کر دی۔ اور تم خدا کے شریک قرار دیتے ہو وہی ہے سارے جہان کا پروردگار۔

Marfat.com

اُٹھا چپ چاپ اپنے ساتھیوں کے رُوبرو آیا
کہا میں نے تو اُس کو ساحر و کاہن نہیں پایا

وہ شاعر بھی نہیں کچھ اور ہے طرزِ کلام اُس کا
میں کہتا ہوں کہ لو ہا مان لیں گے خاص و عام اس کا

نہ مال و جاہ کی خواہش نہ ہے دھمکی کا ڈر اُس کو
مناسب ہے کہ اب رہنے دو اُس کے حال پر اُس کو

اگر اس شخص کو اہلِ عرب نے مار بھی ڈالا
چلو چھٹی ہوئی مطلب تمہارا ہو گیا پورا

اگر یہ غالب آیا ملک پر۔ تو بھی بُرا کیا ہے
تم اُس کی قوم ہو سب کیلئے اچھا ہی اچھا ہے"

وہ بولے اور لیجئے یہ بھی اب ہم کو ڈبوتا ہے
دِل عتبہ پہ جادو چل گیا معلوم ہوتا ہے"

غرض کوئی نہ کی پروا پرستارانِ باطل نے
رسول اللہ کو اب اور ایذائیں لگیں ملنے

ابی طالب کے ڈر سے قتل گرچہ کر نہ سکتے تھے
مگر تضحیک اور تذلیل کرنے سے نہ تھکتے تھے

ابوجہل اور عقبہ کرتے تھے گستاخیاں ایسی
کہ سُن کر بھی جنہیں برداشت کر سکتا نہیں کوئی

حضرت حمزہؓ کا ایمان لانا

فرزند عبدالمطلب حمزہؓ
وہ عمِ مُصطفےٰ عالی نسب والا حسب حمزہؓ

وہ حمزہؓ[1] جس کو شاہِ شہسوارانِ عرب کہئے | جسے جانِ عرب لکھئے جسے شانِ عرب کہئے
اگرچہ اب بھی اپنے کفر کی حالت پہ قائم تھے | مگر فخرِ رُسل کی دائمی اُلفت پہ قائم تھے
مشیّت تھی کہ اُن کے دم سے تقویت ملے حق کو | مٹے باطل سے شانِ ظاہری شوکت ملے حق کو
چلے آتے تھے اِک دن دشت سے وہ پشتِ توسن پر | شجاعت اور جلالِ ہاشمی تھا اپنے جوبن پر
سوئے خانہ چلے جاتے تھے رستے میں یہ سُن پایا | بھتیجے کو مرے بوجہل نے صدمہ ہے پہنچایا
یہ سُن کر جوشِ خوں سے روح میں غیظ و غضب دوڑا | پلٹ کر سوئے کعبہ ابنِ عبدالمطلب دوڑا
وہاں بوجہل اپنے ساتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا | مثیلِ ابرہہ تھا ہاتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا
کیا حمزہؓ نے نعرہ "او ابوجہل او خرِ بزدل! | محمد مصطفےٰ کے دین میں اب میں بھی ہوں شامل
سُنا ہے تُو نے تو میرے بھتیجے کو ستاتا ہے | ہمیشہ گالیاں دیتا ہے اور فتنے اُٹھاتا ہے
اگر کچھ آن رکھتا ہے تو آ میرے مقابل ہو | کہ تیری بدزبانی کا چکھادوں کچھ مزا تجھ کو
بُلا لے ساتھ اپنے اِن حمایت کرنے والوں کو | ذرا میں بھی تو دیکھوں اِن کمینوں کو ر[illegible]

[1] حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب آنحضرت کے برادر رضاعی بھی تھے یعنی آنحضرت نے ثوبیہ کا دود[illegible]
اور ثوبیہ حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلا چکی تھی۔

Marfat.com

یہ کہہ کر گھس پڑے حمزہؓ گروہِ بدسگالاں میں ... گریباں سے پکڑ کر کھینچ لائے اُس کو میداں میں

کماں تھی ہاتھ میں وہ سر پہ ناہنجار کے ماری ... گرا بوجہل سر سے، ہوگیا ناپاک خوں جاری[1]

سبھی دبکے کھڑے تھے چھا گیا تھا ایک سنّاٹا ... مگر حمزہؓ نے کھا کر رحم اس کا سر نہیں کاٹا

کہا گر آج سے میرے بھتیجے کی طرف دیکھا ... ترے ناپاک چمڑے میں شتر کی لید بھر دوں گا

یہ کہہ کر چل دیئے مشرک بھلا کیا ٹوک سکتے تھے ... کہیں روباہ بھی اس شیرِ نر کو روک سکتے تھے

ابوجہل اس لئے دبکا پڑا تھا فرش کے اوپر ... مبادا واپس آ کر قتل کر دے عمِ پیغمبر

یہاں سے جا کے حمزہؓ جلد تر ایمان لے آئے ... بھتیجے کے وسیلے سے چچا نے مرتبے پائے

حضرت عمر کے ایمان لانے کا بیان

دشمنانِ دین میں نبی کے قتل کی تجویزیں

خطاب اس وقت تک ایماں نہ لائے تھے ... حجابِ کفر میں تھے دامنِ حق میں نہ آئے تھے

رحمۃ للعالمین صفحہ ۹۳

[1] حمزہؓ کا خطاب اسداللہ و رسولہ بھی تھا۔ دیکھو رحمۃ للعالمین جلد دوم صفحہ ۹۱

نہایت صاحبِ غیرت بہادر تھے تہمتن تھے — مگر سچے نبی کے اور مُسلمانوں کے دشمن تھے

غریبوں حق پرستوں کو اذیت دیتے رہتے تھے — مسلماں اُن کے ہاتھوں سے ہزاروں[1] رنج سہتے تھے

جنابِ حضرت حمزہؓ بھی جب ایمان لے آئے — تزلزل پڑ گیا باطل میں اہلِ مکہ گھبرائے

مسلمانوں کی روز افزوں ترقی سے لگے ڈرنے — نبی کے قتل کر دینے کی تجویزیں لگے کرنے

کوئی بولا غضب ہے اپنی طاقت گھٹتی جاتی ہے — کہ دُنیا دینِ آبائی سے پیچھے ہٹتی جاتی ہے

یہی حالت رہی تو ایک دن ایسا بھی آئے گا — ہُبل کے واسطے کوئی چڑھاوا بھی نہ لائے گا"

کوئی بولا یہ مذہب پھیلنے سے رُک نہیں سکتا — محمد زندہ ہیں جبتک یہ جھگڑا چک نہیں سکتا"

کہا بُوجہل نے دیکھو یہ نرمی کا نتیجہ ہے" — پکارا بُولہب[2] میں کیا کروں میرا بھتیجا ہے"

عمرؓ نبیؐ کے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہیں

عمرؓ بولے یہ قصہ ہی چُکا دیتا ہوں میں جا کر — کہ دیتا ہوں تمہیں [illegible]

---

۱ دیکھو سیرت النبی صفحہ ۲۰۸

۲ بولہب نبی کا سب سے زیادہ دشمن تھا جب آنحضرت تبلیغ کیلئے نکلتے تو [illegible] لگاتا جا[illegible]

بدی کے غلغلے اس محفلِ حق پوش میں اُٹھے
عمر نے کھینچ لی تلوار پُورے جوش میں اُٹھے

چلے اُس زندگی بخشِ جہاں کے قتل کرنے کو
شہنشاہِ مکان و لامکاں کے قتل کرنے کو

نعیم[1] اک مردِ مسلم سے ہوئی مڈ بھیڑ رستے میں
وہ بولے آج کیا ہے تم نظر آتے ہو غصے میں

کہا "میں قتل کرنے جا رہا ہوں اس پیمبر کو
کہ جس نے خرخشے میں ڈال رکھا ہے عرب بھر کو"

وہ بولے اپنے گھر کا حال بھی معلوم ہے تم کو
کہ ہمشیرہ مسلماں ہو چکی معلوم ہے تم کو؟

تمہارے گھر میں بستا ہے خدا کا نام مدت سے
کہ بہنوئی تمہارا لا چکا اسلام مدت سے"

یہ سُن کر اور بھی غیظ و غضب طوفان پر آئے
عمر تلوار کھینچے اپنے بہنوئی کے گھر آئے

غضب ٹوٹا، عمر داخل ہوئے جس وقت پڑھتے تھے
وہ دونوں حضرت خباب[2] سے قرآن پڑھتے تھے

---

۱ نعیم بن عبداللہ حضرت عمرہی کے خاندان کے ایک معزز شخص تھے اور مسلمان ہو چکے تھے۔

۲ حضرت خباب بن الارت بنی تیم میں سے تھے جاہلیت میں غلام بنا کر فروخت کر دئے گئے تھے۔ اُم انمار نے خرید لیا تھا۔ یہ ان دنوں ایمان لائے جب آنحضرت ارقم کے گھر میں مقیم تھے۔ وہ اُس وقت تک صرف چھ سات شخص ایمان لا چکے تھے۔ انہوں نے اسلام کی محبت میں طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھائی تھیں۔ ان کو گرم ریت پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھ دیئے جاتے تھے۔ ان کی پشت ان صدمات سے برص کے داغوں کی طرح بالکل سفید ہو گئی تھی۔

(سیرۃ النبی صفحہ ۲۱۲-۲۱۳)

Marfat.com

عمر داخل ہوئے جب گھر کے اندر سخت غصّے میں
سُنی آہٹ تو فوراً چھپ گئے خبّاب پردے میں

کہا ”کیا پڑھ رہے تھے تم“ وہ بولے ”تم کو کیا مطلب!
کہا ”دونوں مسلماں ہو چکے ہو جانتا ہوں سب!“

بہن[1] بہنوئی کو آخر عمر نے اس قدر مارا
کہ زخموں سے نکل کر خون کی بہنے لگی دھارا

بہن بولی عمر! ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے نچوالے

مگر ہم اپنے دینِ حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے!
بلندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے!!

دہن سے نامِ حق، آنکھوں سے آنسو منہ سے خوں جاری
عمر کے دل پر اس نقشے سے عبرت ہو گئی طاری

کہا ”اچھا دکھاؤ مجھ کو وہ آیاتِ قرآنی
سمجھ رکھا ہے جن کو تم نے ارشاداتِ ربّانی“

بہن بولی ”بغیر غسل اُس کو چھو نہیں سکتے“
یہ سُن کر اور حیرت چھا گئی مُنہ رہ گئے تکتے

اُٹھے اور غسل کر کے لے لیا قرآن ہاتھوں میں
بھلی ساعت میں آئی دولتِ ایمان ہاتھوں میں

[1] حضرت عمر کے بہنوئی کا نام سعید بن زید تھا اور بہن کا نام فاطمہ بنت خطاب

Marfat.com

حضرت عمرؓ کا ایمان

کلامِ پاک کو پڑھتے ہی آنسو ہو گئے جاری — خدائے واحدِ قدوس کی ہیبت ہوئی طاری

وہ دل، وہ سخت دل جو آہن و فولاد کا دل تھا — مسلمانوں کے حق میں جو کسی جلاد کا دل تھا

شعاعِ نور نے اُس دل کو یکسر موم کر ڈالا — ہوئی تسکین پہ نکلا قدیمی کفر کا چھالا

اُڑی کافور کی صورت سیاہی رنگِ باطل کی — یکایک آج روشن ہو گئیں گہرائیاں دل کی

اسی عالم میں اُٹھے جانبِ کوہِ صفا دوڑے — نکل کر نرغۂ شیطاں سے جیسے پارسا دوڑے

---

[1] سیرت النبی صفحہ ۲۰۹۔ فاطمہؓ نے قرآن کے اجزا لا کر سامنے رکھ دیئے۔ عمرؓ نے اُٹھا کر دیکھا تو یہ سورۃ تھی:

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — زمین و آسمان میں جو کچھ ہے خُدا کی تسبیح پڑھتا ہے۔

وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (حدید) — اور خدا ہی غالب حکمت والا ہے۔

ایک ایک لفظ پر ان کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (حدید) — خدا پر اور اُس کے رسُول پر ایمان لے آؤ

تو بے اختیار پکار اُٹھے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ — میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں

اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ — اور یہ کہ محمد رسُولِ خدا ہیں۔

عمرؓ آستانۂ نبوت پر

رسول اللہ تھے اس دم مقیم خانۂ ارقمؓ[1] ‏ حضوری میں جناب حمزہؓ و بوبکرؓ تھے ہمدم
نحیف و ناتواں کچھ اور اہلِ اللہ بیٹھے تھے ‏ خدا سے لَو لگائے دو جہاں کے شاہ بیٹھے تھے
عمرؓ آئے مسلح، آکے دروازے پہ دی دستک ‏ اُسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک
صحابہ نے جونہی سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا ‏ چمک تلوار کی آئی نظر، روئے عمرؓ دیکھا
صحابہ میں سے اکثر ڈر گئے اس رنگِ ظاہر سے ‏ عمرؓ کا دبدبہ کچھ کم نہ تھا اک فوج قاہر سے
رسول اللہ سے آکر عرض کی اک طرفہ ساماں ہے ‏ عمر در پر کھڑے ہیں ہاتھ میں شمشیر بُراں ہے
کہا حمزہؓ نے جاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو ‏ اُسے اندر بلاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے ‏ نمونہ اُس کو ہم خلقِ محمدؐ کا دکھائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی تو اُس کو قتل کر دوں گا ‏ اسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پہ دھر دوں گا[2]

[1] ارقم کا مکان کوہ صفا کی تلیٹی میں تھا۔ اور رسول اللہ وہاں پناہ گزیں تھے (سیرت النبی [illegible]
[2] دیکھو سیرت النبی صفحہ ۲۱۰

رسول اللہ سُن کر مسکراتے اور فرمایا
"بُلا لو دیکھ لیں کس دُھن میں ہے ابن خطاب آیا"

عمر داخل ہوئے اندر تو اُٹھے حضرتِ والا
ہُوا ضَو ریز سَر شاخِ طُوبیٰ پر قدِ بالا

کہا چادر کا دامن کھینچ کر کیوں اے عمر کیا ہے!
چلا تھا آج کس نیت سے کس نیّت سے آیا ہے؟

عمرؓ کے جسم پر اک کپکپی سی ہو گئی طاری
وہیں سَر جھک گیا آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری

ادب سے عرض کی "حاضر ہوا ہوں سَر جھکانے کو
خدا پر اور رسولِ پاک پر ایمان لانے کو"

یہ کہنا تھا کہ ہر جانب صَدائے مرحبا گونجی
فضا میں نعرۂ اللہ اکبر کی صدا گونجی

حضرتِ عمرؓ کی شانِ ایمان

عمر رخصت ہوئے ایمان لا کر شہر کی جانب
چلے بے خوف ہو کر بانیانِ قہر کی جانب[1]

وہاں وہ لوگ بیٹھے تھے عمر کے منتظر سارے
کسی کے قتل ہونے کی خبر کے منتظر سارے

---

[1] حضرت عمر سے پہلے پچاس کے قریب آدمی ایمان لا چکے تھے۔ عرب کے مشہور بہادر سید الشہدا حضرت حمزہؓ بھی مسلمان ہو چکے تھے۔ تاہم مسلمان اپنے فرائض مذہبی ادا نہیں کر سکتے تھے۔ کعبہ میں نماز ادا کرنا تو گویا ناممکن ہی تھا۔ لیکن حضرت عمر کے ایمان سے حالت بدل گئی۔ (بقیہ دیکھو صفحہ ۱۸۸)

Marfat.com

عُمرؓ آکر پکارے "اے قریش! اے فِہر[1] کے بیٹو! — سنو اے عقل کے اندھو سنو تقدیر کے ہیٹو!
یہ بُت جھوٹے ہیں بیشک پُوجنا بے سُود ہے سب کا — خدا واحد ہے جو خالق ہے اور معبود ہے سب کا
کوئی جھٹلائے مجھ کو یا کرے میرا یقین کوئی — محمدؐ ہیں رسُول اللہ اس میں شک نہیں کوئی
نہ ہوگا کچھ بھی حاصل مکر سے حجّت سے حیلے سے — فلاحِ دین و دُنیا ہے محمّد کے وسیلے سے
حقیقت کا تمہارے سامنے اظہار کرتا ہُوں — میں توحید و رسالت کا بدل اقرار کرتا ہُوں
کتاب اللہ پر قرآن پر ایمان لایا ہُوں — خدائے واحد و رحمٰن پر ایمان لایا ہُوں"
یہ سُن کر زلزلہ سا آگیا ایوانِ باطل میں — بہت صدمہ ہُوا دل کی اُمیدیں رہ گئیں دل میں
اُٹھے سب طیش کھا کر پل پڑے اس مردِ غازی پہ — کیا اُن بھیڑیوں نے حملہ اِس شیرِ حجازی پر
مگر وہ مردِ میدانِ وفا غالب رہا سب پر — خدا غالب ہُوا، نامِ خدا غالب رہا سب پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۷) اُنہوں نے علانیہ اسلام کا اظہار کیا۔ کافروں نے شدّت کے ساتھ مخالفت کی لیکن وہ ثابت قدم رہے۔ یہاں تک مسلمانوں کو ساتھ لے جا کر کعبے میں نماز ادا کی۔ ابن ہشام اس واقعہ کو عبداللہ بن مسعود کی زبانی اس طرح لکھتا ہے کہ عمر اسلام لائے تو قریش سے لڑے۔ یہاں تک کہ کعبے میں نماز پڑھی اور اُن کے ساتھ ہم لوگوں نے بھی پڑھی۔

[1] فہر قریش اول کا نام تھا۔

ہجرت کا آغاز

ایذا دہی کی انتہاء طرح طرح کی عقوبتیں

عمرؓ کی حق پسندی سے بڑھی اسلام کی شوکت
علی الاعلان اب ہونے لگی تبلیغ کی خدمت

قریش اب ہو چکے تھے درحقیقت خون کے پیاسے
یہ باطل محو کرنا چاہتا تھا حق کو دُنیا سے

ستم ایجاد تھے لاکھوں ستم ایجاد کرتے تھے
کوئی جلاد کیا کرتا جو یہ جلاد کرتے تھے

زمین و آسماں جب دُھوپ کی گرمی سے تپتے تھے
غضب کی طرح دل لگی تھی ریت پر مُسلم تڑپتے تھے

جُھلس کر سُرخ ہو جاتی تھی جب چھاتی چٹانوں کی
ہم آغوشی ہوا کرتی تھی اُن سے بے زبانوں کی

نشان سجدۂ توحید تھا جن کی جبینوں پر
دھرے رہتے تھے پھر سخت پتھر اُن کے سینوں پر

جو ابراہیم کے پوتوں کو پھول اور باغ دیتے تھے
سلاخیں سرخ کر کے لوگ اُن کو داغ دیتے تھے

مثالِ نوح جو انسان کے بیڑے تراتے تھے
انہیں یہ لوگ پھر وں آب میں غوطے کھلاتے تھے

Marfat.com

غلاموں تک نہ تھا محدود یہ لطف و کرم ان کا کہ تھا ہر بندۂ توحید پر ظلم و ستم ان کا
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ[1] علیؓ تک کو ستاتے تھے ابوذرؓ[2] پر زبیرؓ و سعد پر سو ظلم ڈھاتے تھے
وہ مصعبؓ عبدرحمٰنؓ اور جعفرؓ بن ابی طالب یہ سب کے سب بہادر جو کہ تھے یک جان و قالب
قیامت خیز ایذائیں غضب کے رنج سہتے تھے تشدد منع تھا اس واسطے خاموش رہتے تھے
وطن کی سرزمیں پھرنے لگی جب آسمان بن کر ہوا دم گھونٹنے کے واسطے پھیلی دھواں بن کر
حقوقِ زندگی بھی چھن گئے جب اہلِ وحدت سے حبش کی سمت ہجرت کا ملا فرماں[3] نبوت سے
مسلمانوں کی اک تعداد نکلی بے وطن ہو کر حبش یعنی نجاشی کی حکومت میں بنایا گھر

---

1. حضرت عثمان بن عفان کے اسلام لانے کی خبر ان کے چچا کو ہوئی تو وہ ان کو طرح طرح کی ایذائیں دینے لگا اکثر اوقات کھجور کی صف میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور نیچے دھواں دیا کرتا۔
2. حضرت ابوذر کا اسلام لانے والوں میں ساتواں یا چھٹا نمبر تھا۔
3. وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً (النحل) اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اس کے بعد کہ ظلم ہوئے ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔
4. سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفان اور ان کی زوجہ یعنی آنحضرت صلعم کی بیٹی سیدہ رقیہ نے ہجرت اختیار کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان پہلا شخص ہے جس نے (دیکھو صفحہ ۱۹۱)

Marfat.com

مگر اس امر کی جب اہلِ مکّہ نے خبر پائی — تعاقب کے لئے فوراً سفارت ایک بھجوائی

چلے مکّے سے ابنِ عاص جو تھے اُن دنوں[1] کافر — سفارت لے کے دربارِ نجاشی میں ہوئے حاضر

حضورِ شہ جھکے سجدے میں یہ سب ظلم کے بانی — تحائف اور نذریں پیش کر کے عرض گذرانی

کہ "اے شاہِ حبش یہ سلطنت قائم رہے دائم — ہمارے شہر سے بھاگ آئے ہیں کچھ قوم کے مجرم

حبش میں آبسے ہیں ہر طرح دلشاد پھرتے ہیں — مذاہب کی بُرائی کرتے ہیں آزاد پھرتے ہیں

یہودی اور نصرانی مذاہب سے بھی جلتے ہیں — نیا دین ایک قائم کر لیا ہے جس پہ چلتے ہیں

پکڑ کر اس سفارت کے حوالے کیجئے اُن کو — اسی خاطر ہم آئے ہیں ہمیں دے دیجئے اُن کو"

نجاشی اور درباری یہ سب کے سب تھے نصرانی — ہُوا جب مشورہ[2] ہر شخص نے تائید کی ٹھانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۰) راہِ خدا میں ہجرت کی ہے۔ یہ پہلا قافلہ ۱۲ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل تھا۔ رات کی تاریکی میں نکلے اور جدہ کی بندرگاہ سے جہاز پر سوار ہو کر حبش کو چلے گئے۔ ان کے بعد اور بھی مسلمان جن میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں تھیں اُن کے قافلہ سالار حضرت جعفر طیارؓ حضرت علیؓ کے بھائی تھے ؛

[1] عمرو بن عاص جو بعد میں مسلمان ہوئے اور فاتح مصر کے نام سے مشہور ہیں اس وقت کافر تھے اور مسلمانوں کے سخت دشمن ؛

[2] سفارت نے جس میں عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ جیسے سرکردہ لوگ تھے نجاشی یعنی (دیکھو صفحہ ۱۹۲)

نجاشی انصاف کی راہ پر

مگر سب کی ہم آہنگی نجاشی نے بُری سمجھی ۔۔۔ گلوئے عدل پر ایسی عدالت اک چھری سمجھی
مسلمانوں کو بھی اُس نے بلایا اور فرمایا ۔۔۔ کہ تم کو قید کرنے کے لئے یہ وفد ہے آیا
تمہارا جرم کیا ہے قوم کیوں ناراض ہے تم سے؟ ۔۔۔ کسی کو قتل کر ڈالا کہ بگڑی کوئی شے تم سے؟
تمہارا دین کیا ہے کیا وہ دنیا سے نرالا ہے؟ ۔۔۔ جسے تم یہ سمجھتے ہو کہ سب دینوں سے بالا ہے؟

دربارِ نجاشی میں حضرت جعفرؓ کی تقریر

جنابِ حضرتِ جعفرؓ اُٹھے تقریر کرنے کو ۔۔۔ علی الاعلان دینُ اللہ کی تفسیر کرنے کو
کہا "اے بادشہ ہم لوگ کافر اور جاہل تھے ۔۔۔ ہم اس دارِ شقت میں نکمے اور کاہل تھے
بہت بدکار تھے بُت پُوجتے مُردار کھاتے تھے ۔۔۔ غریبوں کو شریفوں کو ضعیفوں کو ستاتے تھے

(بقیہ حاشیہ ۱۹۱) شاہ حبش کے درباریوں اور پادریوں کو جاتے ہی گانٹھ لیا تھا۔ کہ دربار میں ان کی طرف سے تائید ہی ہوگی ۔ (دیکھو سیرت النبی ۲۲۰ - ۲۲۱)

Marfat.com

یتیموں پر غلاموں لونڈیوں پر ظلم ڈھاتے تھے ــــ پڑوسی زیر دستوں کو زبردستی دکھاتے تھے

یہ حالت تھی برادر کا برادر جان لیوا تھا ــــ گناہوں کا سمندر ناؤ کا شیطان کھیوا تھا

دقیقہ کون سا باقی رہا تھا ڈوب جانے میں ــــ سہارا کوئی بھی حاصل نہ تھا ہم کو زمانے میں

تکلف برطرف جاتے تھے ہم سیدھے جہنم میں ــــ اسی اثنا میں اک سچا نبی پیدا ہوا ہم میں

نبیؐ شہرہ ہے ساری قوم میں جس کی امانت کا ــــ کوئی منکر نہیں جس کی صداقت کا دیانت کا

وہ آیا اور اس نے دعوتِ اسلام دی ہم کو ــــ نکالا موت کے پنجے سے بخشی زندگی ہم کو

ہمیں تلقین کی ان پتھروں کا پوجنا چھوڑو ــــ زنا سے جھوٹ سے چوری سے سرشوری سے منہ موڑو

ہمیں تلقین کی اک دوسرے کے حق کو پہچانو ــــ سبھی انسان ہو انسانیت دکھلاؤ نادانو

ہمیں اس نے نماز و روزہ کے ارکان سکھلائے ــــ پسند آیا ہمیں یہ دین ہم ایمان لے آئے

بس اتنی بات تھی جس پر ہوئے اہلِ وطن دشمن ــــ ہمیں جی کھول کر دیتے رہے رنج و محن دشمن

ہمارا جرم یہ ہے بت پرستی چھوڑ دی ہم نے ــــ ملی ہم کو اذیت اپنی بستی چھوڑ دی ہم نے

ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ پھر گمراہ ہو جائیں ــــ یہاں حاضر ہیں ہم اب آپ ہی انصاف فرمائیں

Marfat.com

نجاشی راہ ہدایت پر

سچائی کا اثر ظاہر ہوا قلبِ نجاشی پر
وہ بولا کون سا بُرہان لایا ہے وہ پیغمبر

سنائیں حضرتِ جعفرؓ نے چند آیاتِ قرآنی[1]
نجاشی کے مکدر دل نے پائی جن سے تابانی

ہُوا دِل پر اثر آنکھوں سے آنسو ہوگئے جاری
کہا بے شبہ اللہ کی کتابیں ایک ہیں ساری

قسم اللہ کی اعجاز ہے انجیل و قرآں میں
اُسی کے نطق کی آواز ہے انجیل و قرآں میں

نجاشی کا تہیّہ

کیا اب یُوں مخاطب اہلِ مکّہ کے سفیروں کو
کہ جاؤ کہہ دو اپنے بھیجنے والے شریروں کو

کہ "جو مظلوم میرے دامنِ دولت میں آئے گا
وہ خود جائے تو جائے کوئی لے جانے نہ پائے گا"

مسلمانوں سے بولا "تم حَبَش کو اپنا گھر سمجھو
مجھے اپنا معین و ہم خیال و ہم نظر سمجھو

[1] حضرت جعفرؓ نے سُورہ مریم کی چند آیات پڑھیں۔ دیکھو سیرت النبی صفحہ ۲۲۱

Marfat.com

یہ دُنیا اک مسافر خانہ ہے ہم سب مسافر ہیں   خدا منزل ہے سب کی حیف ہے اُن پر جو کافر ہیں

رسُول اللہ کے خلاف اہل مکّہ کا معاہدؐہ

شرارت اہل مکہ کی کسی صُورت نہ کام آئی
سفارت بھی حبش سے یوں ہی بے نیل مرام آئی

شریروں کو بڑی شرمندگی تھی اپنی ہیٹی کی
اکٹھے ہو کے پھر اہل ستم نے اک کمیٹی کی

بنی ہاشم کے گھر سے بولہب بھی ساتھ شامل تھا
کہ ہر ایذا دہی کے وقت اُس کا ہاتھ شامل تھا

صلاح و مشورے کے بعد اب یہ بات طے پائی
کہ اک تحریر لکھوا کر در کعبہ پہ لٹکائی

لکھا یہ تھا" تعلق قطع ہے اب آل ہاشم سے
نہ رکھیں آج کے دن سے وہ کوئی واسطہ ہم سے

بیاہ شادی رفاقت، ناطہ رشتہ، دوستی الفت
مروت، لین دین، اور ملنا جلنا سب کا سب رخصت

تواضع، گفتگو، بیع و شری سب ترک کرتے ہیں
کوئی آ کر نہ پُوچھے گا وہ جیتے ہیں کہ مرتے ہیں

ہمارے شہر میں ڈھونڈیں نہ چیزیں کھانے پینے کی
نہیں پروا ہمیں اب اُن کے مرنے اور جینے کی

لہ کیونکہ بنی ہاشم اگرچہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ مگر قبیلے کی عصبیت کے سبب سے نبی کا ساتھ نہیں چھوڑتے تھے۔
(رحمۃ للعالمین صفحہ ۵۴)

Marfat.com

ہمارے اُن کے باہم کام دھندے بند ہیں سارے
قریش اس باہمی تحریر[1] کے پابند ہیں سارے

ابُو طالب لئے بیٹھے رہیں اپنے بھتیجے کو
مریں گے بھوکے پیاسے خود سمجھ لیں گے نتیجے کو

محمدؐ جو ہمیں ہر بات میں گمراہ کہتا ہے
خدا کو ایک اور خود کو رسُول اللہ کہتا ہے

ابو طالب اگر اُس کو ہمارے ہاتھ میں دے دیں
جو اُس کے ساتھ والے ہیں سب اسکے ساتھ میں دے دیں

ہم اُن کو قتل کر ڈالیں تو پھر یہ عہد ٹوٹے گا
لہو اُن کا دوبارہ نخلِ اُلفت بن کے پھُوٹے گا"

غرض یہ عہد لکھوا[2] کر درِ کعبہ پہ لٹکایا
ابو طالب کے پاس اک ہاشمی فوراً خبر لایا

ابُوطالب کی ثابت قدمی

ابُوطالب نے فرمایا "عجب اُلٹا زمانہ ہے
یہ اچھی دوستی ہے واہ کیا اچھا بہانہ ہے

[1] اس معاہدہ کا ذکر طبری نے اور ابن سعد نے تفصیل سے کیا ہے۔ نبی کریم کو قتل کے لئے حوالے کر دینے کا تذکرہ مواہب لدنیہ میں ہے۔ (سیرت النبی صفحہ ٢٢٨)

[2] اس معاہدہ کی کتابت منصور بن عکرمہ نے کی تھی۔

Marfat.com

وہ صبحِ نور جس کے چہرۂ انور کی برکت سے[1] کیا کرتے ہیں باراں کی تمنّا ابرِ رحمت سے
وہ دامن جو یتیموں کو پناہیں دینے والا ہے جو اندھوں کو بصیرت کی نگاہیں دینے والا ہے
وہ جس نے اجڑی بچھڑی آدمیت کو سنوارا ہے جو بے یاروں کا یارا بے سہاروں کا سہارا ہے
وہی جو ابرِ رحمت بن کے بے جانوں کو جاں بخشے چمن کو رنگ بخشے اور بلبل کو زباں بخشے
وہی جو نوعِ انساں کو غلامی سے رہائی دے وہی جو پنجۂ مرگِ دوامی سے رہائی دے
یہ انسان دامِ مرگ اُس کے غلاموں پر بچھاتے ہیں حرم کے طائروں کو شانِ صیّادی دکھاتے ہیں
اُسی کے باغ پر یہ برق شعلہ ریز ہوتی ہے اُسی کے بے زبانوں پر چھری اب تیز ہوتی ہے
وہ جس کا نام لینے سے پلٹ جاتی ہیں تقدیریں اُسی کو قتل کر دینے کی اب ہوتی ہیں تدبیریں
کریں بیداد ہم پر اور ہمیں سے داد بھی چاہیں ہمارا قتل ہو اور ہم سے پھر امداد بھی چاہیں

---

[1] ابوطالب کے ایک قصیدے کا پہلا شعر ہے :-

وابیض یستسقی الغمام بوجھہٖ
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

وہ گورا شخص جس کے چہرے کی برکت سے بارانِ رحمت کی دُعا کی جاتی ہے (جو) یتیموں کیلئے پناہ اور دکھیاری عورتوں کو دکھ سے نجات دینے والا ہے۔

ہمیں منظور ہے قطع تعلق اہل مکہ سے — نہیں ہم چاہتے رسم تعلق اہل مکہ سے"

یہ کہہ کر آلِ عبدالمطلب کو گھر میں بلوایا — کیا کنبہ اکٹھا اور سارا حال بتلایا
بنی ہاشم اگرچہ آج تک ایماں نہ لائے تھے — مگر اہلِ حمیت ہاشمی ماؤں کے جائے تھے
اکٹھے ہو گئے شعب[۱] ابی طالب میں آ کر — یہیں پر تھے رسولِ پاک اہل بیت او چاکر
فقط اک بولہب سب سے الگ تھا سب کا دشمن تھا — نہایت سنگدل بے رحم بے ایمان پُرفن تھا

شعبِ ابی طالب میں محصوری کا زمانہ

بڑی سختی سے کرتے تھے قریش اس گھر کی نگرانی — نہ آنے دیتے تھے غلہ ادھر تا حدِ امکانی
کوئی غلے کا سوداگر اگر باہر سے آ جاتا — تو رستے ہی میں جا کر بولہب کمبخت بہکاتا

---

۱ شعب ابی طالب پہاڑ کے ایک درے کا نام ہے جو خاندان بنو ہاشم کی موروثی ملکیت تھی۔

۲ دیکھو خاتم المرسلین صفحہ ۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳ سیرت النبی ۲۲۸ سیرت خیر البشر صفحہ ۷۲ - سیرت رحمۃ للعالمین صفحہ ۵۳ -

Marfat.com

پہاڑوں کا یہ درّہ قلعۂ محصور تھا گویا
خدا والوں کو فاقوں مارنا منظور تھا گویا

رسُول اللہ لیکن مطمئن تھے اور صابر تھے
خدا جس حال میں رکھے اسی حالت پہ شاکر تھے

وہ حمزہؓ کا شکار آہواں کے واسطے جانا
کبھی کچھ بھی نہ ملنا اور خالی ہاتھ آجانا

وہ بچوں کا تڑپنا ماہیٔ بے آب کی صورت[1]
علیؓ کے ضبط میں غصے کے پیچ و تاب کی صورت

عُمرؓ کا ہاتھ اکثر قبضۂ شمشیر پر رکھنا
نبی کے حکم پر سر تکیہ تقدیر پر رکھنا

نبیؐ کے حکم کی تعمیل کرنا اور چپ رہنا
غضب کو ضبط کرنا قہر اپنی جان پر سہنا

وہ بھوکی بچیوں کا رُوٹھ کر فی الفور مَن جانا
خدا کا نام سُن کر صبر کی تصویر بن جانا

تڑپنا بھوک سے کچھ روز آخر جان کھو دینا
وہ ماؤں کا فلک کو دیکھ کر چپ چاپ رو دینا

گذارے تین سال اس رنگ سے ایمان والوں نے
دکھا دی شانِ استقلال اپنی آن والوں نے

رضا و صبر سے دن کٹ گئے اِن نیک بختوں کے
کہ کھانے کیلئے ملتے رہے پتے درختوں کے

---

[1] بنی ہاشم کے بچے بھوک سے اس قدر رویا کرتے۔ کہ اُن کی آواز گھاٹی سے باہر سنائی دیتی۔
(زاد المعاد)

[2] دیکھو صفحہ ۲۰۰

دکھائی شکل اس آغاز کے انجام نے اِک دن — چچا کو دی خبر اُس مصدرِ الہام نے اِک دن
کہ دیمک کھا چکی ہے ظالموں کے عہد نامے کو — شکستہ کر دیا اللہ نے باطل کے خامے کو
ہے عبرت کا سبق اس انتباہِ آسمانی میں — فقط نام خدا باقی ہے اُس تحریرِ فانی میں

شکستِ معاہدۂ باطل

ابی طالب اُٹھے گھر سے نکل کر شہر میں آئے — تھے جن کے دستخط اس عہد نامے پر وہ بلوائے
کہا اِس قسم کی دی ہے بھتیجے نے خبر مجھ کو — دکھاؤ کھول کر تحریر اپنی اک نظر مجھ کو
میں اُس کو چھوڑتا ہوں قول ہے اُس کا اگر باطل — وہ حق پر ہے تو پھر اس عہد نامے کا اثر باطل
تبختر کی ادا سے ہنس پڑا بوجہل بدگوہر — اتارا عہد نامہ دیکھ کر سب رہ گئے ششدر
کہو طاہر یہ ستوا کیا یہ امرِ اتفاقی تھا — جو فانی تھا وہ فانی تھا جو باقی تھا وہ باقی تھا

(بقیہ صفحہ ۱۹۹) صحابہ کی زبان سے مذکور ہے کہ ہم طلحہ کے پتے کھا کھا کر بسر کرتے تھے۔ حضرت سعد بن وقاص کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رات کو سوکھا ہوا چمڑہ ہاتھ آگیا۔ میں نے اس کو پانی سے دھویا۔ پھر آگ پر بھونا اور پانی میں ملا کر کھایا۔ (روض الانف بحوالہ سیرت النبی صفحہ ۲۲۸)

Marfat.com

عام الحزن[1]

ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کی وفات[2]

ملا اس قید سے آخر مسلمانوں کو چھٹکارا
اسی انداز سے بہنے لگی تبلیغ کی دھارا

روایت ہے کہ دسواں سال تھا عہد نبوت کا
کہ ٹوٹا آخری رشتہ بھی انسانی حمایت کا

ابو طالب سدھارے جانب ملک عدم آخر
اٹھا سر سے چچا کا سایۂ لطف و کرم آخر

---

[1] بعثت نبوی کا دسواں سال تاریخ اسلامی میں عام الحزن کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ آپ کے دو ایسے رفیق وغمگسار اٹھ گئے۔ جن سے آپ کو بہت تقویت ملتی تھی۔ آنحضرت کی مشکلات پہلے سے بھی بڑھ گئیں۔ اور ایک سختی کا زمانہ شروع ہوا (سیرت خیر البشر صفحہ ۶۲)

[2] ابو طالب آنحضرت صلعم سے عمر میں ۳۵ سال بڑے تھے۔ رسول اللہ کو ان سے اور ان کو رسول اللہ سے بیحد محبت تھی۔ ایک دفعہ بیمار پڑے تو رسول اللہ سے کہا "بھتیجے جس خدا نے تجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اس سے دعا نہیں کرتا کہ مجھ کو اچھا کر دے"۔ آنحضرت نے دعا کی اور وہ اچھے ہو گئے۔ تو آنحضرت سے کہا۔ (دیکھو صفحہ ۲۰۲)

Marfat.com

وہ اُمّ المسلمین جو مادرِ گیتی کی عزّت ہے
وہ امّ المسلمیں قدموں کے نیچے جس کے جنّت ہے

خدیجہؓ طاہرہ یعنی نبیؐ کی باوفا بی بی
شریکِ راحت واندوہ پابندِ رضا بی بی

دیارِ جاودانی کی طرف راہی ہوئیں وہ بھی
گئیں دُنیا سے آخر سوئے فردوسِ بریں وہ بھی

یہ بی بی تھیں، وہ ہمدردِ یتیمی تھے محمدؐ کے
یہ دونوں غمگسارانِ قدیمی تھے محمدؐ کے

مشیت کو مگر مدِ نظر تھی شانِ یکتائی
محمدؐ کی یہ تنہائی ہی تھی سامانِ یکتائی

قریش اس وقت تک نامِ ابوطالب سے ڈرتے تھے
عرب کے لوگ اُن کے مرتبے کا پاس کرتے تھے

ابُوطالب کے اُٹھ جانے سے ڈر جاتا رہا دل سے
یہ ہستی اک سپر تھی ہٹ گئی اُن کے مقابل سے

غلامانِ محمدؐ تھے حبش کے مُلک میں اکثر
یہاں مکّے میں چند افراد تھے دمسازِ پیغمبر

دیا زور اور اظہارِ صداقت پر پیمبرؐ نے
تو باطل آخری کوشش کے منصوبے لگا کرنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱) خدا تیرا کہا مانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ بھی خدا کا کہا مانیں تو وہ بھی آپ کا کہا مانے۔
(اصابہ فی احوال الصحابہ ذکر ابوطالب۔ بحوالہ سیرت النبی از علامہ شبلی صفحہ ۲۳۱)

حضرت خدیجہؓ نے رمضان سنہ نبوی میں وفات پائی۔ آپ کی عمر ۶۵ برس ہوئی بمقام حجون میں دفن کی گئیں۔ آنحضرت خود ان کی قبر میں اُترے اس وقت تک نمازِ جنازہ شروع نہیں ہوئی تھی (سیرت النبی)

ہادیِ اسلام کا سفرِ طائف

وہ ہادی جو نہ ہو سکتا تھا غیر اللہ سے خائف
چلا اک روز مکے سے نکل کر جانبِ طائف

دیا پیغامِ حق طائف میں طائف کے رئیسوں[1] کو
دکھائی جنسِ رُوحانی کمینوں کو خسیسوں کو

نبی کے ساتھ یہ بدبخت پیش آئے رعونت سے
جو سرکردہ تھا ان میں، بول اُٹھا فرطِ حقارت سے

"اگر اللہ تجھ ایسوں کو نبی پاک کرتا ہے
تو گویا پردۂ کعبہ کو خود ہی چاک کرتا ہے[2]"

کہا اک دوسرے نے۔ واہ وہ بھی ہے خدا کوئی
پیمبر ہی نہیں ملتا جسے تیرے سوا[3] کوئی"

ظرافت کی ادائے طنز سے اک تیسرا بولا
نہایت بانکپن سے سانپ نے گویا دہن کھولا

---

[1] طائف میں بڑے بڑے اُمرا اور اربابِ اثر رہتے تھے۔ عمیر کا خاندان رئیس القبائل تھا۔ یہ تین بھائی تھے عبد یالیل۔ مسعود۔ حبیب

[2] دیکھو سیرت النبی از علامہ شبلی صفحہ ۲۳۲)

[3] کنایہ یہ تھا۔ کہ ہم عرب کے اتنے بڑے رئیس ہیں خدا کو چاہیئے تھا کہ پیغمبری ہمیں دیتا۔ چنانچہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے،
وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ
وہ کہتے ہیں کہ قرآن کو اُترنا تھا تو ان دو شہروں (مکہ اور طائف) میں سے کسی رئیسِ اعظم پر اُترنا تھا۔

Marfat.com

"اگر میں مان لوں تم کر رہے ہو راست گفتاری
تو ہے تم سے تخاطب میں بھی گستاخی بڑی بھاری"

اگر تم جھوٹ کہتے ہو تو ڈرنا چاہیئے تم سے
مجھے پھر بات ہی کوئی نہ کرنا چاہیئے تم سے"

یہ طعن سوقیانہ سن کے بھی ہادیؐ نہ گھبرایا
اُٹھا اور اُٹھ کے اطمینان و آزادی سے فرمایا

کہ "حق پر دل نہیں جمتا تو اچھا خیر جانے دو!
یہ پیغامِ ہدایت شہر والوں کو سنانے دو!!"

یہ کہہ کر شہر کی جانب چلا اسلام کا ہادیؐ
سنایا قیدیانِ لات کو پیغامِ آزادی

مگر بھڑکا دیا لوگوں کو ان تینوں شریروں نے
دکھائی شیطنت شیطان کے پیتے شریروں نے

پتّھروں کی بارش

بڑھے انبوہ در انبوہ پتّھر لے کے دیوانے
لگے مینہ پتّھروں کا رحمتِ عالم پہ برسانے

وہ ابرِ لطف جس کے سائے کو گلشن ترستے تھے
یہاں طائف میں اُس کے جسم پر پتّھر برستے تھے

وہ بازو جو غریبوں کو سہارا دیتے رہتے تھے
پیاپے آنے والے پتّھروں کی چوٹ سہتے تھے

وہ سینہ جس کے اندر نورِ حق مستور رہتا تھا
وُہی اب شق ہوا جاتا تھا اُس سے خون بہتا تھا

Marfat.com

فرشتے جن پہ آ آ کر جبینِ شوق رکھتے تھے — وہ پائے نازنیں زخموں کی لذت آج چکھتے تھے

جگہ دیتے تھے جن کو حاملانِ عرش آنکھوں پر — وہ نعلین مبارک خاک و خوں میں بھر گئیں یکسر

بشر کی عیب پوشی کے لیے جس کو اتارا تھا — بشر کی چیرہ دستی سے وہ دامن پارا پارا تھا

زمیں کا سینہ شق تھا اور فلک کا رنگِ رُخ فق تھا — کہ ساری عمر کا حاصل شکارِ جورِ ناحق تھا

حضورؐ اس جور سے جب چُور ہو کر بیٹھ جاتے تھے — شقی آتے تھے بازو تھام کر اُوپر اُٹھاتے تھے[1]

اُسی مہماں نوازی کا نمونہ پھر دکھاتے تھے — خدائے قاہر و قہار کا صبر آزماتے تھے

یہ جسمانی عقوبت اُس پہ طرہ رنجِ روحانی — خدا پر مضحکہ کرتے تھے یہ بیداد کے بانی

کوئی کہتا تھا "آپ اعجاز اپنا کوئی دکھلائیں! — کم از کم یہ تو ہو ہم پر یہ پتھر ہی پلٹ آئیں"!

کوئی کہتا تھا "تم پر سے بلا کیوں ہٹ نہیں جاتی! — ہمارے غرق ہونے کو زمیں کیوں پھٹ نہیں جاتی"!!

کوئی کہتا تھا "میں ایسے خدا سے ڈر نہیں سکتا! — کہ جو اپنے پیمبرؐ کی حفاظت کر نہیں سکتا"!!

غرض یہ بانیانِ شر یہ فرزندانِ تاریکی — نبیؐ پر مشق کرتے جا رہے تھے سنگباری کی

---

[1] یہ پوری تفصیل مواہب لدنیہ بحوالہ موسیٰ بن عقبہ اور طبری و ابن ہشام میں ہے۔

Marfat.com

مگر اس رنگ میں جب تک بان دیتی ہی یارا
دعائے خیر ہی کرتا رہا اللہ کا پیارا

بالآخر جان کر بے جان، اُن لوگوں نے منہ موڑا
لہو میں اس وجودِ پاک کو لتھڑا ہُوا چھوڑا

آپ سے بد دعا کی خواہش

رحمۃ للعالمین کا جواب

غلام باوفا زید ابنِ حارث ڈھونڈتا آیا
متاعِ نُور کو طائف سے کندھوں پر اُٹھا لایا

حدِ نخلہ[1] میں آ پہنچا بحالِ خستہ و غمگیں
وہاں چشمے پہ لاکر زخم دھوئے پٹیاں باندھیں

کہا "سرکار! ان لوگوں کے حق میں بد دُعا کیجئے!!
شکایت اس جفا و جور کی پیشِ خُدا کیجئے!!

زمیں کو حکم دیجے ان لعینوں کو ہڑپ کرلے
اسی کا بوجھ ہیں یہ لوگ ان کو پیٹ میں بھر لے

فلک کو حکم دیجے پھٹ پڑے ان کینہ کاروں پر
بجائے آب، برسے آگ طائف کی بہاروں پر"

جنابِ رحمۃ للعالمیں نے سُن کے فرمایا
کہ مَیں اس دہر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا

[1] نخلہ طائف اور مکّے کے درمیان ایک مقام ہے۔ آپ نے طائف سے واپسی پر یہاں چند روز قیام فرمایا (سیرت النبی)

Marfat.com

اگرچہ لوگ آج اسلام پر ایماں نہیں لاتے! خدائے پاک کے دامانِ وحدت میں نہیں آتے
مگر نہیں ضرور اِن کی اُسے پہچان جائیں گی درِ توحید پر اِک روز آ کر سر جھکائیں گی!
میں ان کے حق میں کیوں قہرِ الٰہی کی دعا مانگوں؟ بشر ہیں، بے خبر ہیں، کیوں تباہی کی دعا مانگوں"

پتھر مارنے والوں کیلئے آنحضرتؐ کی دعائے خیر

یہ فرما کر نبیؐ نے ہاتھ اٹھا کر اِک دُعا مانگی خدا کا فضل مانگا خوئے تسلیم و رضا مانگی
دعا مانگی "الٰہی قوم کو چشمِ بصیرت دے الٰہی رحم کر ان پر انہیں نورِ ہدایت دے
جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف اِن کو بچارے بے خبر انجان ہیں کر دے معاف اِن کو
فراخی ہمتوں کو روشنی دے اِن کے سینوں کو کنارے پر لگا دے ڈوبنے والے سفینوں کو
الٰہی فضل کر کہسارِ طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

وہی جوشِ تبلیغ

یمنیوں اور یثربیوں کا ایمان لانا

رُسول اللہ پھر طائف سے مکے کی طرف آئے — برائے دعوت و تبلیغِ حق پھر سربکف آئے

یہاں بہرِ تجارت جو قبائل آتے جاتے تھے — رُسولِ پاک اُنہیں جا کر پیامِ حق سُناتے تھے

بہت سے خوش نصیب اللہ پر ایمان لے آئے — گھروں کی سمت پلٹے دولتِ عرفان لے آئے

طفیلؓ ابنِ عُمر دوسی یمن کا شاہزادہ تھا — حضورِ سرورِ دیں اُس کا آنا بے ارادہ تھا[1]

---

[1] طفیل ابن عمر یمن کے مشہور فرماں روا قبیلۂ دوس کے ایک معزز رکن اور نامی گرامی شاعر تھے وہ کسی کام سے مکے میں آئے انہیں رسول اللہ کے متعلق کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ اکابرِ قریش طفیل کے مرتبہ کو جانتے تھے وہ ان کے پاس آئے اور کہا اتنا خیال رکھنا کہ محمدؐ نام ایک شخص ہے۔ اس سے نہ ملنا وہ بڑا جادوگر ہے۔ اس کا کلام باپ بیٹے میں تفرقہ ڈال دیتا ہے۔ طفیل نے ان کے مشورے پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیا۔ جب کبھی باہر نکلتا کانوں میں روئی ٹھونس لیتا۔ لیکن اتفاق سے آنحضرتؐ قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے۔ طفیل نے بھی باوجود کانوں میں روئی ہونے کے اس آواز کو سنا۔ دل میں خیال آیا کہ یہ تو حماقت ہے۔ کہ کسی کی آواز نہ سنوں۔ بری بات نہ ہوگی تو نہ مانوں گا۔ چنانچہ کانوں سے روئی نکالی اور اللہ کا کلام سننے لگا۔ کلام کی سچائی نے اثر کیا۔ اور وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگیا۔ (دیکھو صفحہ ۲۰۹)

Marfat.com

قریشِ مکّہ نے بہکا دیا تھا اُس کو آتے ہی — کہ انساں عقل کھو دیتا ہے اُس کے پاس جاتے ہی
قضا کار ایک دن یہ ہو گیا دوچار حضرت سے — سُنا قرآن، پھر معمور تھا نورِ ہدایت سے
مسلماں بن کے خوش قسمت یمن کی سمت لوٹ آیا — پئے تبلیغِ حق اہلِ وطن کی سمت لوٹ آیا
اِسی صورت سوید[1] یثربی ایمان لائے تھے — ایاس[2] ابنِ معاذ بھی اسی صُورت سے آئے تھے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۸) اور چپ چاپ اپنے وطن کو چلا گیا۔ وہاں جاکر اپنے کنبے کو مسلمان کیا۔ اور قوم میں تبلیغ کرنے لگا (خاتم المرسلین صفحہ ۱۲۹ - ۱۳۰)

[1] سوید ابن صامت ارضِ یثرب کا مشہور و معروف شجاع اور عالم تھا۔ اس کو امثال لقمان کا ایک نسخہ ہاتھ آگیا۔ تھا جس کو وہ کتاب آسمانی سمجھتا تھا۔ وہ ایک مرتبہ حج کے لئے آیا۔ رسولِ خدا اس کے پاس تشریف لے گئے اس نے امثال لقمان پڑھ کر سنائیں آپ نے فرمایا میرے پاس اس سے بھی بہتر چیز ہے۔ یہ کہہ کر قرآن مجید کی چند آیات پڑھیں وہ اسلام کا معتقد ہو کر لوٹا، اور یثرب کے لوگوں پر اس واقعہ کا اظہار کیا۔ وہ انہی دنوں جنگِ ابعاث میں مارا گیا۔ روضۃ الانف میں، اصابہ میں، طبری میں یہ ذکر موجود ہے۔

[2] ارضِ یثرب میں اوس و خزرج نامی ایک ہی خاندان یعنی قحطان کے دو قبیلے آباد تھے۔ مگر ایامِ جاہلیت میں دونوں میں جنگ رہا کرتی تھی۔ قبیلہ اوس کو خزرج کے مقابلے میں شکست ہوئی۔ تو اس کے عمائد قریش کے پاس خزرج کے مقابلے میں انہیں اپنا حلیف بنانے کے لئے آئے۔ اس سفارت میں ایاس ابنِ معاذ بھی تھے رسُول اللہ کو ان کا آنا معلوم ہوا تو آپ اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ اور قرآن مجید کی چند آیات اُن کو سنائیں ایاس نے ساتھیوں سے کہا تم جس غرض سے آئے ہو یہ کام تو اس سے بھی بہتر ہے۔ (دیکھو صفحہ ۲۱۰)

Marfat.com

اسی صورت سے چند افراد آئے ارضِ یثرب[1] سے
پسند آیا انہیں اسلام ہی سارے مذاہب سے

وطن میں جا کے سب نے دینِ بیضا کی منادی کی
کہ لوگو جاگ اٹھی قسمت ہماری خشک وادی کی

وہ پیغمبر کہ جس کا منتظر سارا زمانہ تھا
وہ پیغمبر نوشتوں کے مطابق جس کو آنا تھا[2]

اسی کو دیکھ کر آئے ہیں ہم مکے کی بستی ہیں
خدا کا نام لیتا ہے جہاں بُت پرستی ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۹) لیکن اس سفارت کے قافلہ سالار نے اس کے منہ پر کنکریاں مار کر کہا۔ ہم اس کام کے لئے نہیں آئے۔ اس کے بعد یہ سفارت وطن کو لوٹی۔ ایاس آنحضرت کی ہجرت سے پہلے انتقال کر گیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ مرتے وقت ایاسؓ کی زبان پر تکبیر جاری تھی۔ (سیرت النبی)

۱؎ حج کے زمانہ میں عرب کے قبایل مکے میں آتے تھے۔ اور آنحضرت اس موقع پر ان کے ڈیروں پر جا جا کر تبلیغ فرماتے تھے سنہ لہ میں ایسا ہی ہوا۔ مقام عقبہ کے پاس (جہاں اب مسجد عقبہ ہے) قبیلہ خزرج کے چند اشخاص آپ کو نظر آئے آپ نے ان کو دعوتِ اسلام دی ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا، دیکھو یہود اس اولیت میں ہم سے بازی نہ لے جائیں یہ کہہ کر سب نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ چھ شخص تھے دوسرے سال بارہ اشخاص آئے اور بیعت کی۔ اور خواہش کی کہ کوئی معلم ہمارے ساتھ ارکانِ اسلام سکھانے کے لئے دیا جائے۔ آپ نے مصعبؓ بن عمیرؓ کو ان کے ساتھ کر دیا مصعبؓ ہاشم بن عبدمناف کے پوتے اور سابقین اسلام میں تھے مصعبؓ کی کوشش سے یثرب میں اسلام پھیلنے لگا۔ اگلے سال بہتر آدمیوں نے مکے اور مقام منیٰ میں بیعت کی (سیرت النبی)

۲؎ اہل یثرب نے یہودیوں سے سُن رکھا تھا۔ کہ ایک موعود نبی کے آنے کا زمانہ قریب ہے۔ یہودی تورات عیسائی انجیل کی پیشگویوں کی بنا پر موعود نبی کے مدتوں سے منتظر تھے۔

غارِ ثور[لہ]

ہوئے آزاد باطل کے حصارِ قہر سے دونوں
ابھی کچھ رات باقی تھی کہ نکلے شہر سے دونوں

نبی نے خانۂ کعبہ کو دیکھا اور فرمایا
کہ اے پیارے حرم میری تری فرقت کا وقت آیا

ترے فرزند اب مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے
تری پاکیزگی کا وعظ تک کہنے نہیں دیتے

جدائی عارضی ہے پھر بھی دل کو بے قراری ہے
کہ تُو اور تیری خدمت مجھ کو دنیا بھر سے پیاری ہے

یہ فرماتا ہُوا آگے بڑھا اسلام کا ہادی
سراسر موم ہو کر رہ گئی یہ سنگ دل وادی

چڑھائی سخت تھی سنگین و ناہموار رستہ تھا
نکیلے پتھروں کا فرش تھا پُرخار رستہ تھا

نبی کے پائے نازک ہر قدم پر چوٹ کھاتے تھے
دلِ صدّیق کے جذبات زخمی ہوتے جاتے تھے

نہ دیکھا جا سکا پائے محمدؐ کی جراحت کو
بصد اصرار کندھوں پر اُٹھایا شانِ رحمت کو

لہ یہ غار مکہ سے تین میل جانب جنوب ہے۔ پہاڑ کی چوٹی قریباً ایک میل بلند ہے۔ چڑھائی بہت ہی سخت سخت ہے۔ یہاں سے سمندر دکھائی دیتا ہے۔

Marfat.com

باب ششم

مسلمانانِ مکّہ کی ہجرتِ یثرب

اِدھر مکّے میں دنیا تنگ تھی ایمان داروں پر
کہ روندے جارہے تھے پھول کے سے جسم خاروں پر

نبوت نے اجازت دی کہ یثرب میں چلے جاؤ
وطن والوں کے اِس ظلم و تعدی سے اماں پاؤ

بشارت ہے، وہاں پر امن بخشے گا خُدا تم کو
یہاں صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما تم کو

صحابہ پر اگرچہ قہر کے بادل برستے تھے
بچارے سانس آزادی سے لینے کو ترستے تھے

نہ تھا آسان منہ اپنے وطن سے موڑ کر جانا
رسُولِ پاک کو مکے میں تنہا چھوڑ کر جانا

مگر فرمانِ محبوبِ خُدا فرمانِ باری تھا
مسلمانوں کا شیوہ، شیوۂ طاعت گذاری تھا

Marfat.com

مشرکینِ مکّہ کے ارادے

صحابہ رفتہ رفتہ جانبِ یثرب ہوئے راہی
قریشی کافروں کو مل گئی فی الفور آگاہی

دلوں میں خوش ہوئے ظالم کہ اب حسرت ہوئی پوری
محمدؐ اور اُس کے ساتھیوں میں ہو گئی دُوری

مسلمان جا چکے ارضِ حبش میں اور یثرب میں
یہ اچھا وقت ہے سب ٹل گئے وقتِ مناسب میں

ابوبکرؓ و علیؓ باقی ہیں لیکن دو کی ہستی کیا
بہادر ہی سہی ہم پر کریں گے پیش دستی کیا

جو چند افراد ہیں کچھ اور وہ کمزور ہیں سارے[له]
کہ اب بھی چھپتے پھرتے ہیں ہمارے خوف کے مارے

یہ اچھا وقت ہے اب قتل کر ڈالو محمدؐ کو
مٹا دو آج تنہائی میں اِس نورِ مجرّد کو

له حضرت صدیق اور حضرت علی کے علاوہ چند ایسے لوگ مکے میں باقی رہ گئے تھے جو مفلسی کے ہاتھوں مجبور تھے اور مدتوں ہجرت نہ کر سکے۔ یہ آیت اُنہی کی شان میں ہے

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا۔

کمزور مرد عورتیں اور بچے جو یہ کہتے ہیں کہ اے خدا ہم کو اس شہر سے نکال کہ یہاں کے لوگ ظالم ہیں۔

Marfat.com

کہا اللہ ساتھی ہے تو کیا اندیشۂ دشمن ۔۔۔ رکھ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا[1] پر نظر اے دوست لَا تَحْزَنْ

قافلۂ نبوّت مدینے کے راستے میں

اُٹھا رکھی نہ اہلِ مکہ نے باقی کسر کوئی ۔۔۔ نہیں پہنچا خدا کے پاک بندوں تک مگر کوئی

مسافر تین روز و شب رہے اس غار کے اندر ۔۔۔ غذا ملتی رہی تازہ بفضلِ خالقِ اکبر

سکوں افشاں ہُوا دُنیا پہ چوتھی رات کا سایا ۔۔۔ تو عامر[2] گھر سے اِک ناقہ کی جوڑی ساتھ لے آیا

ادب سے عرض کی بوبکر نے "اے رحمتِ باری ۔۔۔ سوارِ ناقہ ہو کر کیجئے چلنے کی تیاری

---

[1] خدائے پاک نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس خلوص کا اعتراف قرآن مجید میں بھی فرمایا ہے گویا جس معیت الٰہی میں نبیؐ واصل تھا اسی میں ابوبکر کو بھی شامل کر لیا۔ سورۂ توبہ میں ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔۔۔ اگر تم اسکی مدد نہ کرو تو یقیناً اللہ نے اسکی مدد کی جب اسے کافروں نے نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں کا تیسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے۔ اور جب اس نے اپنے رفیق سے کہا غمگین نہ ہو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

[2] عامر بن فہیرہ صدیق اکبرؓ کا غلام تھا۔ حضرت صدیقؓ چلتے ہوئے اسے ہدایات دے آئے تھے۔

بالآخر سوچ کر بوجہل نے اک بات بتلائی! یہی تجویز اس شیطان بوڑھے کو پسند آئی

کہا اس نے کہ ہر کنبے سے اک اک آدمی چن لو کوئی باقی نہ رہ جائے قبیلہ یہ ذرا سن لو

یہ نکلیں آج شب کو لے کے خوں آشام تلواریں محمدؐ پر یہ تلواریں سبھی یکبارگی ماریں

نبیؐ کا جسم عبرت کا نظارا ہو کے رہ جائے مجسم نور وحدت پارا پارا ہو کے رہ جائے

یہی تجویز اچھی ہے یہی ترکیب ہے کامل کہ ہوگا اس طرح ہر ایک قبیلہ قتل میں شامل

کریں اس خون کا دعویٰ مسلماں یا بنی ہاشم تو مل کر سب قبیلے جنگ میں ان سے نپٹ لیں ہم

غرض طے پا گئی آخر یہی تجویز شیطانی
قسم کھا کھا کے لوگوں نے نبی کے قتل کی ٹھانی

Marfat.com

ہجرت کی رات

سفینہ مہر کا جس دم شفق کے خون میں ڈوبا — کیا تاریکیوں نے دن پہ چھا جانے کا منصوبا
کئی فتنے جگا کر رات نے پھیلا دیئے دامن — فضا پر لشکرِ ظلمات نے پھیلا دیئے دامن
مسلط ہو گئیں خاموشیاں دنیائے ہستی پہ — ستاروں کی نگاہیں جم گئیں مکّے کی بستی پر
نہیں تھا دامنِ کعبہ پہ زمزم اشک جاری تھا — چٹانیں دم بخود تھیں، وادیوں پر ہول طاری تھا
نظر آتی ہو جس میں روشنی وہ ایک ہی گھر تھا — مصلّے پر وہاں جو شخص بیٹھا تھا پیمبرؐ تھا
عبادت ختم کی تسکین و اطمینان سے اُس نے — اُٹھا، باندھی کمر اللہ کے فرمان سے اُس نے
جگایا نیند سے شیرِ خدا کو اور فرمایا — کہ فرماں ہجرتِ یثرب کا ہے میرے لئے آیا
مثالِ موسیٰؑ و داؤدؑ ہجرت[1] فرض ہے مجھ پر — کمالِ دینِ حق اتمامِ حجت فرض ہے مجھ پر

---

[1] حضرت موسیٰ نے مصر سے ہجرت کی اور حضرت داؤد نے بھی ساول بادشاہ کے ظلم کے سبب ہجرت کی۔
دیکھو کتاب سموائیل ۱۳-۱۳-۱۴ درس (بحوالہ رحمۃ للعالمین)

Marfat.com

اٹھو، دیکھو کہ تلواروں سے گھر محصور ہے میرا — کہ میری قوم کو اب قتل ہی منظور ہے میرا
نکلنا اور اس عالم میں تلواروں پہ چلنا ہے — مگر حکمِ خدا ہے اس لئے مجھ کو نکلنا ہے
یہ چادر اوڑھ لو، سو جاؤ آکر میرے بستر پر — محافظ ہے وہی رکھو بھروسہ شانِ داور پر
یہ مال و زر انہی لوگوں کا میرے پاس امانت ہے — امانت کا ادا کرنا یہ اسلامی دیانت ہے
خدا حافظ ہے۔ دیکھو دل میں اندیشہ نہ کچھ لانا — یہ چیزیں اُن کی پہنچا کر سوئے یثرب چلے آنا
علیؓ نے حکم کی تعمیل کی اور اوڑھ لی چادر — "باطمینان" آکر سو گئے حضرتؐ کے بستر پر

ارادہ کر لیا جب سرورِ عالم نے چلنے کا — تو دیکھا راستہ مسدود ہے گھر سے نکلنے کا
درازوں میں سے جھانکا ہر طرف گہرا اندھیرا تھا — مگر پہرے کھڑے تھے گھر کو جلادوں نے گھیرا تھا
اندھیرے میں چمک اٹھتی تھیں بجلی کی طرح دھاریں — نظر آیا کہ ہیں ہر سمت تلواریں ہی تلواریں
یہ آدھی رات کا عالم یہ ہیبت ناک نظارا — مگر ڈرتا نہ تھا باطل سے وہ اللہ کا پیارا
وہ درّاتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا — تلاوت سورۂ یٰسٓ کی کرتا ہوا نکلا

Marfat.com

گری برقِ نظر اِس مجمعِ قاتل کی آنکھوں پر کہ پٹی خیرگی کی بندھ گئی باطل کی آنکھوں پر[1]

کھنچی ہی رہ گئیں خوں ریز و خوں آشام شمشیریں
کسی نے کھینچ دیں ہوں جس طرح کاغذ کی تصویریں

خدا نے خاکِ غفلت ڈال دی کفار کے سر میں رسولِ پاک پہنچے حضرتِ صدیقؓ کے گھر میں

سنایا دوست کو فرمانِ حق یثرب کی ہجرت کا نویدِ زندگی بخشی دیا مژدہ رفاقت کا

بعجلت دخترِ صدیقؓ نے سامان کو باندھا نطاق اپنی اتاری اس سے توشہ دان کو باندھا

حبیبِ حق کی خوشنودی صلہ تھا جوشِ خدمت کا شرف پایا ہوئی ذات النطاقین آج سے اسماؓ[2]

---

[1] فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (یس) ہم نے اِن کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے اور وہ کچھ نہیں دیکھتے

[2] اس موقعہ پر توشہ دان کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہ ملتی تھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی اسماءؓ نے فوراً اپنی کمر کی پیٹی اتاری اور پھاڑ کر دو حصے کر لئے۔ ایک سے ناشتہ دان کو باندھا۔ حضرت رسالت اسماءؓ کی اس مستعدی پر خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ اسماءؓ خدا جنت میں تمہیں دو پیٹیاں عطا کرے گا۔ پیٹی کو عرب میں نطاق کہتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت کے ارشاد فیض بنیاد کے سبب اسماءؓ کا لقب ذات النطاقین ہو گیا۔ یعنی دو پیٹیوں والی۔

(دیکھو سیرت النبی صفحہ ۲۵۱۔ خاتم المرسلین ۱۸۱۔ رحمۃ للعالمین صفحہ ۸۱)

Marfat.com

سُنو ہم نے کلام اس کا سُنا ہے اپنے کانوں سے ۔۔۔ جو صورت ہم نے دیکھی کہہ نہیں سکتے زبانوں سے
خُدا کے فضل سے ہم سب مسلماں ہو کے آئے ہیں ۔۔۔ دلوں سے بُت پرستی کی نجاست دھو کے آئے ہیں

اہلِ یثرب میں اسلام

یہ سُن کر غلغلہ سا پڑ گیا اطرافِ یثرب میں ۔۔۔ اخوت از سرِ نو آچلی اشرافِ یثرب میں
یہاں کے رہنے والے اوس و خزرج کے قبائل تھے ۔۔۔ نہایت بامروّت، اہلِ دل اہلِ وسائل تھے
یہ باہم بھائی بھائی تھے مگر آپس میں لڑتے تھے ۔۔۔ بڑی مدت سے خانہ جنگیوں میں گھر اُجڑتے تھے
یہودی بھی بکثرت تھے معزز سمجھے جاتے تھے ۔۔۔ یہ لڑوا کر قبائل کو بہت ہی لطف اُٹھاتے تھے
بتوں کو چھوڑ کر اور حُبِ مال و جاہ کو تج کے ۔۔۔ مسلماں ہو چلے آخر گھرانے اوس و خزرج کے
لیا جانے لگا ختم الرسل کا نام یثرب میں ۔۔۔ لگا ہر سمت پھلنے پھولنے اسلام یثرب میں

حسد کرنے لگی قومِ یہود اس دین ملت سے
بنے بیٹھے تھے وہ لوگوں کے ہادی ایک مدت سے

اندھیرا! پتھروں کے ڈھیر! کوہ ثور کی گھاٹی!!
خدا ہی جانتا ہے یہ مسافت جس طرح کاٹی

بالآخر دو مسافر زد غارِ ثور آٹھہرے
مقدر تھا یہیں نورانیوں کا قافلہ ٹھہرے

گئے اندر ابو بکرؓ اور اس کو صاف کر آئے
عبا کو چاک کر کے روزنوں میں اُس کے بھر آئے[1]

مہ و خورشید نے بُرج سفر میں استراحت کی
کہ تھا نوروز تاریخ یکم تھی سن ہجرت کی

ازل سے سو رہی تھی خاک کی توقیر جاگ اُٹھی
یکا یک اس اندھیرے غار کی تقدیر جاگ اُٹھی

سحر کا نُور خندہ زن تھا باطِل کی لیاقت پر

اُفق کے غرفۂ مشرق سے جب خورشید نے جھانکا
نظر آیا تماشا قاتلوں کی چشم حیراں کا

گروہِ اشقیا کو سرنگوں ہوتا ہُوا پایا
علی کو سایۂ شمشیر میں سوتا ہُوا پایا

سحر کا نُور خندہ زن تھا باطل کی لیاقت پر
بہت جز بز تھا انبوہِ قریش اپنی حماقت پر

حقیقت کھل گئی جس وقت غافل ہوش میں آئے
بہت بپھرے بہت ہی اُچھلے کودے جوش میں آئے

---

[1] دیکھو رحمۃ للعالمین صفحہ ۱۰۱ ۔

Marfat.com

بہت کچھ کھینچا تانی کی علیؓ کو خوب دھمکایا[1]
یہاں سے پھر یہ مجمع خانۂ صدیقؓ پر آیا

ہُوا معلوم انہیں۔ بوبکرؓ بھی گھر میں نہیں ہوئے
یہ ایسی بات تھی جس نے حواس ہوش بھی کھوئے

بہم لڑنے لگے اک دوسرے کی داڑھیاں نوچیں
محمدؐ کو پکڑ لینے کی ترکیبیں کئی سوچیں

انعام کا اعلان اور تلاش

کیا اعلان آخر جو کوئی جرأت دکھائے گا
پکڑ لائے گا تو انعام میں سَو اُونٹ پائے گا

لگے کچھ جمع ہو کر شہر ہی میں ہاو ہُو کرنے
بہت سارے مسلح ہو کے نکلے جُستجو کرنے

لگائے ہر طرف چکر بہت لپکے، بہت چوڑے
پہاڑوں پر چڑھے وادی میں گھومے دشت میں دوڑے

تعاقب میں کئی مشرک وہاں غار تک پہنچے
کئی بار اِس مقامِ سیدِ ابرار تک پہنچے

سُنی بوبکرؓ نے قدموں کی آہٹ دل ہوا پُرغم[2]
کہا دشمن قریب آئے ہیں اے فخرِ بنی آدمؑ

---

[1] ظالموں نے حضرت علیؓ کو پکڑا اور حرم میں لے جا کر تھوڑی دیر محبوس رکھا پھر چھوڑ دیا (سیرت النبیؐ)

[2] دیکھو سیرت النبیؐ صفحہ ۲۵۲۔ رحمۃ للعلمین صفحہ ۸۲

تساہل اب نہیں اچھا کہ طوفاں چڑھتے جاتے ہیں
حبش میں اور یثرب میں مسلماں بڑھتے جاتے ہیں

خدا والے کہیں ایسا نہ ہو قوت پکڑ جائیں
بُتانِ کعبہ کے اس ملک سے جھنڈے اکھڑ جائیں

مشرکینِ مکّہ کی مشاورتِ قتل

جبیر و عقبہ و عُتبہ ابوجہل و اُبوسفیاں
نضر، بوبختری، حارث، اُمیہ اور اک شیطاں

یہ سب ایوان ندوہ میں اکٹھے ہو گئے آکر
قبائل کے نمایندے بٹھائے ساتھ بُلوا کر

تھا شیطان نجد کے اک بیجا بوڑھے کی صُورت میں
کہ چل کر دُور سے آیا تھا آج ان بزمِ لعنت میں

ہوئے ایوان کے در بند تقریریں لگی ہونے
نبی کو قتل کر دینے کی تدبیریں لگی ہونے

نظر آتی تھی اس بوڑھے کو ہر تجویز میں خامی
وہ کہتا تھا مبادا پیش آئے کوئی ناکامی!

لہ تدبیر قتل پر غور کرنے کے لئے دار الندوہ میں اجلاس خفیہ کا اعلان کیا گیا (دار الندوہ کو قصی ابن کلاب نے قائم کیا تھا) اس اجلاس میں نجد کا ایک تجربہ کار بوڑھا شیطان بھی آکر شامل ہو گیا تھا
(رحمۃ للعالمین صفحہ ۹۷)

Marfat.com

ہُوا ارشاد اِس ناقہ کی قیمت طے کرو پہلے
کہ ہم قیمت بغیر اِس کو نہ لیں گے سوچ لو پہلے

اِشارا تھا مددِ جز رحمتِ یزداں نہیں لیتے
خدا کی راہ میں انسان کا احساں نہیں لیتے

بقیمت لے کے ناقہ شانِ رحمت نے سواری کی
بڑھیں یثرب کی جانب کھیتیں یا دبہاری کی

رُسولُ اللہ اور صدیقؓ تھے اک پُشتِ ناقہ پر[1]
تھا عامرؓ دوسری پر اور اس کے ساتھ اک رہبر[2]

بظاہر چند اہلِ کارواں معلوم ہوتے تھے
مگر اُن کے جلو میں دو جہاں معلوم ہوتے تھے

عرب کی دُھوپ

یہ شب چلتے ہی گذری اور دن کی دوپہر آئی
عرب کی دُھوپ نے شانِ تمازت آج دکھلائی

اُٹھا طوفانِ آتش اِس بیابانی سمندر میں
سمایا آکے سوسو بادیہ ایک ایک پتھر میں

---

[1] س ناقہ کا نام قصویٰ تھا۔ اور آنحضرت نے اسے ابوبکر سے بقیمت خرید اتھا۔

[2] عبداللہ بن اریقط کو کچھ اُجرت پر رہبری کے لئے مقرر کرلیا گیا تھا۔

Marfat.com

زمیں انگارے اُگلی، آگ برسی آسمانوں سے
دُھواں اُٹھنے لگا جھُلسی ہوئی کالی چٹانوں سے

فضا تھرّا گئی سیلِ حرارت کے دریڑوں سے
ہوا گھبرا گئی امواجِ حدت کے تھپیڑوں سے

ازل کے روز سے یہ خاک یونہی پاک ہوتی تھی
وضو کرتی تھی ہر ذرّے کا منہ کرنوں سے دھوتی تھی

کیا کرتی تھی غسلِ آفتابی اس لئے وادی
کہ گذرے گا یہاں سے ایک دن اسلام کا ہادی

کیا آرام اِک پتھر کے سائے میں رسالت نے
مُہیا کر لیا دُودھ اس جگہ بھی جوشِ خدمت نے[1]

ہوئی جس وقت ہلکی دھوپ کی وہ شعلہ سامانی
پیا شیرِ مُصفّا آپ نے چلنے کی پھر ٹھانی

سُراقہ ابن مالک ابن جعشم کا تعاقب

مقرر ہو چکا تھا اُس طرف انعام اونٹوں کا
گرفتاری کی خاطر بچھ چکا تھا دام اونٹوں کا

لہ آنحضرت نے آرام فرمایا۔ تو حضرت صدیق تلاش میں نکلے کہ کہیں سے کچھ کھانے کو مل جائے تو لائیں۔ پاس ہی ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ اس سے کہا بکری کا تھن صاف کر دے۔ (دیکھو صفحہ ۲۲۵)

Marfat.com

سُراقہ ابنِ مالک کو ہوس نے آج اُکسایا — چڑھا گھوڑے کے اُوپر اور نبی کو ڈھونڈنے آیا
مگر چلتے ہی ٹھوکر لی صبا رفتار گھوڑے نے — جگایا روحِ خوابیدہ کو پہلی بار گھوڑے نے
یہ اک تنبیہ تھی لیکن سمجھ اس کو نہیں آئی — کہ بعد از صد تامل پھر تعاقب ہی کی ٹھہرائی
نظر آیا اُسے اب قافلہ ایمان والوں کا — ہوس نے بھر دیا سو اونٹ سے دامن خیالوں کا
سُراقہ خوش ہُوا گھوڑے کو دوڑاتا ہوا دوڑا — نہایت زعم سے نیزے کو چمکاتا ہوا دوڑا
گرایا اِک جگہ بارِ دگر راکب کو مرکب نے — جھنجھوڑا روحِ خوابیدہ کو دستِ قدرتِ رب نے
یہ غیبی تازیانہ تھا یہ تنبیہِ الٰہی تھی — ہوا ثابت کہ فالوں میں تعاقب کی مناہی تھی
پھر اُکسایا اُسے انعام ملنے کی اُمیدوں نے — خطابِ قاتلِ اسلام ملنے کی اُمیدوں نے

(بقیہ حاشیہ ۲۲۴) پھر اس کے ہاتھ صاف کرائے اور دُودھ دوہایا۔ برتن کے مُنہ پر کپڑا لپیٹ دیا کہ گرد نہ پڑ جائے۔ سیرت النبی صفحہ ۲۵۳

لے۔ یہ واقعہ صحیح بخاری سے لیا گیا ہے۔

۲ے۔ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو سراقہ نے ترکش سے فال دیکھنے کے لئے تیر نکالے کہ حملہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ جواب یہی نکلا۔ کہ نہیں۔ (صحیح بخاری)

Marfat.com

بڑھا پھر چڑھ کے گھوڑے پر جہالت کے ارادے سے
اُسی بے رحم نیت سے اُسی قاتل ارادے سے

مگر اس مرتبہ دامِ بلا میں پھنس گیا گھوڑا
روایت ہے کہ رانوں تک زمیں میں دھنس گیا گھوڑا

دکھائی پے بہ پے آخر جو قسمت نے نگونساری
سُراقہ کے دلِ وحشی پہ ہیبت ہو گئی طاری

پڑا ہاتھوں میں رعشہ ڈر سے نیزہ گر گیا اس کا
یہ نقشہ دیکھ کر اس کام سے دل پھر گیا اس کا

آنحضرت ﷺ کی ایک معجزنما پیش گوئی

پکارا یا محمد ﷺ بخش دیجیے گا خطا میری
میں گمراہی میں تھا بیشک بدی تھی رہنما میری

میں تائب ہوں مجھے اک امن کی تحریر مل جائے
ترے دربارِ رحمت میں مجھے توقیر مل جائے

انوکھی التجا تھی مسکرایا قوم کا ہادی ﷺ
پھر اُس کو بے تامل امن کی تحریر لکھوا دی

سُراقہ سے مخاطب ہو کے یوں ملہم نے فرمایا
اگرچہ تو ابھی اللہ پر ایماں نہیں لایا

لہ ۔ یہ تحریر عامر بن فہیرہ نے چمڑے پر لکھی تھی ۔ لکھنے کا سامان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ۔

Marfat.com

نرالے رنگ ہیں لیکن خدا کی شان والا کے
تیرے ہاتھوں میں کنگن دیکھتا ہوں دستِ کسریٰ کے

تحیّر خیز تھے معجز نما الفاظ حضرتؐ کے
عیاں فرمائے تھے آپؐ نے اسرار قسمت کے

جہاں کو جلوے اس پیشین گوئی کے نظر آئے
کہ یہ کنگن سُراقہ نے عمرؓ کے عہد[1] میں پائے

بریدہ[2] اسلمی اور اُس کے ساتھی

سُراقہ امن کی تحریر لے کر گھر کو لوٹ آیا
اعادہ پھر سفر کا رحمتِ عالم نے فرمایا

ستارے ہمسفر تھے رات کو اور دن کو سُورج تھا
منازل میں لقف تھا، مدلجہ تھا اور مرجج تھا

---

[1] سُراقہ بعد میں اسلام لائے اور جب ایران فتح ہوا اور مالِ غنیمت میں کسریٰ کے زیورات بھی آئے۔ تو حضرت عمر نے دیکھا کہ سراقہ کے حصے میں کسریٰ کے کنگن تھے۔

[2] یہ واقعہ علامہ شبلی نے نہ جانے کیوں چھوڑ دیا۔ رحمۃ للعالمین میں تفصیل مذکور ہے۔ بریدہ اسلمی اپنی قوم کا سردار تھا۔ اسی انعام کے حاصل کرنے کے لئے ستر (۷۰) آدمی لے کر تلاش میں نکلا تھا۔

(دیکھو رحمۃ للعٰلمین صفحہ ۸۷)

مدلجہ[1] اور اذاخر اور رابغ راہ میں آئے — مقاماتِ جداجد بھی اقامت گاہیں آئے

ابھی یہ قافلہ دامانِ منزل تک نہ پہنچا تھا — گرفتاری کی خاطر اور اک انبوہ آپہنچا

یہ ستر آدمی تھے دشت ہی گھر بار تھا اِن کا — جواں ہمت بریدہ اسلمی سردار تھا اِن کا

اسی انعام کا لالچ انہیں بھی کھینچ لایا تھا — یہ فتنہ راستے میں اہلِ مکہ نے اٹھایا تھا

مگر اسلام کی دولت لکھی تھی اُن کی قسمت میں — بریدہؓ آگیا آتے ہی دامانِ نبوت میں

شرف پایا جو اس نطقِ خدا سے ہم کلامی کا — تہیہ کرلیا سب نے محمدؐ کی غلامی کا

بتوں کو چھوڑ کر دنیائے باطل سے جُدا ہو کر — چلے یثرب کی جانب ہم رکابِ مُصطفےٰ ہو کر

محبت میں بریدہؓ نے اتارا اپنا عمامہ[2] — اُسے نیزے میں باندھا اور یہ جھنڈا اسطرح تھاما

کہ اسلامی پھریرا آج لہرایا فضاؤں میں — معاً اللہ اکبر کی صدا گونجی ہواؤں میں

---

[1] آپ کی ہجرت کے مقامات یہ تھے ۔ خیمہ ام معبد ۔ اسفل امج ۔ خزار ۔ ثنیۃ المرۃ ۔ مدلجہ ۔ مدلجہ مجاج ۔ مرج مجاج ۔ مرج ذی العضوین ۔ بطن ذی کشد ۔ جداجد ۔ اجرد ۔ ذی سلم ۔ عبابید ۔ فاجہ ۔ عرج ۔ ثنیۃ العائر ۔ جثماثہ ۔ قبا ۔ مدینہ ۔

[2] دیکھو رحمۃ للعالمین صفحہ ۸۷ ۔

Marfat.com

یہ جھنڈا امن و راحت کی بشارت دیتا جاتا تھا
طلوعِ صبحِ وحدت کی شہادت دیتا جاتا تھا

کہ عدل و بذل کا مختار امن و صلح کا حامی
مجسم رحمتِ عالم محمد مصطفےٰ نامی

وہ ابرِ لطف جس سے ہر گُلِ گلزار خنداں ہے
انیسِ بےکساں ہے دردِ مندِ دردِ منداں ہے

جہاں کو از سرِ نو نور سے معمور کرنے کو
دلوں سے کفر کا زنگِ کدورت دور کرنے کو

وہ جس کا اک اشارہ روحِ مُردہ کو جلاتا ہے
وہی تشریف لاتا ہے، وہی تشریف لاتا ہے

قبا میں ورودِ مسعود

الانتظار، الانتظار!

طلوعِ بدر کے سامان ہوئے بزمِ کواکب میں
تجلی ان سے یہ روشن ہو چکا تھا اخترِ ...

نکل کر شہر سے خلقت قبا تک چل کے آتی تھی
تمنا رنگِ حسرت بن کے آنکھوں میں سماتی تھی

لہ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر جو بالائی آبادی ہے اس کو عالیہ یا قبا کہتے ہیں یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ یہ فخر ان کی قسمت میں تھا کہ سب سے پہلے رسول خدا نے انہی کی مہمانی قبول کی۔ اکابر صحابہ یہاں پہلے ہی سے مہمان تھے۔

Marfat.com

ہوا کرتی تھیں فرشِ راہ اٹھ کر بار بار آنکھیں
ہمہ تن انتظار آنکھیں ہمہ تن انتظار آنکھیں

بھٹکتا تھا تصور منزلوں میں اور راہوں میں
سحر سے شام تک اک شکل رہتی تھی نگاہوں میں

کئی دن تک نہ جب صورت دکھائی شاہِ والا نے
بہت مضطر ہوئے شمعِ نبوت کے یہ پروانے

ہوئیں کوتاہ آخر انتظارِ دید کی گھڑیاں
نگاہوں کے لئے آئیں نمازِ عید کی گھڑیاں

کسی نے دی خبر اے لو رسول اللہ آ پہنچے
جنابِ حضرتِ صدیقؓ بھی ہمراہ آ پہنچے

علی الحمد بیٹھے تو دل کے گھر میں آفتاب آیا
زمین و آسماں کا نور جس کے ہم رکاب آیا

اکٹھے ہو گئے ہر سمت سے طالب زیارت کے
شعاعوں کی طرح سے گردِ خورشیدِ رسالت کے

نظر آئی جونہی پہلی جھلک روئے منور کی
سلامی گونج اٹھی نعرۂ اَللّٰہُ اَکبَر کی

پیمبرؐ نے قبا میں چند[5] دن آرام فرمایا
مروت نے بلطفِ خاص فیضِ عام فرمایا

ل۵ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرتؐ نے قبا میں ۱۴ دن قیام فرمایا تھا۔ بعض اربابِ سیر نے تین دن اور بعض نے چار دن لکھا ہے۔ مگر صحیح بخاری کی روایت قرینِ قیاس ہے!

Marfat.com

جو تھے پہلے مہاجر اس جگہ موجود تھے سارے   اکٹھے ہو گئے تھے چاند کے چاروں طرف تارے

علیؑ مرتضیٰ بھی تیسرے ہی روز آ پہنچے   چلے مکّے سے تنہا پا پیادہ تا قبا پہنچے

وہ اہلِ مکّہ کو اُن کی امانت دے کے آئے تھے   اُنہیں اسلام کا درسِ دیانت دے کے آئے تھے

ہوئے حاضر تو پاؤں سُوجے ہوئے تھے خون جاری تھا   نبی کا دیدۂ ہمدرد محوِ اشکباری تھا!

اساسِ دینِ محکم تھی نبیؐ کی خاطرِ عالی   قبا میں سب سے پہلے ایک مسجد کی بنا ڈالی

یہ مسجد اوّلیں بنیاد تھی طاعت گزاری کی[لہ]

صفا کی، صدق کی، تقویٰ کی اور پرہیزگاری کی

لہ یہی مسجد ہے جس کی شان میں قرآن مجید فرماتا ہے۔

لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۚ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (توبہ)

وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو پاکیزگی بہت پسند ہے۔ اور خدا پاکیزہ رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

Marfat.com

قافلۂ نبوت شہر یثرب کی طرف

اُٹھی اک روز آوازِ بلند اللہ اکبر کی
سواری جانبِ یثرب چلی محبوبِ داور کی

نمازِ جمعہ کا وقتِ مبارک راہ میں آیا
یہاں حضرتؐ نے خطبہ جمعہ کا ارشاد فرمایا

یہ پہلا جمعہ تھا پڑھ لی نمازِ جمعہ حضرتؐ نے[1]
امام المرسلینؐ کی اقتدا کی آج اُمت نے

مدینۃ النبی میں نبی کے داخلے کی شان

ہوا چاروں طرف اقصائے عالم میں پکار آئی
بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی

جوان و پیر و مرد و زن سراپا چشم بیٹھے تھے
بہار آنے کو تھی گلشن سراپا چشم بیٹھے تھے

اب استقبال کو دوڑے بنی نجار سج سج کر
بڑھے انصار بن کر اوچی ہتھیار سج سج کر

جنوبی سمت اُٹھا ایک نورانی غبار آخر
سوادِ شہر میں داخل ہوا ناقہ سوار آخر

---

[1] سرِ راہ بنی سالم کے محلّے میں نمازِ جمعہ ادا فرمائی

فضا میں بس گئیں توحید کی آزاد تکبیریں
یہ تکبیریں تھیں باطل کے گلو پر تیز شمشیریں

مہاجر پیچھے پیچھے چل رہے تھے سربکف ہو کر
کھڑے تھے راہ میں انصار ہر سو صف بصف ہو کر

در و دیوار استادہ ہوئے تعظیم کی خاطر
زمیں کیا آسماں بھی جھک گئے تسلیم کی خاطر

مسلماں بیبیاں گھر کی چھتوں پر جمع ہو ہو کر
نظر سے چومتی تھیں عصمتِ دامانِ پیغمبرؐ

زباں پر اَشرَقَ البَدرُ عَلَینا کی صدائیں تھیں
دلوں میں مَادَعیٰ لِلّٰہِ دَاع کی دعائیں تھیں[1]

کہیں معصوم ننھی بچیاں تھیں دف بجاتی تھیں
رسولِ پاک کی جانب اشارے کر کے گاتی تھیں[2]

---

[1] مدینے کی معصوم لڑکیاں گھروں میں گا رہی تھیں۔

اَشرَقَ البَدرُ عَلَینا	چاند نے طلوع کیا
مِن ثَنِیّاتِ الوَداع	کوہ وداع کی گھاٹیوں سے
وَجَبَ الشُکرُ عَلَینا	ہم پر شکر واجب ہے
مَادَعیٰ لِلّٰہِ دَاع	جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں

[2] راہ میں ننھی ننھی لڑکیاں دف بجا کر گاتی تھیں۔

نَحنُ جَوارٍ مِن بَنِی النَّجّار	ہم نجار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں
یَا حَبَّذا مُحَمَّداً مِن جار	محمد (صلعم) کتنا پسندیدہ ہمسایہ ہے

Marfat.com

کہ ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی — خوشی ہے آمنہؓ کے لال کے تشریف لانے کی
مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے — گلی کوچے خدا کی حمد سے معمور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہو کے جاتی تھی — درود و نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی

شوقِ میزبانی

رسول اللہ سلام انصار کا لیتے ہوئے گذرے — زباں سے خیر و برکت کی دعا دیتے ہوئے گذرے
ہر اِک مشتاق تھا پیارے نبیؐ کی میہمانی کا — تمنا تھی شرف بخشیں مجھی کو میزبانی کا
ہر اِک مشتاق اپنی اپنی قسمت آزماتا تھا — بصد آداب و منت راہ میں آنکھیں بچھاتا تھا
بہت ہی کشمکش تھی اشتیاقِ میزبانی کی — نبیؐ نے اس عقیدت کی نہایت قدر دانی کی
کہا "تم سب مرے بھائی ہو آپس میں برابر ہو — تونگر ہے وہی جو زہد و تقویٰ میں تونگر ہو
اقامت کو مگر میں نے خدا پر چھوڑ رکھا ہے — کہ ناقے کو فقط اس کی رضا پر چھوڑ رکھا ہے
سبھی پیارے ہو تم ہر ایک سے مجھ کو محبت ہے — جہاں ناقہ ٹھہر جائے وہیں جائے اقامت ہے"

Marfat.com

رُکی یکبارگی ناقہ بحکمِ حضرت باری — جہاں اک سمت بستے تھے ابو ایوب انصاری

پڑی تھی ایک جانب کچھ زمیں ویراں و اُفتادہ — مشیّت تھی اسی کو پاک کردینے پر آمادہ

تھے وارث دو ہی لڑکے داغ تھا جن پر یتیمی کا[1] — انہی کے حال پر برسا یا ہوا ابرِ کریمی کا

یہی وہ فرش تھا ملنا تھا جس کو عرش کا پایا — نبی نے ان یتیموں کو بلایا اور فرمایا

کہ "بچو یہ زمیں تم بیچنا چاہو تو ہم لے لیں — جو قیمت مانگو ہم دے کر تمہیں دام و درم لے لیں"

وہ بولے نذر ہے حضرت نے نامنظور فرمایا — انہیں بوبکر کے ہاتھوں سے پُورا دام دلوایا

یہ افتادہ زمیں ہے سجدہ گاہِ شوق اُس دن سے — یہیں تسکین پاتی ہے نگاہِ شوق اُس دن سے

صحابہ سے کہا جب تک نہ ہو مسجد کی تیاری — ہمارے میزباں ہوں گے اُبو ایوب انصاری

فلک نے رشک سے دیکھا اس انصاری کی قسمت کو — اُبو ایوب گھر میں لے گئے سامانِ رحمت کو

"مبارک منزلے کاں خانہ را ماہے چنیں باشد

ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد"

---

[1] ان لڑکوں کا نام سہل بن عمرو و سہیل بن عمرو تھا معاذ بن عفرا کی تولیت میں تھے۔ (خاتم النبیین صفحہ ۸۷)

Marfat.com

دارالامانِ مدینہ

ابو ایوبؓ کے گھر میں حبیبِ کبریاؐ ٹھہرے
مگر جب ہوگئی تیار مسجد اس میں آ ٹھہرے

ملی اظہارِ حق کی آج انسانوں کو آزادی
بآزادی لگا تبلیغ کرنے صلح کا ہادیؐ

بھٹکتے پھرنے والوں کو خدا کی راہ پر لایا
بتوں میں گھرنے والوں کو درِ اللہ پر لایا

یہاں آتے تھے غیر اللہ کا رشتہ توڑنے والے
صدائے آخرت پر حُبِّ دنیا چھوڑنے والے

زمانے کے ستائے درد کے مارے ہوئے آتے
نبیؐ کے دامنِ رحمت میں آرام و سکوں پاتے

کوئی ترکی کوئی تازی کوئی حبشی کوئی رومی
سبھی یکساں تھے زیرِ سایۂ دامانِ معصومی

تھے انصار و مہاجر اک نمونہ شانِ وحدت کا
کہ اس تسبیح میں تھا رشتۂ محکم اخوت کا

تماشوں رنگ رلیوں کی جگہ پائی عبادت نے
فسادوں اور جھگڑوں کو مٹایا ذوقِ محنت نے

مسلماں تھے کہ تھیں زہد و ورع کی زندہ تصویریں
نمازیں اور تسبیحیں اذانیں اور تکبیریں

تجارت یا زراعت یا دعائیں یا مناجاتیں
مشقت کیلئے دن تھے عبادت کیلئے راتیں

یہ بستی کاٹتی تھی وقت نیکی سے بھلائی سے
نہایت آشتی سے امن سے صلح و صفائی سے

ہدایت کی سعادت پر ہزاروں شکر کرتے تھے
خدا پر تھی نظر سب کی خودی کا دم نہ بھرتے تھے

نبی کا حکم اور قرآن دستور العمل ان کا
صداقت بن گئی آئینہ ظاہر اور باطن کا

ضیائے حق سے رشکِ طورِ سینا بن گیا یثرب
نبی کا آستاں بن کر مدینہ بن گیا یثرب

باب ہفتم

مدینے پر جنگ کے بادل
قریشِ مکّہ کا جوشِ غضب

مدینے میں ضیا افگن ہوئے جب حضرتِ والاؐ — خدا نے کر دیا جب ظلمتِ باطل کا منہ کالا

قریش اس تازہ ناکامی سے کھسیانے ہوئے ایسے — یہ قتل و خون کے مشتاق دیوانے ہوئے ایسے

کہ فوراً ہو گئے پختہ ارادے کشت و غارت کے — مدینے تک بڑھائے حوصلے اپنی شرارت کے

وہ مسلم جن پہ بیداد و جفا کرنے کے عادی تھے — ہمیشہ جن پہ ظلمِ نارَوا کرنے کے عادی تھے

ہنسا کرتے تھے یہ ظالم تڑپتے دیکھ کر جن کو — ستانے کا تہیہ کر چکے تھے عمر بھر جن کو

Marfat.com

لٹاتے تھے جنہیں تپتے ہوئے بالو کے بستر پر — رگِ گردن رہا کرتی تھی جن کی نوکِ خنجر پر

جنہیں آزادہ کر سانس لینے کی مناہی تھی — خطا جن کی فقط پابندیٔ امرِ الٰہی تھی

قریش ان کی یہ آزادی گوارا کس طرح کرتے — بھلا صلح و صفائی کا نظارا کس طرح کرتے

وہ جن کی سرد آہیں بھی چھپی رہتی تھیں سینے میں — وہ اب آزادی سے قرآن پڑھتے تھے مدینے میں

اگرچہ تین سو فرسنگ پر بستے تھے بیچارے — مگر چبھتے تھے رہ رہ کر دلِ کفار پر آرے

نبی کے اس طرح زندہ نکل جانے کا غصہ تھا — زمانے پر سے نازک وقت ٹل جانے کا غصہ تھا

یہ غصہ تھا کہ پیاسی رہ گئیں خونخوار تلواریں! — زمیں پر کیوں نہ نکلیں مقدس خون کی دھاریں

قریشِ مکہ کی دھمکی اہلِ مدینہ کو

ہوئی جب ہر طرح ناکام ہر تدبیر ہر سازش — غرور و عجب کو صدمہ ہوا زخمی ہوئی نازش

نہایت طیش کھایا دانت پیسے اہلِ مکہ نے — بالآخر جنگ کی ٹھانی نبیؐ سے اہلِ مکہ نے

مدینے والوں کو اک اشتعال انگیز خط لکھا — ڈرایا اور دھمکایا بہت ہی تیز خط لکھا

Marfat.com

کہ "اپنے سر پہ خود ہی جنگ کو بلوا لیا تم نے — ہمارے مجرموں کو اپنے ہاں ٹھہرا لیا تم نے

تمہیں لازم ہے خط کو دیکھتے ہی یہ کڑی ٹالو — محمدؐ اور اُس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالو

وگرنہ یاد رکھو ہم نے بھی سوگند اُٹھالی ہے — قسم اپنے ہُبل کی لات کی عُزّیٰ کی کھالی ہے

کہ ہم سب مل کے تم لوگوں پہ فوراً حملہ کر دیں گے — گلی کوچے تمہارے شہر کے لاشوں سے بھر دیں گے

جوانوں کو تمہارے چیل کوّوں کو کھلائیں گے — تمہاری عورتوں کو لونڈیاں اپنی بنائیں گے"

عبداللہ بن اُبَیّ منافق

یہ خط مکہ سے عبداللہ اُبَیّ کے نام پر آیا — اور اُس نے دیکھتے ہی ساتھیوں کو اپنے دکھلایا

مدینے کا یہ بدقسمت مسلمانوں سے جلتا تھا — رسول اللہؐ کے آنے سے کفِ افسوس ملتا تھا

مسلمانوں کی آمد سے مٹا تھا اقتدار اس کا — کہ جب مشرک تھے لوگ اُن پر تھا پورا اختیار اس کا

یہ اپنے آپ کو اس شہر کا افسر سمجھتا تھا — یہاں کے رہنے والوں کو فقط نوکر سمجھتا تھا

رسول اللہ کی تعلیم سے سب ہو گئے یکساں — اخوت آگئی اور بھائی بھائی بن گئے انساں

Marfat.com

یہ سمجھا تھا کہ میں بن جاؤں گا حاکم مدینے کا — مگر اب کوئی بھی پرساں نہیں تھا اس کمینے کا

مسلمانوں سے جب لڑنے کے منصوبے لگا کرنے — یہ سن کر آپ سمجھایا اسے آکر پیمبرؐ نے

کہا اے بے وقوفو کیا اجڑنا چاہتے ہو تم — کہ اپنے بھائی بندوں ہی سے لڑنا چاہتے ہو تم

تمہارے بھائی بیٹے سب کے سب پکے مسلماں ہیں — اگر ان سے لڑو گے خود تمہارے ہی نقصاں ہیں

یہ سن کر چل دیئے سب ساتھ والے اس منافق کے — خدا نے دست و بازو کاٹ ڈالے اس منافق کے

منافق چپ ہوا اور چپ ہی رہنے کی ضرورت تھی — بظاہر چپ تھا لیکن دل میں کینہ تھا کدورت تھی

مدینے کے بد باطن یہودی

مدینے میں یہودی بھی بڑی کثرت سے رہتے تھے — جو اپنی قوم کو پیغمبروں کی قوم کہتے تھے

یقیں رکھتے تھے یہ توریت کی پیشینگوئی پر — کہ اسمٰعیلؑ کی اولاد میں ہوگا وہ پیغمبرؐ

وہ پیغمبرؐ جو سیدھا راستہ سب کو دکھائے گا — جو اہل اللہ کو پھر تختِ شوکت پر بٹھائے گا

انہیں معلوم تھا اب وہ پیمبرؐ آنے والا ہے — بشر کے واسطے روشن شریعت لانے والا ہے

Marfat.com

یہ بیٹھے انتظارِ ہادیٔ موعود کرتے تھے ‏‏‏‏ میانِ اہلِ یثرب کاروبارِ سود کرتے تھے

دنائت کے سبب عقل و خرد کو کھو گئے یہ بھی ‏‏‏‏ نبیؐ تشریف لے آیا تو دشمن ہو گئے یہ بھی

سبب یہ تھا نبی قائل تھا عیسیٰؑ کی صداقت کا ‏‏‏‏ سمجھتا تھا اُسے اک برگزیدہ ربِّ عزت کا

یہودی ہر طرح جھٹلا چکے تھے اُس پیمبرؑ کو ‏‏‏‏ صلیبِ مرگ تک پہنچا چکے تھے اُس پیمبرؑ کو

بھلا وہ شخص، جو اس ظلم کو مذموم ٹھہرائے ‏‏‏‏ جو پیغمبرؑ کو پیغمبرؑ کہے معصوم ٹھہرائے

یہودی اس کو پیغمبر اگر جانیں تو کیوں جانیں ‏‏‏‏ اُسے سمجھیں تو کیا سمجھیں، اُسے مانیں تو کیوں مانیں

غرض یہ لوگ بھی اندر ہی اندر سخت دشمن تھے ‏‏‏‏ دغاباز اور محسن کش تھے مکّار اور پُرفن تھے

رسول اللہؐ کی عظمت کے گرچہ دل سے قائل تھے ‏‏‏‏ مگر یہ اُن کی فطرت تھی عداوت ہی پہ مائل تھے

بباطن سازشیں تھیں اور بظاہر کچھ نہ کرتے تھے ‏‏‏‏ معاہد[1] ہو چکے تھے اوس و خزرج سے بھی ڈرتے تھے

مسلماں ہونے والے اوس و خزرج کے قبائل تھے ‏‏‏‏ اگرچہ زر میں کم تھے زور میں مدِّ مقابل تھے

یہ انصارِ رسول اللہؐ خوش تھے فقر و فاقے میں ‏‏‏‏ زراعت میں لگے رہتے تھے یثرب کے علاقے میں

---

[1] آنحضرتؐ نے مدینے میں تشریف لاتے ہی یہودیوں اور مسلمانوں میں ایک معاہدہ کرایا تھا۔ (دیکھو ابن ہشام)

Marfat.com

ہدایت پاکے اپنی خوبیٔ قسمت پہ نازاں تھے
خدا کے فضل یعنی آیۂ رحمت پہ نازاں تھے

قریشِ مکہ کی غارت گری

حسد کی ہر طرف جب عام بیماری لگی بڑھنے
مسلمانوں کو پھر جینے کی دشواری لگی بڑھنے

کیا اس طرح آغازِ شرارت اہلِ مکہ نے
کہ رہزن بن کے ڈالی طرحِ غارت اہلِ مکہ نے

چرا کرتے تھے بیرونِ مدینہ اونٹ میداں میں
انہیں کرز ابنِ جابر لے گیا روزِ درخشاں میں

صحابہؓ حضرتِ اقدسؐ سے اکثر التجا کرتے
مگر لڑنے سے اُن کو منع شاہِ دوسرا کرتے

یہودی مل گئے مکہ کے اُن وحشی لعینوں سے
توقع تھی خلافِ عہد کی ہر دم کمینوں سے

ہوئی تنگ اس قدر آخر مسلمانوں کی عافیت
کہ اندر شہر کے بھی رہ نہ سکتے تھے بخیریت

لہ ان دنوں مدینہ میں یہود اور منافقین کے گروہ مسلمانوں کو امن وامان سے رہتے دیکھ کر حسد سے اندھے ہو رہے تھے۔ اور آئے دن سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔

مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو غارت کر دینے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ کرز ابن جابر مدینے کی دیواروں تک غارت کرتا تھا

(رشاد الحکمۃ)

نکلتے تھے تو گھر جاتے تھے قزّاقوں کے دستوں میں
بچارے دن دہاڑے قتل ہو جاتے تھے رستوں میں

خدا کا نام لینا اک نرالا رنگ لایا تھا
نبیؐ صابر تھے فرمان جہاد اب تک نہ آیا تھا

قریش مکّہ نے ڈالی جو طرح جنگِ مغلوبہ
کیا باطل نے شمع حق بجھا دینے کا منصوبہ

حد برداشت سے گذری تعدّی اہلِ باطل کی
زیادہ صبر کرنا بے حسی تھی دینِ کامل کی

اِذنِ جہاد

بالآخر وقت آیا رحمت حق جوش میں آئی!
کہ اِذنِ جنگ بن کر غیرتِ حق جوش میں آئی

معاً جبریلؑ لیکر آیۂ قرآںؔ ہوئے نازل
جہادِ فی سبیل اللہ کے فرماں ہوئے نازل

ؔلہ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ط وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ۙ لا اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ط وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ

ان کو لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے جن سے لڑائی کی جاتی ہے اسلئے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور تحقیق اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ لوگ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے اس لئے کہ انہوں نے پروردگار کو اپنا خدا کہا اور اگر بعض لوگوں پر سے بعض کو اللہ دور نہ کرتا۔ تو البتہ گرا دیئے جاتے مندر ترسا کے صومعے درویشوں کے

(دیکھو بر صفحہ ۲۴۵)

Marfat.com

یہ حکم آیا کہ ہاں اب اُن غریبوں کو اجازت ہے
بچارے بے وطن آفت نصیبوں کو اجازت ہے۔

وہ جن پر ظلم کے بیداد کے بادل برستے ہیں
وہ جو اپنے وطن میں سانس لینے کو ترستے ہیں

جو ناحق کے ستم سہتے ہیں اور مغموم رہتے ہیں
وطن کو چھوڑ کر بھی بیکس و مظلوم رہتے ہیں

خطا جن کی فقط یہ ہے کہ وہ اسلام لے آئے
جو دنیا کو لٹا کر اک خدا کا نام لے آئے

جنہیں دشمن تہیہ کر چکے ہیں تنگ کرنے کا
ہے اُن کو اذن حملہ آوروں سے جنگ کرنے کا

خدا ظالم کے منصوبوں کو رد کرنے پہ قادر ہے
خدا مظلوم لوگوں کی مدد کرنے پہ قادر ہے

نہ دے اللہ اگر حملوں کے سدباب کی جرأت
یونہی بڑھتی رہے ہر ایک شیخ و شاب کی جرأت

یہ معبد خانقاہیں صومعے یکسر اُجڑ جائیں
منادر اور گرجے بیخ و بُن سے اُکھڑ جائیں

مساجد جن کے اندر ذکرِ حق کثرت سے ہوتا ہے
جہاں انسان آ کر معصیت کے داغ دھوتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۴)

وَمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (حج)

اور عبادت خانے یہود کے اور مسجدیں کہ جن میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور اللہ اپنے مدد کرنے والوں کی مدد کرتا ہے اور اللہ ہی البتہ زورآور اور غالب ہے۔

Marfat.com

گرادیں لوگ آکر ان عمارات مقدس کو
نہیں منظور یہ اللہ کی ذاتِ مقدس کو

رسول اللہ نے اِک دن بصد تاکیدِ پابندی
سنایا اہل ایماں کو یہ فرمانِ خداوندی

کہا راہِ خدا میں تم کو لڑنے کی اجازت ہے
خدا کے دشمنوں کو دفع کرنے کی اجازت ہے

مگر تم یاد رکھو صاف ہے یہ حکم قرآں کا
ستانا بے گناہوں کو نہیں شیوہ مسلماں کا

نہیں دیتا اجازت پیش دستی کی خدا ہرگز
مسلماں ہو تو لڑنے میں نہ کرنا ابتدا ہرگز

فقط اُن سے لڑو جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں
فقط اُن سے لڑو جو تم پہ جینا تنگ کرتے ہیں"

قریش کی دُوسری دھمکی

قریشِ مکہ نے ٹھانی ہوئی تھی قتل و غارت کی
مسلماں بھی لگے تدبیر کرنے اب حفاظت کی

قبائل کا بھی خطرہ تھا دیارِ ارض یثرب میں
کہ بُود و باش تھی جن کی جوارِ ارض یثرب میں

یہ خطرہ تھا مبادا اہل مکہ سے وہ مل جائیں
رسد کو لُوٹ لیں اہلِ مدینہ پر ستم ڈھائیں

Marfat.com

خبر تھی فتنۂ آیندہ کی محبوبِ داور کو ۔۔۔ معاہد کر لیا اس واسطے اُن میں سے اکثر کو
یہ کوشش تھی کہ دب جائے فساد و جنگ کا فتنہ ۔۔۔ نہ اُٹھے اس جہاں میں کوئی خونریزی کا فتنہ
مگر اب کر چکے تھے اہلِ مکہ خوب تیاری ۔۔۔ نہ اُن کو بیٹھنے دیتی تھی خوئے مسلم آزاری
مسلمانوں کو لکھ کر بھیج دی بوجہل نے دھمکی! ۔۔۔ کہ "پہلے ہی نہ اب تم فکر کر لو اپنے ماتم کی
محمدؐ کو بڑا ہی صاحبِ اعجاز سمجھے ہو! ۔۔۔ یہاں سے بچ نکلنے کو خدائی راز سمجھے ہو
تمہیں یہ ناز ہو گا آ بسے ہیں اب مدینے میں ۔۔۔ سمجھتے ہو گے ہم آزاد ہیں اب مرنے جینے میں
ذرا دم لو کوئی ساعت ٹھہر جاؤ ہم آتے ہیں ۔۔۔ تمہارا نام ہی اب لوحِ ہستی سے مٹاتے ہیں"

قافلۂ تجارت اور ابوسفیان کے منصوبے

یہ خالی ایک دھمکی ہی نہ تھی غدارِ مکہ کی ۔۔۔ بہت بد ہو چکی تھیں نیتیں اشرارِ مکہ کی
نبیؐ پر حملہ کرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے ۔۔۔ بس اپنے قافلے کے منتظر کفار بیٹھے تھے
ابوسفیاں گیا تھا شام کی جانب تجارت کو ۔۔۔ نکلنا تھا اسی کی واپسی پر قتل و غارت کو

تجارت کے منافع پر مدارِ جنگ تھا سارا
تجارت کیا تھی گویا کاروبارِ جنگ تھا سارا

قریشی تاجروں کا قافلہ جب لُوٹ کر آیا
ابُوسفیاں منافع کی رقم تھیلوں میں بھر لایا

پہنچ کر مکہ میں اب جنگ کا سامان کرنا تھا
مگر ڈر تھا کہ یثرب کی حوالی سے گذرنا تھا

دغا ہوتی ہے جب دل میں وہی چھاتی دھڑکتی ہے
فسادِ بلغمی سے آنکھ رہ رہ کر پھڑکتی ہے

ابُوسفیاں کے دل میں بھی ہزاروں وہم آتے تھے
خیالی وسوسے ہی بھُوت بن بن کر ڈراتے تھے

خیال آیا مسلماں نیک و بد پہچان جاتے ہیں
محمدؐ آدمی کے دل کی باتیں جان جاتے ہیں

کہیں ایسا نہ ہو مقصد سمجھ لیں اس تجارت کا
خبر ہو جائے شاید بھید کھُل جائے شرارت کا

چلے ہیں قاتلوں کے ہم دہانِ آز بھرنے کو
قبائل میں یہ سارا مال و زر تقسیم کرنے کو

سمجھ جائیں یہ سونا قبر کے اندر سُلائے گا
سمجھ جائیں کہ یہ کپڑا کفن ان کو پنہائے گا

سمجھ جائیں کہ اُن کی صبح پر شام آنیوالی ہے
منافع کی یہ دولت جنگ میں کام آنیوالی ہے

کہیں ایسا نہ ہو اس قافلے کا حال کھُل جائے
سرِ منزل نہ پہنچیں اور ساری چال کھُل جائے

ہمارا قافلہ مکے پہنچ جائے تو اچھا ہو
کسی صُورت مدینے پر بلا آئے تو اچھا ہو

Marfat.com

یہ کیا ہے آج آگے پاؤں دھرتے ہول آتا ہے
مدینے کی حوالی سے گذرتے ہول آتا ہے

اگر اہلِ مدینہ رستے ہی میں ٹوک لیں ہم کو
ارادوں سے ہمارے باخبر ہوں روک لیں ہم کو

اکارت جائیں گے مکے میں پھر ساماں لڑائی کے
ہوا ہو جائیں گے امکان خنجر آزمائی کے

یہ سارا مال اگر اہلِ مدینہ چھین لے جائیں
تو شاید جا کے تلواریں خریدیں قلعے بنوائیں

بڑی دقت ہے پھر اللہ والوں کے مٹانے میں
محمد ہی کا مذہب پھیل جائے گا زمانے میں

کوئی ترکیب ایسی ہو کہ ہم بچ کر نکل جائیں
لڑائی کے لئے مکے سے واپس لوٹ کر آئیں

نئے مذہب کی جڑ تیغ و تبر سے کاٹ دیں آکر
مدینے کی زمیں لاشوں سے یکسر پاٹ دیں آکر

شرارت

ابوسفیاں اُلجھتا آرہا تھا اِن خیالوں سے
کیا اب مشورہ بزدل نے اپنے ساتھ والوں سے

بہت سوچا بالآخر اک شرارت تازہ طے پائی
معاً اک مردِ ضمضم نام کو ترکیب سمجھائی

کہا یہ کام اگر کر دے تو اتنا مال پائے گا
ملیں گے اونٹ سونا بھی کئی مثقال پائے گا

چلا مکے کی جانب اُونٹ پر چڑھ کر یہ ہرکارا
بڑھا دو منزلیں کرتا ہوا حرص کا مارا

Marfat.com

مشرکین میں اشتعال کی چال

اِدھر اس قافلے کے منتظر بیٹھے تھے مدت سے
لڑائی چھیڑنا منظور تھی فخرِ نبوّت سے

فقط اس کارواں کی واپسی کا تھا خیال ان کو
کہ تھی لُٹنے سے پہلے آرزوئے حفظِ مال ان کو

قریش اِک روز بیٹھے کر رہے تھے جنگ کی باتیں
ابُوجہل اُن کو سکھلاتا تھا قتلِ عام کی گھاتیں

یکایک اک صدا اُٹھی کہ فریاد اے بنی غالب!
اُٹھو دوڑو اکرو فی الفور امداد[1] اے بنی غالب!

یہ چیخیں اور فریادیں سنیں تو اہلِ شر دوڑے
بہت بیتاب ہو ہو کر اُٹھے آواز پر دوڑے

نظر آیا کہ وادی میں کھڑا ہے اک شتر تنہا
اور اُس کی پیٹھ پر بیٹھا ہے اک تنہا بشر[1] ننگا

برہنہ جسم ننگِ خانداں معلوم ہوتا ہے
تباہی اور فلاکت کا نشاں معلوم ہوتا ہے

شتر کی پیٹھ پر کاٹھی بھی کس رکھی ہے اُلٹا کر
نظر آتا ہے آیا ہے کہیں سے کان کٹوا کر

فغاں کرتا ہے چیخیں مارتا ہے، روتا جاتا ہے
پیاپے سینہ کوباں ہو کے بیکل ہوتا جاتا ہے

---

[1] جاہلیت میں فریاد کرنے اور اکسانے کے انتہائی طریقے یہی تھے۔

Marfat.com

صدا دیتا ہے اے لوگو مری فریاد کو پہنچو
تمہارا مال و زر لٹنے کو ہے امداد کو پہنچو

محمدؐ بدلہ لینا چاہتے ہیں برملا تم سے
سمجھتے ہیں کہ جھیلے ہیں بہت جور و جفا تم سے

مسلماں قافلے کی تاک میں نکلے ہیں اے یارو
اٹھو، دوڑو، بڑھو، چل کر انہیں روکو، انہیں مارو!

مجھے ڈر ہے کہ جو ہونا تھا اب تک ہو چکا ہوگا
ابوسفیان بچارا جان اپنی کھو چکا ہوگا!

پڑے سوتے ہو تم سونا تمہارا لٹ گیا ہوگا
تمہارا کارواں سارے کا سارا لٹ گیا ہوگا

پکڑ کر لے گئے ہوں گے مسلماں ساتھ والوں کو
نکالو جلد اپنی فوج دوڑاؤ رسالوں کو

ارے تم سن رہے ہو تم سے کچھ بھی بن نہیں پڑتی
مری فریاد کی برچھی کسی دل میں نہیں گڑتی

ابوجہل کی آتش افروزی

اب اہل شہر پہچانے کہ یہ ضمضم ہے ہرکارا
کھڑی ہیں شہر اس کے گرد اکٹھا ہو گیا سارا

وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے ہر سو تکتا جاتا تھا
دو تہڑ پیٹتا جاتا تھا ظالم بکتا جاتا تھا

الجھنے کے لئے تیار تھے پہلے ہی دیوانے
لگے یہ حال سن کر سانپ کی مانند بل کھانے

چنگاری پڑ گئی بارود میں شعلہ بھڑک اُٹھا ۔ دلِ ہر ثانیٔ نمرود میں شعلہ بھڑک اُٹھا
لگی تلووں میں آگ ایسی کہ نتھنوں سے دھواں نکلا ۔ غضب کی شکل میں آنکھوں سے مغزِ استخواں نکلا
غرورِ عجب نے دل کی سیاہی رُخ پہ دوڑا دی ۔ غضبناکی نے آنکھوں کو ردائے سُرخ پہنا دی
یہ ایسی بات تھی جو وہم میں بھی آ نہ سکتی تھی ۔ تصوّر میں یہ صُورت منہ کبھی دکھلا نہ سکتی تھی
مسلمانوں کی یہ جرأت کہ اس کا قافلہ روکیں ۔ جو اب تک چھپتے پھرتے تھے انہیں میدان میں ٹوکیں
(انہیں ٹھیکہ ملا تھا اہلِ دنیا کو ستانے کا ۔ کسی کو حق نہ تھا مدِّ مقابل بن کے آنے کا)
مسلماں اور ان کے کارواں پر حملہ آور ہوں! ۔ خبر سُن لیں یہ بُھتنے اور جامے سے نہ باہر ہوں!
وہ ہرکارا تو پلٹا صورتِ شیطان بہکا کر ۔ لگے بس گھولنے یہ سانپ پیچ و تاب کھا کھا کر
بھرے بیٹھے تھے پہلے سے بہانہ اور ہاتھ آیا ۔ اُٹھا بُوجہل اِک تقریر کی لوگوں کو بُھڑکایا
کہا او بیوقوفو سوچتے کیا ہو کمر باندھو!! ۔ اُٹھاؤ نیزہ و خنجر اُٹھو تیغ و تبر باندھو!
مسلمانوں کو مکّے سے نکل جانے دیا تم نے ۔ وہ موقع خوب تھا افسوس ٹل جانے دیا تم نے
محمدؐ کو یہیں پر ختم کر دو میں نہ کہتا تھا ۔ مسلمانوں سے قبرستان بھر دو میں نہ کہتا تھا!

Marfat.com

مدینے میں پہنچ کر اب یہ جُرأت مل گئی اُن کو — تمہیں پر حملہ آور ہوں یہ ہمت مل گئی اُن کو

تمہیں ان کو سزا دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی — نیا مذہب مٹا دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی

تمہارے سامنے ہستی ہی کیا ہے اُس جماعت کی — مسلماں کیا ہیں اک بے رنگ سی تصویر غُربت کی

وہ خود ہیں جنگ کے طالب حیا تم کو نہیں آتی — تمہارا قافلہ لُٹتا ہے چھاتی پھٹ نہیں جاتی

لطیمہ[1] ہو گیا تاراج تو پچھتاؤ گے یارو! — تم اپنی بیویوں کو عیش سے ترساؤ گے یارو!

یہ بھالے برچھیاں پیکان کس دن کام آئیں گے — تمہارے جنگ کے سامان کس دن کام آئیں گے

چلو میداں میں جرأت آزماؤ دیکھتے کیا ہو — قریشی نسل کی شوکت دکھاؤ دیکھتے کیا ہو

ہمارے تین سو اور ساٹھ ہیں تنہا خدا اُن کا — بھلا اتنے خداؤں سے لڑے گا کیا خدا اُن کا

اُٹھو اے لات و عزیٰ ہُبل کے پُوجنے والا — عرب سے اِک خدا کے نام کا دھبہ مٹا ڈالو

قریش مکہ کی چڑھائی

اُٹھا اک غلغلہ ہر شخص تیاری لگا کرنے — ہر اک تائیدِ خونریزی و خونخواری لگا کرنے

[1] مال و اسباب و منافع تجارت اور اونٹوں وغیرہ کو لطیمہ کہتے تھے۔

Marfat.com

درستی ہو گئی جھٹ نیزہ و شمشیر و خنجر کی — چڑھی آندھی مدینے کی طرف باطل کے لشکر کی

قریشی نسل کے مردانِ جنگی سر بکف ہو کر — بڑھے گھوڑوں پہ یا اونٹوں پہ چڑھ کر صف بصف ہو کر

نضر، بو بختری حرث ابن عامر تھے یہ سب افسر — ابوجہل اور عقبہ اور شیبہ تھے یہ سر لشکر

چلے وہ سب کے سب جن کو پیمبرؐ سے عداوت تھی — منبہ اور رُقعہ عاص بن ہشام و عقبہ بھی

بنی ہاشم بھی اُن کے ساتھ شامل تھے بمجبوری — کہ بزدل سمجھے جاتے گر بتاتے کوئی معذوری

اگرچہ باخبر تھے اس بُرائی کے نتیجے سے — چلے عمِ نبیؐ، عباس بھی لڑنے بھتیجے سے

عقیل ابنِ ابی طالب بھی انکے ساتھ شامل تھا — نہیں تھا بولہب اس کی بدی کا ہاتھ شامل تھا

قریشی سورما اکثر شریکِ فوجِ باطل تھے — کہ سب جنگ آزمودہ تیغ زن تھے اور قاتل تھے

یہ لشکر مشتمل تھا ساڑھے گیارہ سو جوانوں پر — دلوں میں بغض نعرے کفر کے ان کی زبانوں پر

یہ لشکر بڑھ رہا تھا کعبۂ توحید ڈھانے کو — مسلمانوں سے لڑنے کو مدینے کے گرانے کو

مدینے کی طرف بڑھتا چلا آتا تھا یہ لشکر — گذرگاہوں میں لوگوں پر غضب ڈھاتا تھا یہ لشکر

زمینِ دشت کی چھاتی سے آہوں کا غبار اُٹھا — فلک بھی کانپ کر اَلْعَظَمَةُ لِلّٰہِ پکار اُٹھا

ابوسفیاں اور اس کا قافلہ بالکل سلامت تھا
مگر ظالم کا یہ فتنہ جگادینا قیامت تھا

وہ لے کر مال و دولت منزلِ مقصود پر پہنچا
نہ آیا پیش کوئی حادثہ اور اپنے گھر پہنچا

پہنچ کر مکے میں یہ قافلہ دو روز سستایا
سُوئے لشکر مگر اک تیز رو قاصد کو دوڑایا

کہ "ہم بچ کر نکل آئے لطیمہ بھی سلامت ہے
اگر چاہو تو لوٹ آؤ لڑائی بے ضرورت ہے

اگر سارے عرب کو مشتعل کرنا ضروری ہو
مدینے کی زمیں کو خون سے بھرنا ضروری ہو

تو واپس لوٹ آؤ تاکہ بندوبست ہو جائے
مسلمانوں کی ہستی جس سے بالکل پست ہو جائے

تجارت کا منافع بانٹ دو سارے قبائل میں
کہ ہوئی اس سے وسعت اہلِ مکہ کے وسائل میں

قبائل ان مسلمانوں کا جینا تنگ کر دیں گے
وہ اُنکے کھیت میداں راستے لاشوں سے بھر دینگے

مدینے کے یہودی بھی ہمارے دوست ہیں سارے
ابھی خاموش بیٹھے ہیں وہ حلفِ صلح کے مارے

انہیں لالچ دیا جائے تو وہ بھی عہد کو توڑیں
یہ مجبوری کی ظاہر داریاں رکھنے سے منہ موڑیں

اگر کچھ خرچ کرنے سے یہ ہو جائے تو کیا کہنا
کہ ہوگا اوس و خزرج کو بھی مشکل شہر میں رہنا

بھروسہ ناکہ بندی کر سکے پھر ہم بھی کریں دھاوا
لگادیں آگ کر دیں مسجدوں کو راکھ کا آوا

مزا جب ہے ہمیں بھی حملہ کرنے کا مزا آئے ۔۔۔ کہ اُن کے بھاگنے کا راستہ مسدود ہو جائے
پلٹ آنا اگر ہوتا مناسب خیر بڑھ جاؤ ۔۔۔ مسلمانوں کے سر پر بھوت کی مانند چڑھ جاؤ
ہماری بھی ضرورت ہو تو کہہ دو ہم بھی آجائیں ۔۔۔ نہیں کچھ اور خیر اس لوٹ ہی کا مال پا جائیں"

ابو جہل کا جواب ابو سفیان کے قاصد کو

ہنسا ابو جہل یہ پیغام سن کر تن کے یوں بولا ۔۔۔ کہ "یہ دفتر نصیحت کا ابوسفیاں نے کیوں کھولا
اُسے کہدو لطیمہ رکھ کے جلد آجائے لشکر میں ۔۔۔ وہ چالیں ہی نہ بتلائے ہمیں بیٹھا ہوا گھر میں
قبائل میں کریں کیوں مفت جاکر بادیہ گردی ۔۔۔ مسلماں چیز ہی کیا ہیں کریں اتنی جو سر دردی
مٹانے کیلئے اُن کے یہ جنگی فوج کافی ہے ۔۔۔ خس و خاشاک کی خاطر یہی اک موج کافی ہے
چڑھائی ہو چکی ہے اب پلٹ چلنا ہے ناممکن ۔۔۔ مسلمانوں کے سر سے موت کا ٹلنا ہے ناممکن
ابوسفیاں سے کہدینا، کہ تم سمجھے ہو کیا ہم کو ۔۔۔ تمہارا مدعا جو کچھ بھی تھا معلوم تھا ہم کو
جو قاصد تم نے بھیجا تھا اُسے پہچانتے تھے ہم ۔۔۔ تمہارے کارواں کو بھی سلامت جانتے تھے ہم

سمجھ لی بات ہم نے قوم ساری مشتعل کر دی / لگا دی آگ رگ رگ میں تمنا جنگ کی بھر دی

یہ لشکر جمع ہو کر بہر قتل و خوں نکل آیا / نکلنا تھا جو مطلب مال و زر سے یوں نکل آیا

ہوا مفتوح پہلا مرحلہ اب تم بھی آجاؤ / سلامت ہے تمہارا قافلہ اب تم بھی آجاؤ

اگر تم عیش کرنے کیلئے بیٹھے ہو مکے میں / مزے سے پیٹ بھرنے کیلئے بیٹھے ہو مکے میں

تو لشکر میں ہمارے عیش و عشرت کی کمی کیا ہے / یہاں ہر چیز ہے موجود ہر نعمت مہیا ہے

شرابیں ناچ گانا کھانا پینا ساتھ لائے ہیں / بھلا لگتا ہے جن چیزوں سے جینا ساتھ لائے ہیں

بہت سی گانے والی عورتیں ہمراہِ لشکر ہیں / انہی کے حسن سے معمور یہ خرگاہ لشکر ہیں

انہی سے منزلوں میں اہتمامِ عیش رہتا ہے / کہ ہر سردار کا خیمہ مقامِ عیش رہتا ہے

ہماری رات غرق بادۂ سرجوش رہتی ہے / صدائے چنگ و دف گلبانگ نوشانوش رہتی ہے

کبھی چشمِ فلک نے یہ نرالے رنگ دیکھے ہیں / نظر سے گذرے ہیں یہ عیش ایسے جنگ دیکھے ہیں؟

مگر یہ مت سمجھ لینا کہ ہم بیہوش و غافل ہیں / نہیں خود آکے دیکھو ویسے ہی سفاک و قاتل ہیں

ہمارا جوش ہر منزل پہ دونا ہوتا جاتا ہے / کہ ہر مے نوش دل سے زنگ حسرت دھوتا جاتا ہے

Marfat.com

یہ قومی آن کی باتیں ہیں متوالے نہیں ہیں ہم — دکھاتا ہے کہ ہر اک رنگ میں مسند نشیں ہیں ہم

قریشی نسل کی شانِ امارت کے امیں ہم ہیں — عرب کا کون مالک ہے؟ ہمیں ہم ہیں ہمیں ہم ہیں

عرب کے رہنے والوں کو دکھا کر بزم کا نقشہ — بتا دیں بر سرِ میداں جما کر رزم کا نقشہ

یہ ساری عشرتیں اہلِ دغا کا دل لبھائیں گی — ہمیں جنگاہ تک لے جائینگی پھر لوٹ آئیں گی

وہاں ہم کیا کریں گے یہ نہ پوچھو بس سمجھ جاؤ — مسلمانوں کی حالت دیکھنی چاہو تو جلد آؤ

تفنگ و نیزہ و خنجر، شراب و نغمہ و ساقی — مجھے یہ تو بتاؤ شہر میں کیا چیز ہے باقی

مرا مطلب یہ ہے بزدل نہ کہلاؤ ابوسفیاں

مجھے تم جانتے ہو منہ نہ کھلواؤ ابوسفیاں

صورتِ حالات کی نزاکت
نبی صلعم کا مشورہ صحابہؓ سے

اُدھر گاہِ زمیں تھرا رہی تھی بدنہادوں سے ۔۔۔ اِدھر اہلِ مدینہ بے خبر تھے ان ارادوں سے

وہی اک مُلہم صادق وہی اک دیدۂ بینا ۔۔۔ اُسی کا قلب تھا جس پر تھا سارا حال آئینہ

اُسے معلوم تھا، آغاز و انجام اس چڑھائی کا ۔۔۔ اُسی کا دل تھا جس میں درد تھا ساری خدائی کا

وہ سب کچھ جانتے ہیں جو اماں دیتے ہیں جانوں کو ۔۔۔ خبر ہوتی ہے خونی بھیڑیوں کی گلہ بانوں کو

رسول اللہ نے اک دن مسلمانوں کو بُلوایا ۔۔۔ بٹھایا مسجدِ نبوی میں سب کو اور فرمایا

کہ "دو جانب سے اُٹھ کر جنگ کا طوفان آتا ہے ۔۔۔ قریشی فوج آتی ہے اُبوسفیان آتا ہے

اُبوسفیاں پلٹ آیا ہے، لیکر شام کی دولت ۔۔۔ قبائل میں یہ زر تقسیم کر دینے کی ہے نیت

Marfat.com

اُٹھائے گا قبائل کو تمہارے سر پہ لائے گا — مدینے پر قیامت ڈھائیگا فتنے اُٹھائے گا
اُدھر مکے سے لشکر چل چکا ہے لڑنے مرنے کو — تمہارے دین و امن و صلح کے برباد کرنے کو
اُٹھے ہیں اہل مکہ تاخت و تاراج کی خاطر — چلا آتا ہے باطل حق سے امتزاج کی خاطر
حلیفوں میں تمہارے ہیں یہودی اور کافر بھی — حمایت میں مسلمانوں کی ہیں کمزور و لاغر بھی
کرو قطع نظر اس سے کہ اُن کا دین ہے کیسا — کہ دین و مذہب ملت میں ہے اکراہ نازیبا
وہ عرفانی بلندی پر ہیں یا پستی میں بستے ہیں — تمہارے دامنوں میں امن کی بستی میں بستے ہیں
بہت سے لوگ طرزِ غیر جانبدار رکھتے ہیں — بچارے بال بچے رکھتے ہیں گھر بار رکھتے ہیں۔
مدینے پر ہوا حملہ تو گھبرائیں گے بیچارے — جفا و ظلم کی چکی میں پس جائیں گے بیچارے
مسلمانوں پہ لازم ہے حمایت ان حلیفوں کی — مبادا آبرو بگڑے شریفوں کی ضعیفوں کی
قریش مکہ کی یورش کا باعث صرف مسلم ہیں — کہ اب تک باوجودِ ضعف دین اللہ پہ قائم ہیں
وہ حق سے پھیر لینا چاہتے ہیں تم کو جبریہ — تمہیں پر فرض ہے اس یورشِ بے جا کا دفعیہ
اگرچہ مفلس و ناچار ہو تعداد میں کم ہو — قریشِ مکہ سے سامان میں افراد میں کم ہو

Marfat.com

مہاجر بے وطن ہیں بے نوا کچھ بھی نہیں رکھتے
غریب انصار بھی دل کے سوا کچھ بھی نہیں رکھتے
سواری اور ہتھیاروں کی حالت بھی نہیں اچھی
گھروں میں بعض بیماروں کی حالت بھی نہیں اچھی
مسلمانو! اگر اس راہ میں اللہ کافی ہے
جہاد فی سبیل اللہ میں اللہ کافی ہے
تمہارا عندیہ کیا ہے لڑیں یا بند ہو بیٹھیں؟
چلیں میدان میں یا شہر کے پابند ہو بیٹھیں"

مہاجرین کا مشورہ

ابوبکرؓ و عمرؓ نے عرض کی" اے ہادیٔ دوراں
ہمارے مال جان اولاد سب کچھ آپ پر قربان
غلامانِ محمدؐ جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پروا نہیں کرتے"
اُٹھے مقدادؓ اُٹھ کر عرض کی"اے سرورِ عالم
نہیں ہیں قومِ موسیٰ کی طرح کہہ دینے والے ہم
کہا تھا اُس نے اے موسیٰؑ ہمیں آرام کرنے دے
جہاں کی نعمتیں ملتی ہیں ان سے پیٹ بھرنے دے
خدا کو ساتھ لے جا اور باطل سے لڑائی کر
ہمارے واسطے خود جا کے قسمت آزمائی کر
ہمیں کیوں ساتھ لے جاتا ہے دُنیا سے اُجڑنے کو
خدا اور اُس کا موسیٰ ہی بہت کافی ہیں لڑنے کو

Marfat.com

معاذ اللہ مثلِ اُمتِ موسیٰ نہیں ہیں ہم — جہاں میں پیروانِ دینِ ختم المرسلیں ہیں ہم

ہمارا فخر یہ ہے ہم غلامانِ محمدؐ ہیں — ہمیں باطل کا ڈر کیا زیرِ دامانِ محمدؐ ہیں

مسلماں کو ڈرا سکتے ہیں کب یہ نیزہ و خنجر — لڑیں گے سامنے ہو کر عقب پر دائیں بائیں پر"

بزرگانِ مہاجر نے دکھائی جب توانائی — رسول اللہ نے سُن کر دعائے خیر فرمائی

انصار کا جوشِ ایمان

صفِ انصار کی جانب اُٹھیں آنکھیں نبوت کی — تو سعد ابنِ معاذؓ اُٹھے دکھائی شانِ جرأت کی

ادب سے عرض کی "انصار ہیں ہم یا رسول اللہ — غلامِ سیدِ ابرار ہیں ہم یا رسول اللہ

خدا نے ہم غریبوں پر عجب احسان فرمایا — کہ ختم المرسلینؐ اس شہر میں تشریف لے آیا

جہاں میں اس سے بڑھ کر کوئی عزت مل نہیں سکتی — کسی کو بھی ابد تک اب یہ دولت مل نہیں سکتی

خدائے پاک کے فرمان پر ایمان لائے ہم — رسول اللہ پر قرآن پر ایمان لائے ہم

تو کیا اب موت کے ڈر سے یہ دولت ہم گنوا دیں گے — بھلا دیں گے یہ احساں بارِ لعنت سر پہ لا دیں گے

Marfat.com

تعالی اللہ یہ شیوہ نہیں ہے باوفاؤں کا ۔۔۔ پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرت دار ماؤں کا
صداقت دیکھ کر رکھا تھا ان قدموں پہ سر ہم نے ۔۔۔ کہ مانا آپ کو روشن دلائل دیکھ کر ہم نے
قسم اللہ کی جس نے نبی مبعوث فرمایا ۔۔۔ سبھی کچھ پا لیا جس وقت ہم نے آپ کو پایا
گدائی آپ کے در کی ہماری پادشاہی ہے ۔۔۔ ہمیں تو آپ کا ارشاد ہی وحی الٰہی ہے
ہمیں میدان میں لے جائیے یا شہر میں رہیے ۔۔۔ کسی سے صلح کو فرمائیے یا جنگ کو کہیے
ہمارا فرض ہے تعمیل کرنا رائے عالی کی ۔۔۔ ہماری زندگی تکمیل ہے ایمائے عالی کی
ہمارا مرنا جینا آپ کے احکام پر ہوگا ۔۔۔ کسی میدان میں ہو خاتمہ اسلام پر ہوگا
اگر ارشاد ہو بحر فنا میں کود جائیں ہم ۔۔۔ ہلاکت خیز گرداب بلا میں کود جائیں ہم
نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں ۔۔۔ جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

قریش مکہ تو کیا چیز ہیں دیووں سے لڑ جائیں
سنان نیزہ بن کر سینۂ باطل میں گڑ جائیں

Marfat.com

وعدۂ نصرتِ الٰہی

نظارا دیکھ کر انصار کے جوشِ اطاعت کا
اُٹھا عرشِ معلیٰ کی طرف چہرہ نبوت کا

یہ وحدت آج وحدت کے مبلغ کو پسند آئی
اُٹھا کر ہاتھ حضرت نے دعائے خیر فرمائی

دعا کے بعد لوگوں کو نویدِ فتح و نصرت دی
برائے جنگ یثرب سے نکلنے کی اجازت دی

کہا دونوں میں تم کو اک جماعت ہاتھ آئے گی
خُدا نے وعدہ فرمایا ہے نصرت ہاتھ آئے گی

رہے گا بول بالا قدرتِ حق سے صداقت کا
گرے گا جڑ سے کٹ کر نخل کفر و ظلم و بدعت کا

فلک پر تھوکنے والے زمیں پر سرنگوں ہونگے
یقیں رکھو کہ خود سر حملہ آور سرنگوں ہوں گے"

مجاہدینِ اسلام جہاد کے رستے پر

نمازِ صبح پڑھ کر ہو گئی چلنے کی تیاری
اُٹھا خود مسجدِ نبوی سے ابرِ رحمت باری

دکھانا شانِ حق منظور تھی ہادیِ کامل کو
مدینے سے نکل کر روکنا تھا فوجِ باطل کو

Marfat.com

دوم تھا سال ہجری بارھویں تھی ماہِ رمضاں کی
کہ نکلی مختصر سی اک جماعت اہلِ ایماں کی

نکل کر شہر سے تعداد دیکھی جاں نثاروں کی
تو گنتی تین سو تیرہ تھی ان طاعت گذاروں کی

سلاح جنگ یہ تھا آٹھ تلواریں تھیں چھ زرہیں
نہ تھا کارنگ یہ تھا چیتھڑوں میں بیسیوں گرہیں

کمانیں اور نیزے چوبہائے ناتراشیدہ
حدودِ کفش سے آزاد پائے آبلہ دیدہ

زیادہ لوگ پیدل تھے سواری پر بہت تھوڑے
کہ ستر اونٹ تھے بہرِ سواری اور دو گھوڑے

ہلا دیتی تھی کہساروں کو جن کی دھاک پیدل تھے
جناب حمزہؓ کیا خود صاحبِ لولاک پیدل تھے

علیؓ اور ابولبابہؓ اور جنابِ سیدِ عالمؐ
یہ تینوں باری باری سے شریک ناقہ تھے باہم

ابوبکرؓ و عمرؓ اور عبد رحمٰنؓ اک سواری پر
منازل طے کئے جاتے تھے اپنی اپنی باری پر

سمندر میں اٹھا کرتی ہے جیسے موج بے پروا
اسی صورت رواں تھی نمازیوں کی فوج بے پروا

کھجوریں تک میسر تھیں نہ جن کے پیٹ بھرنے کو
یہ اللہ کے مجاہد تھے چلے تھے جنگ کرنے کو

بہت تھے سر بسر محروم گھوڑے اور ناقے سے
بہت ایسے تھے جن کی رات بھی کٹتی تھی فاقے سے

خیال عظمتِ ملت مکیں تھا ان کے سینوں میں
کوئی ساماں نہ تھا ذوقِ یقیں تھا ان کے سینوں میں

Marfat.com

یہ چند افراد اُٹھے تھے ضعیفوں کی حمایت کو
شریروں کے مقابل میں شریفوں کی حمایت کو

چلے تھے یہ مجاہد آج میدانِ شہادت میں
محمدؐ کی ہدایت پر محمدؐ کی قیادت میں

کفّار کا ڈیرا میدانِ بدر میں

زرہ پہنے ہوئے جب لشکرِ نورِ سحر نکلا
شہِ خاور اُٹھا بہرِ مددِ سینہ سپر نکلا

فضائے دہر سے اب اُٹھ چلی شب کی عملداری
خدا دینے لگا باطل کو پاداشِ سیہ کاری

شعاعیں برچھیاں بن کر اندھیروں کی طرف لپکیں
بلائیں بھاگ اُٹھیں اپنے ڈیروں کی طرف لپکیں

تکبر، ظلم، گستاخی، دل آزاری، من ومائی
تشدد، کینہ توزی، ناز، خود بینی، خود آرائی

ستانے کے طریقے قتل کر دینے کی ایجادیں
یہ بچے مادرِ شب کے، اندھیرے کی یہ اولادیں

ہوئے آ کے سب شاملِ گروہِ اہلِ باطل میں
یہ فتنے آ بسے کفّار کے تہ خانۂ دل میں

خودی نے بھر دیئے تھے کبر کے طوفان ہر سر میں
ڈبونے جا رہے تھے کشتیِ حق آبِ خنجر میں

لگایا بدر کے میدان میں کفّار نے ڈیرا
یہاں تدبیر کی تزویر کو تقدیر نے گھیرا

اُبوجہل کا غرور

یہاں بوجہل نے آتے ہی پھر لوگوں کو بھڑکایا — دلایا جوش سب کو اور خود بھی جوش میں آیا

کہا یہ دن وہ ہے جس کی طلب تھی ایک مدت سے — اکٹھے ہیں صنادید قریش اس وقت قسمت سے

ہمارے پہلواں بھاری ہیں سو سو پہلوانوں پہ — مدینے بھر میں شورِ الحذر ہو گا زبانوں پر

یہ خود سر پہلواں کیا پھر کبھی ساتھ آنے والے ہیں — بھلا ایسے مواقع پھر کبھی ہاتھ آنے والے ہیں

یہ ساری مہربانی ہے ہمارے دیوتاؤں کی — چڑھائی ہو گئی ہے اک خدا پر سب خداؤں کی

کریں گے جب یہ مل کر تین سو اور ساٹھ تقدیریں — اُٹھیں گی ساتھ ساڑھے گیارہ سو خونریز شمشیریں

میں دیکھوں گا کہ وہ تنہا خدا کس کام آتا ہے — کہاں لے جا کے مٹھی بھر جماعت کو چھپاتا ہے

یہ برچھے بجلیاں بن بن کے جن کے پھل چمکتے ہیں — کہاں ہیں آج وہ سینے جو ان کو روک سکتے ہیں

ذرا دیکھو تو یہ خونخوار جوہر دار شمشیریں — یہ شمشیریں پہاڑوں پر گریں تو بیخ تک چیریں

یہ خنجر دیکھتے ہو، جو کھنچے جاتے ہیں تن تن کر — تڑپتے ہیں کہ تیریں موجِ خوں میں مچھلیاں بن کر

ہمارے تیر دیکھو، ان کا مینہ جس دم برستا ہے
تو لاکھوں بسملوں کا کھیت پانی کو ترستا ہے

رسد کو دیکھو نظارہ کرو سامانِ جنگی کا
ہے چہروں ہی سے ظاہر دبدبہ مردانِ جنگی کا

نظارے ہی سے اصحابِ محمدؐ کانپ جائیں گے
ہمارے ہر سپاہی کو وہ اک جلاد پائیں گے

مسلمانوں کے حق میں واقعی پتھر ہے دل ان کا
نہیں پتھر نہیں، پتھر سے کچھ بڑھ کر ہے دل ان کا

محمدؐ خود کہیں گے ہاں یہ جلادوں کا لشکر ہے
یہ نمردوں کی فوجیں ہیں یہ شدادوں کا لشکر ہے

ہمارے نام کی ہیبت عرب پر بیٹھ جائے گی
مسلماں قتل ہوں گے دھاک سب پر بیٹھ جائے گی

یہاں اک دن ٹھہر کر پھر بڑھو باقاعدہ ہو کر
اچانک اس طرح سے جا پڑو اہلِ مدینہ پر

کہ اُن کے بھاگنے کی سعی بھی ناکام ہو جائے
کوئی بچنے نہ پائے یعنی قتلِ عام ہو جائے

مسلمانوں کی کمزور جماعت

علم کفار کا لہرا گیا وادی کے دامن پر
اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا اس روزِ روشن پر

بڑی ترتیب سے خیمے لگائے اہلِ باطل نے
رسد بٹنے لگی، لحمِ شتر سب کو لگا ملنے

Marfat.com

زمیں کے جسم پہ ہر خیمہ اک پُرسوز چھالا تھا — کہ میخوں ہی سے جس نے بدر کا دل چھید ڈالا تھا

لگا اس شان و شوکت پر دماغ چرخ چکرانے — غضب کے ساز و سامان لے کے آئے تھے یہ دیوانے

ادھر سے جا رہی تھی اک جماعت حق پرستوں کی — بباطن روزہ داروں کی بظاہر فاقہ مستوں کی

نہ ان کے ساتھ خیمے تھے نہ سامانِ رسد کوئی — نہ ان کی پشت پر تھا جز خدا بہرِ مدد کوئی

نہ زرہیں تھیں، نہ ڈھالیں تھیں نہ خنجر تھے نہ شمشیریں — فقط خاموش تسکیں تھی، فقط پُرجوش تکبیریں

کوئی ساماں نہیں تھا ایک ہی ساماں تھا ان کا — خدا واحد نبیؐ صادق ہے یہ ایمان تھا ان کا

بنا کر اپنے سینوں کی سپر آیاتِ قرآں کو — بظاہر چند تنکے روکنے آئے تھے طوفاں کو

انہی کے نور سے ہر سُو اجالا ہونے والا تھا
انہی کے دم سے حق کا بول بالا ہونے والا تھا

جلد اوّل ختم

Marfat.com

قطعہ تاریخ

شاہنامہ اسلام جلد اول

ازخامہ جناب صوفی غلام مُصطفےٰ صاحب تبسمؔ ایم اے

لیکچرار گورنمنٹ کالج لاہور

نُسخہ شاہنامہ اسلام — ہست ہم نغمہ زار دہم تاریخ
زانکہ ازخامۂ ابوالاثر است — اثر خامہ گفتہ اہم تاریخ

۱۳۴۷ھ

Marfat.com

شاہنامہ اسلام کی جلد اوّل تمام ہوئی

اگر

آپ کو یہ پہلی جلد پسند آئی ہو۔ اور آپ اسے ملک و قوم کے لئے مفید خیال کرتے ہوں۔ نیز آپ کو بقیہ حالات کے مطالعہ کی بھی آرزو ہو۔

تو آپ کے لئے خوشخبری ہے۔ کہ

شاہنامہ اسلام کی دوسری اور تیسری مجلدات

بھی نہ صرف مکمل ہو چکی ہیں بلکہ دوسری جلد تیسری بار اور تیسری جلد دوسری مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔

جلد اول کے خاتمہ پر مناسب سمجھا گیا ہے کہ دوسری جلد کے مطالب کی مختصر فہرست درج کر دی جائے تاکہ آپ کو دوسری جلد کی فرمائش کرنے سے پہلے یہ اندازہ ہو جائے کہ آپ کس کتاب پر رقم خرچ کر رہے ہیں۔

فہرست شاہنامۂ اسلام جلد دوم

دیباچہ ۔ از شیخ سر عبدالقادر صاحب قبلہ
معیار کے عنوان سے ڈاکٹر تاثیر پرنسپل اسلامیہ کالج امرتسر کی تصریحات متعلقہ شاہنامۂ اسلام
آغاز کتاب میں مصنف کی طرف سے سخنہائے گفتنی در پیرایہ سرگذشتِ مصنف ۔ مسجد و مکتب کی تعلیمات کے نتائج ۔ سیلاب الحاد ۔ اور ۔ ٹوٹی ہوئی کشتی کا ملاح ۔

باب اول ۔
معرکۂ بدر کی مبادیات ۔ صحرا کی دعا ۔ بدر میں رات کا منظر ۔ لشکر اسلام اور فوجِ مشرکین کی تصویر کے دونوں رخ ۔ صبح کاذب ۔ فوج کفار کی آمادگیٔ جنگ ۔ صبح صادق ۔ مجاہدین کی صف بندی ۔ مشرکین کی دھوم دھام اور ان کا سراپا ۔ بہادران اسلام کی صف آرائی ۔ مجاہدین کو ہادیؐ کی تلقین ۔ رسول اللہ کی دعا ۔ نور و ظلمت آمنے سامنے ۔ سپہ سالار قریش کی مبارزطلبی اور غرور ۔ انفرادی جنگ ۔ حضرت حمزہؓ اور عتبہ ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ولید بن عتبہ ۔ حضرت عبیدہؓ اور شیبہ کے مقابلے ۔ کفار کے سرداروں کا مقتول ہونا ۔ ابوجہل کی تقریر ۔ قریش کا عام دھاوا ۔ مسلمانوں کی تیر اندازی ۔ جنگ مغلوبہ ۔ اصل اصول جہاد ۔ حب رسولؐ ۔ ابوجہل کا دو کمسن مجاہدوں کے ہاتھوں قتل ہونا ۔ غازیوں اور شہیدوں کی شان ۔ پیغمبرِ خدا اپنے خدا کے حضور ۔ رحمتِ عالم میدان کارزار میں ۔ معجزے کا ظہور ۔ جنگِ بدر کا انجام ۔ ابوجہل کی نگاہِ واپسیں ۔ مشرکین کی لاشوں سے آنحضرتؐ کا خطاب ۔ بدر کے میدان سے غازیانِ اسلام کی مراجعت

باب دوم
جنگِ بدر اور جنگ احد کا درمیانی وقفہ ۔ منافقین و یہود کی شرارتیں ۔ مدینہ میں مسلمانوں کی حالت ۔ مکہ میں شکست کی خبر ۔ شکست خوردہ مشرکین کی عام واپسی ۔ مکے میں کہرام ۔ ابولہب کی مرگِ مایوسی ۔ ماتم کرنے والوں کو ابوسفیان کی فہمائش ۔ ہند جگر خوار کا غم و غصہ ۔ مکہ میں انتقامی جنگ کی تیاریاں ۔ ابوسفیان کی قسم ۔ مدینے کی صورت حالات ۔ قیدیان جنگ کا مسئلہ ۔ صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا اختلاف رائے ۔ رحمۃ للعالمینؐ کی امت کا فیصلہ ۔ فدیہ پر قیدیوں کی رہائی ۔ قیدیوں سے مسلمانوں کا سلوک

Marfat.com

عم نبی حضرت عباس اور فدیہ جنگ ۔ حضرت عباس کا فدیہ دینے میں تامل اور آنحضرت کا معجزہ ۔ مدینے میں مسلمانوں کی مشکلات ۔ منافقین کا گروہ ۔ مدینے کے یہود ۔ ایک لڑکی سے یہودیوں کا سوقیانہ مذاق ۔ ایک مسلمان کا پاس غیرت اور حمایت اور شہادت ۔ آنحضرتؐ کی یہودیوں کو فہمائش ۔ یہودیوں کا گستاخانہ جواب ۔ ایک یہودی شاعر کعب بن اشرف کی شرارتیں ۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کی شادی ۔ رخصتی اور جہیز رحمت عالم کا بیٹی کے گھر میں ورود ۔ عذر مصنف ۔

باب سوم ۔

مکے والوں کے انتقامی حملے ۔ ابوسفیان کی مدینے پر دستبرد ۔ غزوۂ سویق ۔ ابوسفیان کی قسم ۔ مبادیات جنگ احد ۔ شاعروں کا دوسرے قبائل کو بھڑکانا ۔ مکے میں فوجوں کا اجتماع ۔ قریشی عورتیں ۔ آنحضرت صلعم کی اطلاع یابی ۔ مدینہ کی حفاظت کے سامان ۔ مسجد نبوی میں مجلس شوریٰ ۔ آنحضرت کا خطبہ ۔ مسلم نوجوانوں کا جوش جہاد ۔ پیغمبرؐ کا فیصلہ کثرت آرا کے ساتھ ۔ رحمۃ اللعالمینؐ لباس جہاد میں ۔ جوشیلے مجاہدین کی ندامت مجاہدین کا مدینے سے خروج احد کی جانب ۔ لشکر اسلام میں منافقین کی شمولیت ۔ وہ نوجوان جن پر جہاد فرض نہ تھا ۔ مجاہدین اسلام کا قیام شب ۔ راس المنافقین اور اس کے ساتھی ۔ کفار کی چھاؤنی ۔ ابوسفیان کی تدبیریں ۔ ابوعامر راہب کی خفیہ سازش ۔ زنان قریش کی تیاریاں ۔ حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے کی سازش ۔ لشکر قریش میں تیاریوں کی رات ۔ آشوب شب ۔ مصنف کے تاثرات ۔ لشکر اسلام اور خیر الانام ۔ مجاہدین کا اقدام ۔ نماز صبح ۔ مومنوں کی صف آرائی ۔ اور منافقین کی بے وفائی ۔ قطعہ تاریخ ۔

مذکورہ بالا عنوانات ایک طولانی فہرست کا اختصار ہے اور اس لئے پیش کیا گیا ہے کہ آپ کو تھوڑا بہت اندازہ اس عظیم الشان کام کا ہو سکے جو غالباً اس دور کا سب سے بڑا کارنامہ ہے پہلی جلد دراصل تمام وکمال اس بیان کی تمہید تھی جو مصنف کا موضوع اصلی ہے ۔

شاہنامہ اسلام کا اصلی موضوع وہ معرکۂ رزم ہے جو چند نہتے اور بے سر وسامان پرستاران خدائے واحد اور پونے تین سو خداؤں کے ماننے والے اہل شوکت کے درمیان برپا ہوا ۔ دوسری جلد میں انہی واقعات میں چند ایک کی تصویریں ہیں ۔ یہ رزم رستم و اسفندیار کا تخیلی دنگل نہیں ۔ بلکہ سچے واقعات کا بیان ہے اور اس کی شان صداقت ہے ۔

یہاں ہم دوسری جلد میں سے چند اشعار درج کرتے ہیں۔

مشرکینِ مکہ کی چڑھائی کا بیان ہے:—

یہ مشرک تیار ہوئے تھے حق پرستی کے مٹانے کو
یہ آندھی چل رہی تھی شمعِ ہستی کے بجھانے کو

یہ شمشیریں یہ خنجر یہ تبر یہ تیر یہ بھالے
یہ سب مردانِ جنگی اونچی اونچی کلغیوں والے

یہ آہن پوش اسوار اور زرہ پہنے ہوئے گھوڑے
یہ ریشم کی کمندیں لوہے میں گوندھے ہوئے کوڑے

یہ مکے سے چلے تھے اور مدینے پر چڑھائی تھی
ادھر نامِ خدا تھا اس طرف ساری خدائی تھی

مجاہدینِ اسلام بدر کے میدان میں داخل ہوتے ہیں:—

عجب انداز سے آئے خدا کے چاہنے والے
زبانیں خشک پوشاکیں دریدہ پاؤں میں چھالے

نہ انکے پاس تلواریں نہ انکے پاس ڈھالیں تھیں
نہ غلہ انکے اونٹوں پر نہ پانی کی پکھالیں تھیں

نشے وحدت سے قلبِ مطمئن سرشار تھا ان کا
کہ سردارِ دو عالم قافلہ سالار تھا ان کا

نہیں تھا تین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا
سنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ تھا پروردگار ان کا

بدر کے میدان میں سخت گرمی ہے پانی کا نشان نہیں:—

قدم ٹکنے نہ دیتی تھی زمیں پر دھوپ کی گرمی
قدم آگے بڑھانے میں تھی مانع ریت کی نرمی

اڑی جاتی تھی رنگِ دشت گرمی سے ہوا ہو کر
زمیں پر بچھ گئی تھی دھوپ آتش زیرِ پا ہو کر

Marfat.com

صحرا زبانِ حال سے دُعا کر رہا ہے:۔

خبر کیا تھی الٰہی ایک دن ایسا بھی آئے گا
کہ تیرا ساقیٔ کوثر یہاں تشریف لائے گا

اگر یہ بات پہلے سے مجھے معلوم ہو جاتی
مرے دل کی کدورت خود بخود معدوم ہو جاتی

خبر کیا تھی یہاں تیرے نمازی آکے ٹھہرینگے
شہید آرام فرمائینگے غازی آکے ٹھہرینگے

خبر ہوتی تو میں شبنم کے قطرے جمع کر رکھتا
چھپا کر ایک گوشے میں مُصفّا حوض بھر رکھتا

بدر میں رات کا وقت ہے۔ دونوں لشکر میدان میں پڑے ہیں۔

اُفق سے چاند مشعل لے کے نکلا دیدبانی کو
اُڑھادیں چاندنی نے چادریں خاک اور پانی کو

ارادے ساتھ لے کر ہو گیا انسان کا لشکر
اُدھر شیطان کا لشکر، اِدھر رحمٰن کا لشکر

وہاں لحمِ شتر بھی کشتیٔ مے کی روانی بھی
یہاں ساقیٔ کوثر یہاں کمیاب پانی بھی

وہاں خونخوار تلواروں نے دھاریں سان پر رکھیں
نہتوں نے یہاں آنکھیں فقط ایمان پر رکھیں

وہاں بھُوکی نگاہیں باوجودِ فارغ البالی
یہاں آنکھوں میں استغنا مگر جیبِ شکم خالی

وہاں بوجہل محوِ استراحت خوابِ غفلت میں
یہاں اللہ کا محبوبؐ محرابِ عبادت میں

رات ہے۔ مجاہدین سو رہے ہیں اللہ کا رسولؐ بیدار ہے۔

سُلا کر پہلوؤں میں سب کو سوئی بدر کی وادی
نہ تھا بیدار کوئی ہاں مگر اسلام کا ہادی

Marfat.com

یہ پُر انوار آنکھیں اشک کی لڑیاں پروتی تھیں
خُدا کے سامنے خلقِ خُدا کے غم میں روتی تھیں

مجاہدین اسلام صف آراء ہو رہے ہیں انکے قلوب کی کیا حالت ہے:-

مجاہد عشق کو مختار کر کے مرنے جینے پر
مثال کوہِ آہن ڈٹ گئے مٹی کے سینے پر

سرِ راہِ شہادت سربلندوں نے صفیں باندھیں
خُدا کا حق ادا کرنے کو بندوں نے صفیں باندھیں

خیالِ مرگ کر سکتا نہ تھا ہرگز ملول ان کو
کہ بہرِ جنگ لایا تھا صداقت کا اصُول ان کو

نہ کثرت کی کوئی پروا نہ تھا قلت کا غم ان کو
نہ کچھ اندیشۂ پست و بلند و بیش و کم ان کو

نہتے تھے مگر تسکین و اطمینان رکھتے تھے
کہ ساماں پر نہیں ایمان پر ایمان رکھتے تھے

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

میدان میں کشت وخوں کا بازار گرم ہے۔ قریشِ مکہ مسلمانوں پر انتہائی ضرب لگا رہے ہیں آنحضرتؐ اپنے خدا کے سامنے سجدے میں ہیں اور نصرت طلب فرما رہے ہیں۔

طبیعت پر وہی کیفیتِ رقت ہوئی طاری
کہ جس سے جز پیمبرؐ ہر بشر کا قلب ہے عاری

وہ جس کے گھر قبولیت مُرادیں مانگنے آئے
وہی اس وقت سجدے میں پڑا تھا ہاتھ پھیلائے

الٰہی یہ تیرے بندے ہیں تیری راہ میں حاضر
ہوئے ہیں سربکف ہو کر شہادت گاہ میں حاضر

Marfat.com

تیرے پیغام کی آیات ہیں جن کی زبانوں پر
مدارِ قسمتِ توحید ہے اِن چند جانوں پر

اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا
قیامت تک نہیں پھر کوئی تجھ کو پوجنے والا

الٰہی اب وہ عہدِ لیلۃ المعراج پورا کر
محمدؐ سے جو وعدہ ہو چکا ہے آج پورا کر

سپہ سالار قریش عتبہ اور حضرت حمزہؓ میں مقابلہ ہو رہا ہے :۔

جنابِ حمزہؓ نے تلوار پر تلوار کو روکا
سبک دستی سے تھپکی دے کے ہاتھ وار کو روکا

لیا دشمن کو بڑھ کر تیغ فرخ فال کے نیچے
مگر عتبہ نے سر اپنا چھپایا ڈھال کے نیچے

پڑی تلوار فولادی سپر کے ہوگئے ٹکڑے
سپر سے تا بہ سر پہنچی تو سر کے ہوگئے ٹکڑے

ولید بن عتبہ کے مقابلے میں حضرت علی کرم اللہ کی تلوار کی کاٹ ملاحظہ ہو۔

صدائے شیرِ حق سے چھائی ہیبت قلبِ دشمن پہ
سپر اُٹھنے نہیں پائی کہ آئی تیغ گردن پر

نہ پائی دیکھنے والی نگاہوں نے بھی آگاہی
کب اُٹھی کب گری کیسے پھری تیغ ید اللٰہی

قریش نے عام دھاوا بول دیا ہے۔ مسلمانوں کو تیر اندازی کا حکم ہوا ہے :۔

کمانیں کیا تھیں گیلی لکڑیاں لیکر جھکالی تھیں
بندھی تھیں رسیاں انمیں مگر چلوں سے خالی تھیں

کمانوں کو جھکایا تیر جوڑے۔ تیر بھی کیا تھے
کہ اکثر تیر سوفاروں سے بھی قطعاً مُعرا تھے

Marfat.com

اُدھر پتلا تھا ہر بے پیر شیخ و شاب لوہے کا
اُمڈتا دوڑتا آتا تھا اک سیلاب لوہے کا

اِدھر تیر و کماں کی شکل ہو کر تن گئے تنکے
زمیں پر غیرتِ سدِ سکندر بن گئے تنکے

یہ فوجِ روسیہ بپھرے ہوئے فیلوں کا لشکر تھا
مگر تیروں کی بارش بھی ابابیلوں کا لشکر تھا

ہوا میں سنسناہٹ سی ہوئی پھر یہ نظر آیا
کہ تنکوں نے پلٹ دی بڑھنے والی موج کی کایا

جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے:۔

دکھائی رزمگہ میں شان اسلامی دلیروں نے
دبوچا راکبوں کو حرکیوں سے تند شیروں نے

جو نیزوں کے نشانوں پر تھے کھیلے اپنی جانوں پر
سنانوں کو بچایا ہاتھ دوڑایا سنانوں پر

ضعیفوں کو حریفوں ہی سے حاصل ہو گئیں تیغیں
لپٹ کر اس طرح بازو مروڑے چھین لیں تیغیں

میدانِ جنگ میں سخت گرمی ہے پیاس کے مارے دشمنوں کی زبانیں منہوں سے نکلی ہوئی ہیں رحمۃ للعلمین کا فیض دیکھیے

وہی اک حوض تھا اس وقت ان لوگوں کی قسمت سے
مسلمانوں نے جس کو بھر لیا تھا آبِ رحمت سے

مروت پوچھتی تھی نام مومن کا نہ کافر کا
کہ پینے دو یہ اذنِ عام تھا ساقیٔ کوثر کا

ہمارا خیال ہے کہ دوسری جلد کا اندازہ کرنے کیلئے مذکورہ بالا چند اشعار کافی ہیں۔ کتاب ۲۸۰ صفحات پر ختم ہوئی ہے

قیمت فی نسخہ غیر مجلد تین روپے۔ مجلد چار روپے

ملنے کا پتہ کتاب خانہ حفیظ مجلس اردو لاہور

Marfat.com

تیسری جلد

شاہنامہ اسلام کی تیسری جلد تیار ہے۔ اُس کی مختصر فہرست دُوسری جلد کے آخر میں دی گئی ہے۔ یہاں چند اشعار درج کئے جاتے ہیں۔

نعت رسُول صلی اللہ علیہ وسلم:

زباں پر اے خوشا صلّ علیٰ یہ کس کا نام آیا — کہ میرے نام جبریل امیں لے کر سلام آیا

اُسے شمس الضحیٰ لکھئے۔ اُسے بدر الدجیٰ کہئے — ظہور و نور کو اسکے تبسّم کی ضیا کہئے

علی الاعلان سرّ کنتُ کنزاً مخفیاً کہئے — مگر اُس کی شریعت کا ادب مانع ہے کیا کہئے

خُدا نے پیارے جس کو پکارا جس طرح چاہا — وہ مدثّر وہ مزمّل وہ یٰس اور وہ طٰہٰ

لشکر اسلام منتشر ہے۔ میدان جنگ میں کفار کا انتہائی غلبہ ہے چند صحابہ کہیں کہیں اتنے بڑے انبوہ میں گھرے ہوئے ہیں مگر خدا کا سچا رسُول

جہاں گرز اژدہاؤں کی طرح لہرا کے گرتے تھے — جو سر کو توڑ کے اور مغز سر کو کھا کے پھرتے تھے

جہاں آتی تھیں چاروں سمت سے تیروں کی بوچھاڑیں — جہاں اُٹھتے تھے نعرے جس طرح ہاتھی کی چنگھاڑیں

بنائے آسمان بھی جس زمیں پر ڈگمگاتی تھی — محمدؐ تھا۔ کہ اسکے پاؤں میں لغزش نہ آتی تھی

خوشی تھی فتح کی اُس کو نہ کوئی غم ہزیمت کا — مثالِ عرش قائم تھا۔ قدم اسکی عزیمت کا

تیسری جلد ۲۸۰ صفحے دو ہزار سے زیادہ اشعار قیمت: غیر مجلد تین روپے مجلد چار روپے

ملنے کا پتہ: کتاب خانہ حفیظ۔ مجلس اردو ۔ لاہور

Marfat.com

شاہنامہ اسلام جلد اوّل کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔
(بحق زوجۂ مصنف والدۂ تسنیم و دختران مصنف۔)

حفیظ کی بعض دوسری تصانیف

نغمہ زار۔ اوّلین مجموعہ کلام۔ قیمت غیر مجلد عہ؍ ۔ مجلد ۱۲؍

سوز و ساز۔ دوسرا مجموعہ کلام۔ قیمت غیر مجلد۔ عا؍ مجلد۔ عا؍۸

تلخابۂ شیریں تیسرا مجموعہ کلام۔ قیمت غیر مجلد عا؍۔ مجلد۔ عا؍۸

تصویر کشمیر۔ کشمیر جنت نظیر کے مختلف و متضاد رنگ قیمت غیر مجلد۔ ۸؍

ہفت پیکر۔ نثر میں حفیظ کے لکھے ہوئے سات طبعزاد افسانے۔ قیمت غیر مجلد عہ؍۔ مجلد عہ؍۱۲

معیاری افسانے۔ دنیا بھر کے بہترین افسانوں کا ترجمہ جسے حفیظ نے مرتب کیا۔ مجلد۔ عہ؍

حفیظ کے گیت اور نظمیں چار حصے یعنی ہندوستانی بچوں کی پہلی دوسری تیسری چوتھی کتاب فی کتاب ۶؍

ملنے کا پتہ:۔ **کتاب خانہ حفیظ مجلس اردو لاہور**

Marfat.com

Marfat.com

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا

یادِ ایّام

MURAD MEMORIAL LIBRARY
JAMMU
Book No: 108 Price 3/-

المعروف بہ

شاہنامۂ اسلام

جلد اوّل

اردو نظم میں تاریخ اسلام کے ولولہ انگیز واقعات

از رخامۂ

ابوالاثر حفیظ جالندھری

Marfat.com